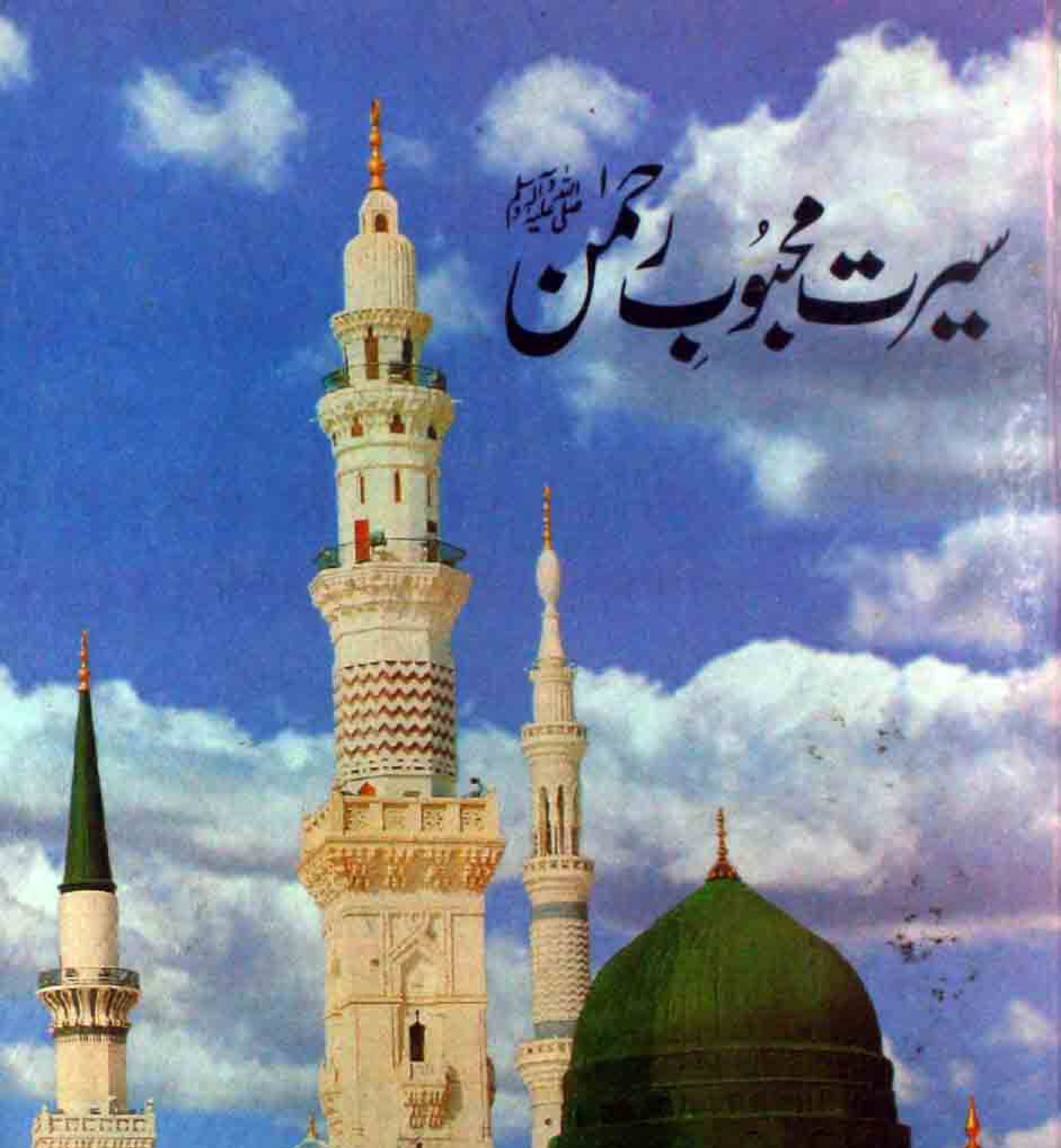

سیرتِ محبوبِ رحمٰن ﷺ

مولانا محمد الطاف حسین الازہری

سیرتِ محبوبِ رحمٰن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ اردو

نظم الدرر والمرجان فی تلخیص سیرۃ سید الانس والجان

تالیف

مرزا خان برکی ثم جالندھری

ترجمہ وتحقیق مع حواشی واضافات

محمد الطاف حسین الازہری

من علماءِ دار العلوم المحمدیہ الغوثیہ بھیرہ شریف سرگودھا

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ◎ لاہور

marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	سیرت محبوب رحمٰن ﷺ
	(نظم الدرر والمرجان فی تلخیص سیر سید الانس والجان)
مصنف	مرزا خان برکی
مترجم	علامہ محمد الطاف حسین الازہری
	فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف
تاریخ اشاعت	جولائی 1999ء
تعداد	ایک ہزار
مطبع	ایل جی پرنٹرز، لاہور
قیمت	-/100 روپے

ملنے کا پتہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون:۔ 7221953

9۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔ فون:۔ 7225085-7247350

فیکس:۔ 042-7238010

marfat.com

محمد ﷺ

رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

باسمہ تعالیٰ

يا صاحب الجمال و يا سيّد البشر

من وجهك المنير لقد نوّر القمر

لا يمكن الثّناء كما كان حقّه

"بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر"

۱۴۰۷ھ

کتبہ خورشید عالم گوہر قلم غفرلہ

marfat.com

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

marfat.com

يا رسول الله انظر حالنا

يا حبيب الله اسمع قالنا

إنني في بحر غم مغرق

خذ يدي سهل لنا أشكالنا

ضم الإله اسم النبي الى اسمه

إذ قال في الخمس المؤذن أشهد

خشق له من اسمه ليجله

فذو العرش محمود وهذا محمد

marfat.com

انتساب

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف (سرگودھا)
کے نام جس سے ہزاروں لوگوں کو
تفقہ فی الدین کی نعمت ارزانی ہوئی۔

(مترجم)

marfat.com

عرض ناشر

جان دو عالم، نور مجسم، والی بیکساں حضرت محمد مصطفے ﷺ کی سیرت انور پر بے شمار کتب لکھی گئیں اور قیامت تک عشاق ارمغانِ عقیدت و محبت پیش کرتے رہیں گے۔ کیونکہ خود خالق کائنات کا فرمان ہے "وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ" ہر شخص اپنی ہمت کے مطابق گلہائے عقیدت لے کر حاضر ہوتا ہے تاکہ اس کا نام عاشقان رسول ﷺ میں لکھا جائے۔

اس کتاب کے مؤلف مرزا خان برکی عربی اور فارسی کے جید عالم تھے۔ سیرت کے موضوع پر یہ ایک مختصر اور جامع کتاب ہے جس میں مؤلف نے سیرت کے متعلقہ کچھ ایسی معلومات کے بارے میں جن کا ذکر عام کتب سیرت میں نہیں ہے۔ بڑے احسن انداز میں قارئین تک پہنچائی ہیں۔

کتاب کے مترجم نے حواشی کے لئے اصل عربی ثقہ کتب سے استفادہ کیا ہے اور حاشیہ کی صورت میں بہت سارے اختلافی مسائل کو مختصراً واضح کیا ہے۔ جس سے آگاہی آج کے دور کی اشد ضرورت ہے۔ امید ہے یہ کتاب مبتدی اور منتہی دونوں قسم کے حضرات کے لئے یکساں مفید ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں یہ عاجزانہ دعا ہے کہ اس سے ہر قاری کو نفع ہو اور یہ ٹیڑھے دلوں کی اصلاح کا باعث بنے۔

طالب دعا

میجر (ر) پیرزادہ محمد ابراہیم شاہ

marfat.com

فہرست مضامین

خاندان برکی کا پس منظر 11
مؤلف 14
برکی خاندان کی علمی خدمات 15
نسب شریف 19
والدہ ماجدہ 19
حمل مبارک کا بیان 19
ولادت مبارکہ 21
جنین مبارک کی مدت 22
عجائبات قدرت کا ظہور 22
رضاعی مائیں 23
پہلی گفتگو 24
والد ماجد کی وفات 26
والدہ ماجدہ کی وفات 26
جد امجد کی کفالت 27
سفر شام 27
شام کا دوسرا سفر 28
کعبہ معظمہ کی تعمیر نو 30
بعثت مبارکہ 30
فترۂ وحی 32
وحی کی صورتیں 33
آغاز وحی 34
قریش کا بائیکاٹ 35
سب سے پہلا مسلمان 35
حضرت عمر کا قبول اسلام 35
معراج نبوی ﷺ 37
شق صدر کا تاریخی جائزہ 44
مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت 46
غزوات نبویہ 51
آقائے دو عالم ﷺ کے حج اور عمروں کی تفصیل 54
آپ ﷺ کے اعتکاف کا بیان 58
سراپائے حبیب 60
اسمائے مبارکہ 61
شمائل محمدیہ ﷺ (اسوۂ حسنہ) 65
شجاعت نبوی ﷺ 66
تحمل مزاجی اور بردباری 66

marfat.com

جود و سخا 68
امانت و دیانت 71
عفت و پاکدامنی 72
ایفائے عہد 74
آپ ﷺ نرم مزاج تھے 76
لوگوں سے برتاؤ 77
حسن سیاست 78
شرم و حیاء 79
ازواج مطہرات سے حسن معاشرت 82
آپ ﷺ کی غیرت و حمیت 85
رحمت و رافت کے روح رواں 86
بچوں سے مداعبت 91
رشتہ داروں سے صلہ رحمی 94
عجز و انکساری 95
اخلاق نبوی ﷺ کی جامعیت 102
دانش و بینش 106
دروغ گوئی سے نفرت 108
گریہ وزاری 112
مجلس نبوی ﷺ 114
آنحضرت ﷺ کی رفتار مبارک 117
آداب طعام 126
اذکار اور وضو کی دعاؤں کا بیان 131
کھانے سے فارغ ہونے کی بعد کی دعائیں 139
صف بندی 143
خواجہ یثرب ﷺ کے خطبہ مبارکہ کا بیان 147
نماز عیدین کا بیان 148
خواجہ یثرب ﷺ کے روزہ رکھے کا بیان 149
افطاری کا بیان 150
سحری کا بیان 152
آنحضرت ﷺ کی نیند مبارک 154
وتر کا بیان 155
خشیت الہی 157
زہد و تقشف 162
تحائف قبول کرنا 167
صدقہ کا بیان 168
مشروبات نبویہ ﷺ 174
آپ ﷺ کی چھینک 175
ملبوسات مبارکہ 175
دستار مبارک 178
کفش پائے نبی ﷺ 179

marfat.com

انگشتری مبارک	179
کاشانہ اقدس	180
عطر بیز مہک	183
مسواک مبارک	186
عمل جراحت	186
سرور دو عالم ﷺ کا بال بنوانا	188
فضلات شریفہ	189
مزاح اور خوش طبعی	194
زیارت قبور	195
بیمار پرسی	196
تجہیز و تکفین اور تدفین میں شرکت	198
تعزیت وافسوس	200
طریق تسلیمات	203
بچے کا نام رکھنا، عقیقہ، مبارکباد	
خطبہ نکاح	205
جسد اطہر کی جمال آرائیاں	207
دلآویز مسکراہٹ	210
امہات المومنین ازواج مطہرات	217
حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا	217
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	217
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	218
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	219
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	220
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	221
حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	221
سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	223
حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا	224
حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا	225
سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	225
حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا	225
فاطمہ بنت ضحاک رضی اللہ عنہا	226
آیت تخییر	226
کثرت ازواج کی حکمت	231
ازواج مطہرات کا مہر	233
مردانہ وجاہت	235
اولاد امجاد	236
نواسوں کی تعداد	238
حضور ﷺ کے چچا	238
حضور ﷺ کی پھوپھیاں	238
حضور ﷺ کے موالی	239
خدام بارگاہ رسالت ﷺ	241
پاسبانان دربار نبوی ﷺ	242
شعراء اور مداحین	243

marfat.com

مختلف بادشاہوں کی طرف قاصد		لعاب دہن مبارک کی برکات	275
وخطوط	244	چیزوں کی ماہیت کا بدل جانا	279
کاتبین وحی	245	بچوں کا گفتگو کرنا	280
حضور ﷺ کے امناء	246	مردوں کو زندہ کرنا	280
رسالتمآب ﷺ کے وزراء کرام	246	گوہ (سوسمار) کا ایمان لانا	281
رسالت پناہ ﷺ کے مؤذنین	246	بھیڑیئے کا گفتگو کرنا	282
سرور دو عالم ﷺ کے نجباء ورفقاء	246	اونٹ اور بکریوں کا سجدہ کرنا	283
صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعداد	246	ہرنی کا گفتگو کرنا	284
چوپائے (دواب)	247	جانوروں کی صفات ذمیمہ کا بدل	
مویشی	249	جانا	285
مراکب نبویہ	251	نباتات کی اطاعت	286
اسلحہ	252	حنین الجذع	288
کپڑے اور گھریلو سامان	256	پھلوں اور کنکریوں کا تسبیح کہنا	288
معجزات	258	وفات حسرت آیات	289
قرآن کریم	258	حضرت خضر علیہ السلام کی	
شق صدر	258	تعزیت	293
انشقاق قمر	258	کفن مبارک	295
سورج کا واپس آنا	259	تدفین	295
پانی میں برکت	262	نماز جنازہ کی کیفیت	296
کھانے میں برکت	263	قبر مبارک	296
دعاہائے نبویہ ﷺ	271		

marfat.com

خاندانِ برکی کا پس منظر

برکی: ایک خاندان یا قبیلہ، جس کے افراد اس وقت جالندھر (بھارت) اور پاکستان کے بعض مقامات میں آباد ہیں۔

برکی، افغانستان کی وادی لوھگڑہ (Leghar) میں، جو کابل سے تیس میل جنوب کی طرف ہے آباد ہیں۔ یہ لوگ یوں تو افغانستان کے متعدد دیہات میں موجود ہیں لیکن ان کی جمعیت برک برکیاں اور برکی راجن میں رہی ہے۔ الفنسٹن (Mounstuart Elphinstone) نے ان کے کنبوں کی تعداد آٹھ ہزار بتائی ہے۔ (Learnt of the kingdom of caubul، ج ا۔ باب ۱۲)۔ وزیرستان کے علاقہ کانی گرامی میں بھی یہ خاصی تعداد میں موجود ہیں، اولف کیرو Olaf Caroe نے 1950ء میں ان کے کنبوں کی تعداد تین ہزار بتائی ہے۔ کابل کے نواحی گاؤں برکی چکاری، گردی کج، کماری اور کابل کے محلہ فرمل میں بھی برکی آباد ہیں۔ بقول محمد حسین خان (A Few Phases of the Afghans in Jullunder Basties، ص ۲۱) کچھ برکی بتخاک، گردیز اور غزنی میں بھی آباد ہیں۔ ان کے علاوہ پشاور سے تقریباً دس میل مشرقی جانب ار موبالا، ارمر میانہ اور ارمر پایان میں برکی آباد ہیں۔ جو اب دوسرے قبائل میں مل جل گئے ہیں (The Pathans، ص ۲۳)، یہ آپ اپنے آپ کو "برکی" کہتے ہیں۔ لیکن بعض ان میں سے "ارمر" بھی کہلاتے ہیں۔ یہ دونوں لفظ برکی اور ارمر رفتہ رفتہ ایک ہی قومیت کے مترادف نام ہو گئے (The Problem of the North West: Collin Davies frontier 1890-1908)۔ لوھگڑہ اور کانی گرام کے برکی اگرچہ افغانوں میں رہتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی زبان اور تمدن برقرار رکھا۔

نسب و نژاد: برکیوں کے نسب و نژاد پر روایات کا پردہ پڑا ہے، الفنسٹن (کتاب مذکورہ باب

marfat.com

۱۲) لکھتا ہے کہ برکیوں کو سپاہیانہ اوصاف کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل ہے۔ وہ اکثر حکومت کو فوجی دستے مہیا کرتے ہیں، ہولڈچ (Col. Sir T.H. Holdics)، جو روسی افغان باؤنڈری کمیشن کا چیف سروے افسر تھا اور بعد میں افغان و ہند باؤنڈری کمیشن کا رکن مقرر ہوا لکھتا ہے کہ برکی بہت نامور سپاہی ہیں۔ ان کی رجمنٹ امیر کابل کی معتمد علیہ رجمنٹوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس رجمنٹ کے سپاہی اسی علاقے سے بھرتی کئے جاتے ہیں جب کسی یورپی سفیر کی حفاظت مطلوب ہوتی ہے تو اس غرض کے لئے لوگھڑہ رجمنٹ ہی کو متعین کیا جاتا ہے (The Indian Borderland 1880-1900، ص ۱۴۱)۔ الفنسٹن (کتاب مذکور، باب ۱۲) نے لکھا ہے کہ برکی تاجیک نسل سے تعلق رکھتے ہیں جو دوسرے تاجیک قبائل سے اس لحاظ سے مختلف ہیں کہ ان کے اپنے الگ قبیلے اور سردار ہیں، روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ برکیوں کو سلطان محمود غزنوی نے گیارہویں صدی عیسوی میں اس علاقے میں آباد کیا تھا یہاں یہ وسیع علاقے کے مالک ہیں، لیکن ان کے نسب و نژاد کے متعلق کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہی جاسکتی وہ خود عربی النسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن بعض وقائع نگاروں کے نزدیک ان کے آباء کرد تھے۔ کرد نسل سے تعلق رکھنے کا ثبوت ان کی زبان سے بھی ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی زبان ارمری ہے جو مشرقی ایران کی ایک مستقل زبان ہے۔ محض ایک بولی نہیں (Olaf Caroe: کتاب مذکور، ص ۲۳) افغانستان میں لسی زبان کی ترویج کا ذکر پہلی بار شہنشاہ بابر نے اپنی توزک میں کیا ہے، جس کا ترجمہ مسز بیورج نے بابر نامہ کے نام سے ۱۹۲۱ء میں شائع کرایا تھا۔ اس میں بابر نے ”برکی“ زبان کو کابل میں بولی جانے والی گیارہ زبانوں میں شمار کیا ہے۔ مصنف نے یہ بھی لکھا ہے (بابر نامہ مترجمہ مسز بیورج۔ ص ۲۲۵ حاشیہ) کہ ”برکی یا برکی“ (زبان) کو عام طور پر ”ارمری“ کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اس زبان کے بولنے والے اسے ”برکیتہ“ کہتے ہیں۔ یہ وزیرستان کے قصبہ کانی گرام کے لوگوں کی زبان ہے۔ اس کا نام برک کی مناسبت سے برکی ہوا، جو وادی لوگھڑہ میں واقع ہے اور جہاں برکی آباد ہیں یہ زبان ایرانی ہے اور کردی زبان سے ملتی جلتی ہے۔ سوناپلوچی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ پس عام روایت کے مطابق، نیز برکیوں کی زبان کی بنا پر، ان کی قرابت کردوں ہی سے ظاہر ہوتی ہے، جو اس امر سے اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ارمر قبیلہ

marfat.com

ترکستان میں اب بھی آباد ہے۔ ارل پرسی Earl Percy ترکیہ کی سیاحت کے سلسلے میں لکھتا ہے کہ ایک کرد قبیلہ ارمر کردستان کے حکیاری Hakkiari علاقے میں آباد ہے، جو ترکیہ کے انتہائی جنوب مشرق میں ہے اور یہ لیمرک Julemerik سے تیس میل کے فاصلے پر ہے اس علاقے کے ایک سلسلہ کوہ کا نام ارمر طاغ ہے، اس کی مزید وضاحت پرسی کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ دو اور کرد قبائل اب بھی کانی گرام میں موجود ہیں (Highlads of Asiatic Tureky، ص ۲۰۶) ایک اور قبیلہ، جس کا ذکر ارل پرسی نے کیا ہے، زیرانی ہے، جو ارمر کے قریب آباد ہے (کتاب مذکور رخ ص ۱۹۱ حاشیہ)۔ یہ بھی کانی گرامی کے برکیوں کی ایک شاخ ہے۔ کردوں کا ایک قبیلہ "شیخان" کے نام سے موسوم ہے، جو اربیل (عراق) کے قریب آباد ہے (Capt. S.A. Kurds and their country: Waheed، ص ۱۸۱) یہ بھی برکیوں ہی کی ایک شاخ ہے۔ آخر میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مشرقی پنجاب کے دو قصبوں ارمر اور ٹانڈہ کے برکی بختیاری قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں، جو تقسیم ہندوستان کے بعد پاکستان میں آباد ہوئے ہیں ان حقائق کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ برکی مغربی ایران کے مشہور بختیاری قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں، جن کے علاقے کی سرحد کردستان سے ملی ہوئی ہے۔ نیز یہ کہ برکیوں کے خاندان، جو ترک وطن کر کے افغانستان آئے، دراصل کردستان کے رہنے والے تھے۔

برکیوں کا ورود ہند: برکی خاندان کے کچھ افراد سکندر لودھی کے زمانے میں وزیرستان کے قصبہ کانی گرام سے ایک صوفی باصفا شیخ احمد غوث انصاری (م ۹۹۹ھ) کی معیت میں جالندھر آئے شیخ احمد غوث کے مورث اعلیٰ ابراہیم دانشمند دس واسطوں سے اپنا سلسلہ نسب مدینہ منورہ کے خالد انصاری (م ۵۵ھ) سے ملاتے ہیں۔ ابراہیم اپنے پیر بھائی مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی (۵۵۶ تا ۶۶۶ھ) سے ملنے ملتان آئے اور پھر حضرت مخدوم کے ارشاد پر وطن واپس جانے کا ارادہ ترک کر کے کوہستان سلیمان میں برکی قوم کی تعلیم و تربیت کے لئے کانی گرام کے قریب سکونت پذیر ہو گئے (علی محمد تذکرۃ الانصار، ص ۲۱، ۲۸) مولانا ابراہیم دانشمند کے چار بیٹے تھے: (۱) شیخ محمود جن کی نسل سے بایزید انصاری موسوم بہ پیر

marfat.com

روشان (کّ۔ بآں) ہوئے؛ (۲) شیخ سراج الدین: ان کی نسل سے شیخ درویش تھے، جن کے ساتھ برکی ۱۶۱۸ء میں جالندھر آئے؛ (۳) شیخ یوسف، جن کی اولاد دانشمندی انصار تھے؛ (۴) شیخ لعل، جو لاولد فوت ہوئے۔

برکیوں نے جالندھر کے آس پاس ذیل کی بستیاں آباد کیں: (۱) بستی دانشمندان؛ (۲) بستی شیخ درویش: (۳) بستی بابا خیل: (۴) بستی پیر داؤد؛ (۵) بستی غزاں؛ (۶) محلّہ برک (= کرار خاں جالندھر شہر: (۷) محلّہ راستہ (= اخوند)، جالندھر شہر (Glossary of the tribes and castes of the panjab and the North west forntier provinces، بذیل مادہ برکی)

مرزا خان مؤلف کتاب

مرزا خاں، جن کا نام مرزا خاں اور لقب اوحد الدین تھا، عربی اور فارسی کے جید عالم تھے انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ نظم الدرر والمرجان فی تلخیص سیر سید الانس والجان کے نام سے تصنیف کی۔ اس کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، ذخیرۂ مخطوطات شیرانی، میں موجود ہے (عدد ۲۱۵۸)۔ ۱۱۳۷ھ میں علیم اللہ الحسینی جالندھری نے نثر الجواہر فی تلخیص سیر ابی الطیب والطاہر کے نام سے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا، جو ۱۹۰۲ء میں پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوا۔ مترجم نے دیباچے میں لکھا ہے: "میں نے محسوس کیا کہ اوحد الدین میرزا خان البرکی ثم الجالندھری کی عربی کتاب نظم الدرر والمرجان فی تلخیص سیر الانس والجان مبسوط نہیں، لیکن یہ نادر معلومات پر محیط ہے اور ہر چند کہ خواص اس سے بہرہ مند ہوتے ہیں لیکن عوام اس کے اشارات سے محروم رہتے ہیں، اس لئے مجھے خیال آیا کہ ایسے لوگوں کو سمجھانے کے لئے اختصار کو بصورت تفصیل پیش کر کے اس کا ترجمہ نثر الجواہر فی تلخیص سیر ابی الطیب والطاہر کے نام سے فارسی میں کروں۔ پس میں نے ترجمہ شروع کر دیا۔" (۲)

سٹوری نے نظم الدرر اور نثر الجواہر دونوں کا ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے۔ لیکن تفصیل

marfat.com

بتاتے ہوئے اس سے سہو ہو گیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ کتاب نظم الدرر علیم اللہ الحسینی کی تصنیف ہے اور اس کا ترجمہ مرزا خاں نے نثر الجواہر کے نام سے کیا ہے (Persian Literature، ص ۲۰۶)، لیکن جیسا کہ اوپر کی عبارت سے واضح ہے حقیقت اس کے برعکس ہے۔

مرزاخاں نے نظم الدرر کے علاوہ مندرجہ ذیل رسائل بھی تصنیف کئے جن کے خطی نسخے کتب خانہ دانشگاہ پنجاب، ذخیرۂ مخطوطات شیرانی میں موجود ہیں: (۱) کتمان الاسرار (عدد ۲۱۵۸، اوراق ۵۶، ورق ۱ تا ۱۶ موجود نہیں)؛ (۲) تنبیہ الاغبیا (عدد ۲۱۵۸)؛ (۳) شرح اقوال جنید بغدادی (عدد ۲۱۵۸) انہوں نے سماع پر بھی ایک رسالہ تصنیف کیا، جس کا حوالہ ان کے فرزند بہلول برکی نے اپنے ایک رسالے سیف المسلول کے دیباچے میں دیا ہے۔

برکی خاندان کی علمی خدمات

برکی خاندان نے علمی خدمات کا سلسلہ بدستور جاری رکھا۔ مرزاخاں کے فرزند بہلول بھی نامور عالم اور ادیب تھے، انہوں نے اپنا نام بہلول گول برکی بتایا ہے (رک بہ مخطوطہ شرح مثنوی، اوراق ۳۳، ۲۷، ۲، ۴۴)، بعض مشہور فارسی شعرا کے دواوین کی شرحیں آپ کی یادگار ہیں، جو بصورت مخطوطات کتب خانہ دانشگاہ پنجاب، لاہور ذخیرہ مخطوطات شیرانی، میں موجود ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے: (۱) شرح دیوان حافظ (عدد ۲۲۲۷، اوراق ۷۸؛ اس شرح کا دوسرا خطی نسخہ، عدد ۲۲۸۹، اوراق ۸۶)۔ ایک خطی نسخہ راقم الحروف کے ذاتی کتب خانے میں بھی موجود ہے (اوراق ۱۳۱، خط نستعلیق شکستہ آمیز، عبارت گنجان، سطور پچیس فی صفحہ، سائز سوا نو انچ × پونے سات انچ)۔ مصنف نے خاتمہ کتاب میں لکھا ہے کہ یہ تالیف شہنشاہ اورنگ زیب کی وفات کے ایک سال بعد، یعنی ۱۱۱۹ھ میں، مکمل ہوئی؛ (۲) شرح دیوان صائب (عدد ۲۱۸۱، اوراق ۱ تا ۴۹)؛ (۳) شرح دیوان ناصر علی (عدد ۲۱۸۱، اوراق ۵۰ تا ۱۵۰)؛ (۴) شرح دیوان غنی (عدد ۲۱۸۱ خ اوراق ۱۵۱ تا ۱۸۴)؛ (۵) شرح مثنوی (عدد ۶۳۶۷، اوراق ۱۷۷؛ اس کے دوسرے نسخے کے لئے دیکھئے سید عبداللہ: A

marfat.com

(Descriptive Catalogue....، ۱ / ۲:۲۱۰)

مذکورہ بالا شروح کے علاوہ بہلول گول نے دو رسالے بھی لکھے، جن کے خطی نسخے کتب خانہ دانشگاہ پنجاب، ذخیرۂ مخطوطات شیرانی، میں موجود ہیں: (۱) سیف المسلول (عدد ۴۷ ۱۳، اوراق ۱۲)؛ (۲) عقائد علیہ در مذہب صوفیہ (عدد ۴۷ ۱۳ب، اوراق ۱۸)

بہلول کا ایک ہی بیٹا یحییٰ نامی تھا، جو سکھوں کے خلاف لڑتے ہوئے ۱۷۵۷ء میں شہید ہوا۔

برکی خاندان کے ایک نامور بزرگ شیخ العالم میاں شیخ درویش (م ۱۰۸۲ھ / ۱۶۷۱ء) تھے۔ شیخ العالم اور ان کے مورث اعلیٰ ابراہیم دانشمند کے حالات میاں منصور کی تصنیف نفحات الاسرار اور دوسرے رسالوں میں ملتے ہیں۔ یہ حالات علی محمد انصاری دانشمند نے اپنی کتاب تذکرۃ الانصار میں جمع کیے ہیں، تذکرۃ الانصار پونے دو سو صفحات پر مشتمل ہے اس میں ایک مقدمہ، اکیس مقالے اور ایک خاتمہ ہے۔ اس کا ایک خطی نسخہ راقم الحروف کو خان زمان خاں صاحب نے جالندھر میں دکھایا تھا۔ علی محمد انصاری نے محلہ راستہ کے برکیوں میں سے مندرجہ ذیل اکابر کا ذکر کیا ہے:-

(۱) میاں علی شیر حافظ خیل دانشمند: آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔ دانشمندوں میں وہ سب سے پہلے جالندھر آئے؛ (۲) شیخ سلطان ادریس خیل دانشمند؛ (۳) شیخ عبدالرحمٰن ادریس خیل دانشمند: صاحب کرامت بزرگ تھے اور شیخ احمد غوث کے جن کا اوپر ذکر آچکا ہے، ہم عصر تھے؛ (۴) شیخ جلال بن شیخ سلطان ادریس خیل دانشمند: نوکری پیشہ تھے اور قصبہ ہانڈیہ (برہان پور) کی سرکار میں متعین تھے؛ (۵) قطب الزمان شیخ عثمان دانشمند (م ۱۰۴۰ھ / ۱۶۳۰ء): اسی خاندان کے نامور عالم تھے، ان کا شمار اس وقت کے اولیائے کرام میں ہوتا تھا، آپ شیخ الاعظم پیرولی اور خواجہ عبدالباقی نقشبندی دہلوی سے فیض یاب ہوئے۔ رسالہ اسراریہ میں ان کے مفصل حالات درج ہیں۔ ان کے مریدوں میں سے ایک صاحب باقی خان تھے، جو شاہجہاں کے درباری امیر تھے، ان کی تصنیفات تحفۃ القلوب، ہدیۃ الارواح اور چہل مکتوب ہیں۔ موخر الذکر کا اردو ترجمہ ملک چنن دین نے لاہور سے طبع کرایا۔ ایک رسالہ شوقیہ وذوقیہ بھی ان کی طرف منسوب ہے۔ شیخ عثمان کے بعد ان کے

marfat.com

حقیقی بھائی کے پوتے میاں عبدالقادر بن میاں عبداللہ مسند خلافت پر بیٹھے۔ آپ ۱۱۰۴ھ میں فوت ہوئے شیخ عثمان کے ایک مرید شیخ جوہر بن میر محمد مدد خیل تھے۔ یہ بھی حضرت شیخ یوسف بن ابراہیم دانشمند کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے ایک رسالہ تصنیف کیا، جس میں محلہ راستہ کے دانشمند بزرگوں اور اپنے بعض عزیزوں کے حالات لکھے۔ جو نواح بجواڑہ ضلع ہوشیار پور میں مقیم تھے انہوں نے دینی مسائل پر بھی ایک کتاب لکھی جس کا نام جواہر الفقہ تھا۔ ان کی تاریخ وفات ۱۰۸۳ھ ہے (مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے محمد جہانگیر خاں: شیخ العالم میاں شیخ درویش، دراورینٹل کالج میگزین، فروری ۱۹۵۵ء خصوصاً ص ۴۷، ۵۴، ۵۵)

مآخذ: (۱) علی محمد داشمن (= دانشمند): تذکرۃ الانصار (مخطوطہ)؛ (۲) محمد جہانگیر خاں، دراورینٹل کالج میگزین، فروری ۱۹۵۵ء (۳) R.C Temple، ج ۳ The Legends of the Punjab، ج ۸)؛ (۴) خان محمد حسین خان: A Few Phases of the Afghans in Julhander Basties؛ (۵) Olaf Carore The Pathans، مطبوعہ میکمیلن کمپنی، ۱۹۶۲ء (۶) Collin: The Problems of the north west Frontier, 1890-1908؛ (۷) Olodich :- The Indian Border Land 1880-1900؛ مطبوعہ .Mathuen and Co ۱۹۰۱ء (۸) Highlands of Asiatic Turkey: Earl Percy؛ (۹) :The Kurds and their country Capt. S.A. Waheed؛ (۱۰) H.A. Rose :Glossary of the Tribes and castes of the punjab and the north west frontier Provinces، مطبوعہ سول اینڈ ملٹری گزٹ پریس، لاہور ۱۹۱۱ء ج ۲؛ (۱۱) :Persain Literature C.A. Storey؛ (۱۲) سید عبداللہ: .Descriptive catalogue of Persian

(ماخوذ از اردو دائرہ معارف اسلامیہ بذیل مادہ "برکی")

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ. وَخَلَعَ عَلٰی عَلَمَاءِ اُمَّتِهٖ بِبَيَانِ فَضَائِلِهٖ وَمَفَاخِرِهٖ فَهُمْ بِذٰلِكَ حَامِدُوْنَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ بِذِكْرِهٖ بِأَشْرَفِ الْأَسْمَاءِ وَالْأَلْقَابِ وَالنُّعُوْتِ وَالْمَآثِرِ وَقَرَّبَهُمْ مِنْ حَضْرَتِهٖ فَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُوْلٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فَسُبْحَانَ مَنْ جَعَلَهُمْ نُجُوْمًا فِیْ سَمَاءِ الْهِدَايَةِ وَجَعَلَ أَهْلَ الْأَرْضِ بِهِمْ يَهْتَدُوْنَ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ شَهَادَةً شَهِدَ بِهَا الْمُوْقِنُوْنَ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَسَيِّدَ الْاَوَّلِيْنَ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ النُّوْرُ الْمَخْزُوْنُ وَالسِّرُّ الْمَكْنُوْنُ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰی آلِهِمْ وَصَحْبِهِمْ أَجْمَعِيْنَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ آمِيْنَ اَللّٰهُمَّ آمِيْنَ. وَبَعْدُ.

یہ بندۂ مسکین مرزا خان برکی ثم جالندھری۔ کہتا ہے کہ تمام محدثین نے حضور ﷺ کی سیرت مغازی اور شمائل واخلاق عالیہ پر بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں آپ ﷺ کے فضائل ومکارم میں بے شمار رسائل تحریر کیے ہیں۔ اور اس فن کو بام عروج تک پہنچانے کیلئے اپنی تمام مساعی بروئے کار لائے ہیں۔ میں اپنی کم مائیگی اور عدم استطاعت کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام کی خریدار بڑھیا کی طرح یہ مختصر کتاب لکھ کر اپنے آپ کو ان جلیل القدر ہستیوں کے زمرے میں شمار کرنا چاہتا ہوں انشاء اللہ یہ مبتدی اور منتہی دونوں قسم کے حضرات کے لئے یکساں مفید ہوگی میں نے اس کا نام "نظم الدرر والمرجان فی تلخیص سیر سید الانس والجان" رکھا ہے۔

رب کریم کی بارگاہ بے کس پناہ میں یہ عاجزانہ دعا ہے کہ اس کے ہر قاری کو اس سے نفع ہو۔ ٹیڑھے دلوں کیلئے اس میں اصلاح ہو۔ اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔

بے شک انسان سہو ونسیان اور خطا کا پتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اس کتاب کی غلطی کی اصلاح کے وقت مؤلف کو معذور تصور کرے گا۔

اور میں بتوفیقہ تعالیٰ کہتا ہوں۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل

marfat.com

نبی اکرم ﷺ۔ نسب شریف

آپ ﷺ کا نسب مبارک اس طرح ہے۔ ابو القاسم سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہشام بن عبد مناف بن قُصَیّٰ بن کِلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

یہاں تک تمام سیرت نگار اور مؤرخین متفق ہیں اور عدنان سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک شدید اختلاف ہے ہم طوالت کے خوف سے اس کو ذکر نہیں کرتے۔(1)

والدہ ماجدہ

آپ کی والدہ محترمہ کا نام و نسب اس طرح ہے۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔(2)

آپ ﷺ کے حمل مبارک کا بیان

آپ ﷺ ماہ رجب، یوم عاشورہ، ایام تشریق یا سولہ جمادی الاول میں پیر کے روز یا رات کے وقت شعب ابی طالب میں جمرۂ وسطیٰ کے پاس اپنی والدہ محترمہ کے بطن اطہر (شکم) میں تشریف فرما ہوئے اگلی صبح تمام دنیا کے بت سرنگوں ہو چکے تھے۔ بلکہ دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت بھی اوندھے ہو چکے تھے۔ آپ کے حمل کے سال کو فتح اور خوشی کا سال قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے شدید خشک سالی تھی۔ ہر طرف شادابی اور خوشحالی کا دور دورہ ہو گیا ہر طرف سے قریش کے پاس وفود آئے۔

1۔ عدنان کے حضرت اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم کی اولاد میں سے ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ درمیان میں کتنے واسطے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آدم علیہ السلام تک پشتوں کی صحیح تعداد کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہی ہے۔ (مترجم)

والدین کریمین، سبل الہدیٰ والرشاد جلد 1، صفحہ 244-260، مطبوعہ بیروت

marfat.com

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سال حضور ﷺ کی تکریم کے طور پر تمام عورتوں کے ہاں لڑکے پیدا کرنے کا حکم فرمایا۔ حمل کے بعد آپ کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے بطن مبارک سے ایک نور برآمد ہوا جس نور کے ساتھ بُصریٰ (شام میں ایک مقام) کے محلات روشن ہوگئے حمل کے چھ ماہ بعد فرشتے نے خواب میں ان کو خوشخبری دیتے ہوئے کہا کہ آپ کے پیٹ میں وہ بچہ ہے جو تمام جہانوں سے بہتر ہے جب یہ پیدا ہو تو اس کا نام ''محمد'' رکھنا۔ اور اس معاملے کو پوشیدہ رکھنا۔(1)

ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ اس حال میں آیا جب وہ سونے جاگنے کے درمیان تھیں۔ اس نے کہا کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارا حمل اس امت کا سردار اور نبی ہے ایک روایت میں ''سید الانام'' (سب لوگوں کا سردار) کے الفاظ ہیں۔ فرشتے نے مزید کہا کہ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ساتھ وہ نور ظاہر ہوگا جو بصریٰ کے محلات کو روشن کردے گا وہ بچہ اس حال میں تولد ہوگا کہ ختنہ شدہ ہوگا نیز ناف بریدہ۔ اس کے جسم مبارک پر کسی قسم کی آلودگی نہ ہوگی اور پیدا ہوتے ہی سجدے میں گر جائے گا۔ عاجزی اور انکساری کے طور پر اپنی انگلی اٹھائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے جدامجد حضرت عبدالمطلب نے ساتویں دن آپ ﷺ کا ختنہ کیا۔ اور نام رکھا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فرشتوں نے شق صدر کے دن حضرت حلیمہ کے گھر کے پیچھے آپ ﷺ کا ختنہ کیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک باختلاف روایات تین یا چار سال تھی۔

صاحب شفاء نے لکھا ہے کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے دعا کیلئے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے ہوئے تھے۔ بعض سیرت نگاروں کے نزدیک بوقت ولادت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک سے نور ظاہر ہوا جس نے شرق و غرب کو روشن کردیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ اور دیگر افراد (جو وہاں موجود تھے) نے شام کے محلات دیکھے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے آباؤ اجداد میں سے جس کی پشت یا رحم میں آپ ﷺ منتقل ہوتے رہے اس کی پیشانی میں ایک خاص نور ظاہر ہوتا تھا۔

1۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، صفحہ 328

marfat.com

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ ﷺ کے نسب میں کوئی بدکار اور مشرک نہیں ہوا۔ آپ ﷺ موحدین کے اصلاب میں منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ نبی ہوئے۔ (1) آپ ﷺ کے آباء واجداد کے تمام نکاح اسلام کے مروجہ نکاح کے مطابق پڑھے گئے بوقت ولادت آپ ﷺ کو چھینک آئی تو آپ ﷺ نے باآواز بلند الحمد للہ کہا جواباً فرشتوں نے یرحمک اللہ کہا۔

ولادت مبارکہ

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت فجر کے بعد طلوع آفتاب سے قبل مکہ میں ہوئی۔ اور ایک روایت میں پیر کے دن دوپہر کے وقت ہوئی ایک قول کے مطابق عام الفیل کے سال ماہ ربیع الاول میں تہائی رات کے وقت عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف لائے اور واقعہ فیل آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ سے پچپن دن قبل پیش آیا بعض دیگر اقوال کے مطابق یہ واقعہ آپ ﷺ کے ورود مسعود سے چالیس دن یا ایک ماہ یا دس سال یا تیس سال قبل پیش آیا۔

پھر اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ یہ دن کون سا تھا اس بارے میں پانچ مشہور اقوال ہیں۔ بعض کے نزدیک ربیع الاول کا دوسرا دن تھا بعض کے نزدیک تیسرا، بعض کے مطابق آٹھواں، اور بعض کی رائے میں دسواں اور بعض کے خیال میں ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی۔ آخری قول زیادہ مشہور اور قابل ترجیح ہے بعض علماء نے اس قول کی بھی تصحیح کی ہے کہ "اس وقت ربیع الاول کی سترہ راتیں گذر چکی تھیں۔ پھر مہینہ کی تعیین میں بھی اختلاف ہے بعض کے نزدیک ربیع الاول، بعض کے نزدیک صفر، بعض کے نزدیک محرم اور بعض کے نزدیک یہ رجب کا مہینہ تھا۔ (2)

1۔ تفسیر ابن جریر، جلد 1، صفحہ 56، سنن بیہقی، جلد 7، صفحہ 190 عد، طبقات، جلد 1، صفحہ 32، سیوطی، در منثور، جلد 3، صفحہ 294 بحوالہ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، صفحہ 235-238

2۔ علماء کرام کا اس بات پر تقریباً اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ بروز پیر بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں ہوئی۔ اس کے علاوہ دیگر اقوال جن کا مؤلف نے ذکر فرمایا ہے اہل تحقیق نے انہیں درخور اعتناء ہی نہیں سمجھا۔ (مترجم)

سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، صفحہ 333 بعد

marfat.com

جنینِ مبارک کی مدت

اسی طرح حمل کی مدت کے بارے میں بھی اختلاف ہے(1) بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ دس ماہ تک اپنی والدہ کے بطن مبارک میں رہے بعض کے نزدیک نو بعض کے نزدیک چھ، بعض کے نزدیک سات اور بعض کے نزدیک آٹھ ماہ تک اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں رہے۔ آخری قول کو ترجیح دینے کی صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی طرح یہ بھی قدرت الٰہیہ کی ایک نشانی ہوگی۔ کیونکہ حکماء اور نجومی یہ کہتے ہیں کہ جو بچہ آٹھویں ماہ میں تولد ہو وہ زندہ نہیں رہتا۔ ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کے حمل اور وضع حمل میں ایک گھنٹے کا فاصلہ تھا۔ ایک دوسرے قول کے مطابق تین گھنٹے کا فاصلہ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی یہی مروی ہے۔

شب میلاد اور عجائباتِ قدرت کا ظہور

آپ ﷺ کی ولادت کی رات کعبہ متزلزل ہو گیا اور تین رات یہی کیفیت باقی رہی۔ آپ ﷺ کی ولادت کی یہ پہلی علامت تھی جو قریش نے ملاحظہ کی۔ اور ایوان کسریٰ اپنی پختگی کے باوجود ہل گیا حتیٰ کہ اس کی آواز ستر فرسخ پر سنائی دی۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ اتنی ہی تعداد میں کسریٰ کے بعد اس کی اولاد سے بادشاہ ہوئے۔ بحیرۂ طبریہ خشک ہو گیا۔ فارسیوں کی آگ بجھ گئی یہ عظیم آتشکدہ ایک ہزار سال سے مسلسل روشن تھا کسریٰ اور اس کے پیروکار اس کی پوجا کرتے تھے اور اس میں کستوری اور عنبر وغیرہ ڈالتے تھے اس کے بارے میں حسن اعتقاد رکھتے تھے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت تمام بت اوندھے گر گئے آپ ﷺ کے والدین کے ہاں آپ کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں ہوئی، نہ تو حضرت عبداللہ نے آمنہ کے سوا کسی سے شادی کی اور نہ ہی آمنہ نے ان کے سوا کسی دوسرے شخص سے نکاح کیا۔

1۔ ابوزکریا یحیٰی بن عائذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ آپ ﷺ نو ماہ تک والدہ محترمہ کے شکم اطہر میں رہے اور یہی قول صحیح ہے۔

marfat.com

آپ ﷺ کی رضاعی مائیں

مختلف روایات کے مطابق آپ ﷺ کو دودھ پلانے والی عورتوں کی تعداد چار، پانچ، آٹھ یا دس تھی۔

آمنہ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کے دوبارہ زندہ ہونے اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔ (اس کا بیان آگے آئے گا)(1) آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے آپ کو سات یا نو دن اور ایک روایت کے مطابق سات ماہ تک دودھ پلایا۔

ثُوَیبَہ اسلمیہ آپ ﷺ کے چچا ابو لہب کی لونڈی تھیں۔ آپ ﷺ کی ولادت کی خوشخبری سن کر اس نے انہیں آزاد کر دیا تھا انہوں نے بھی آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔ حضرت حلیمہ کی آمد سے قبل چند دن ان کو یہ سعادت حاصل ہوئی مسلمانوں کی مدینہ ہجرت کے سات سال بعد مکہ میں ان کا انتقال ہوا۔ حضور ﷺ مدینہ سے ان کیلئے نان و نفقہ اور تحائف ارسال فرمایا کرتے تھے جب آٹھ ہجری میں مکہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے ان کے بیٹے سے ان کے بارے میں استفسار فرمایا۔ تو اس نے آپ ﷺ کو ان کی وفات کی خبر دی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اسلام لے آئی تھیں۔

حلیمہ سعدیہ بنت ابُو ذُؤَیب ھُذَلی زوجہ حارث بن عبدالعزیٰ صحیح روایت کے مطابق آپ ﷺ کی رضاعی ماؤں میں سے دو مسلمان ہو گئی تھیں۔ مروی ہے کہ وہ غزوۂ حنین کے دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے چادر بچھا دی۔ وہ اس پر تشریف فرما ہوئیں اور آپ سے گفتگو فرمائی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس روز آپ ﷺ کی رضاعی بہن آپ ﷺ کے پاس آئی تھیں اور اسلام قبول کیا۔ حلیمہ سعدیہ اعلان نبوت سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں مکہ آئیں تو حضور ﷺ نے انہیں چالیس بکریاں اور اونٹ دیئے۔ یہ لے کر وہ واپس لوٹ گئیں۔ (2)

1۔ اہل سنت والجماعت کے علماء محققین کے جم غفیر کی اس مسئلے کے بارے میں یہ رائے ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے والدین کریمین نجات یافتہ ہیں اور جنت کی بہاروں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ (ضیاء النبی 82/2)

2۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی رضاعی ماؤں کی تعداد دس ہے۔ (مترجم)

marfat.com

آنحضرت ﷺ کا پہلی مرتبہ گفتگو فرمانا

آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ حضرت سیدہ حلیمہ کے ہاں ہی گفتگو فرمانا شروع کی۔ پہلا کلمہ جو آپ ﷺ کی زبان اطہر سے صادر ہوا۔ وہ "اللہ اکبر" تھا۔ ایک روایت میں "جَلالُ رَبِّی الرَّفِیع" کے الفاظ آئے ہیں ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ اس وقت گفتگو فرمائی جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اس وقت آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔ "اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کَثِیْراً وسُبحانَ اللّٰہِ بکرۃً وَّأَصِیْلاً" "اللہ بہت بڑا ہے سب تعریفیں اس کیلئے ہیں صبح شام اسی کی تسبیح بیان کرتے ہیں"

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ حضرت حلیمہ کے گھر میں رات کے وقت پنگھوڑے میں یہ کلمات ارشاد فرمائے "لاالہ الا اللّٰہُ قدوساً قُدُّوساً نَامَتِ الْعُیُونُ وَالرَّحمٰنُ لَاتَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلاَ نَوم" آپ ﷺ کے پنگھوڑے کو جبریل یا فرشتے حرکت دیتے تھے اور چاند آپ کا دل بہلاتا تھا۔

انہی کے ہاں پہلی مرتبہ شق قلب کا واقعہ پیش آیا۔ آپ ﷺ کم سن تھے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے شیطان کا حصہ نکالنے کے بعد اسے ایمان وحکمت سے پر کردیا گیا۔

ایک دفعہ حضرت حلیمہ آپ کی تلاش میں آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ آپ ﷺ اپنے رضاعی بھائی (حضرت حلیمہ کے فرزند) کے ساتھ کھڑے ہیں۔ تو انہوں نے ازراہ شفقت کہا "کیا دھوپ میں کھڑے ہوتے ہیں۔" یہ سن کر ان کے بیٹے نے جواب دیا "امی جان! میرے بھائی کو جب بھی گرمی لگتی ہے ایک بادل ان پر سایہ کرنا شروع کردیتا ہے۔ جب یہ رکیں تو وہ بھی رک جاتا ہے اور جب چلنا شروع کریں تو وہ بادل بھی چلنے لگتا ہے۔ (1) آپ

1۔ لیکن علمائے کرام کہتے ہیں کہ یہ کیفیت دائمی نہ تھی بلکہ بوقت ضرورت تھی۔ (مدارج النبوۃ)

علامہ شیخ عبد الرؤف مناوی مصری متوفی 1003ھ لکھتے ہیں۔

"ابن مبارک اور ابن جوزی حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور سراپا نور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ اور جس وقت آپ ﷺ سورج کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو سورج کی روشنی پر آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نورانیت غالب ہوتی۔ اسی طرح جب آپ ﷺ چراغ کی روشنی میں تشریف فرما ہوتے تو چراغ کی روشنی آپ ﷺ کی نورانیت کے سامنے ماند پڑ جاتی۔ بحوالہ (سید امیر شاہ گیلانی انوار غوثیہ ص29- طبع کراچی) (بقیہ تفصیلات آئندہ صفحات میں۔ مترجم)

marfat.com

ﷺ حضرت سیدہ حلیمہ کے پاس پانچ سال تک قیام فرمارہے پھر اپنی والدہ ماجدہ کے پاس لوٹ آئے۔

بنو سلیم کی تین دوشیزاؤں نے بھی آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔ انہوں نے اپنا پستان آپ ﷺ کے منہ میں دیا تو اس میں دودھ اتر آیا۔ ان دوشیزہ عورتوں میں سے ہر ایک کو "عاتکہ" کہا جاتا تھا اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔ "اَنَا اِبْنُ الْعَوَاتِكِ" (1)

آپ ﷺ کی والدہ سیدہ آمنہ کی وفات کے بعد حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ کو گود میں لیا یہ حبشہ سے تعلق رکھتی تھیں ان کا نام برکۃ بنت محصن تھا۔ یہ حبشن لونڈی تھیں آپ ﷺ نے ان کو آزاد فرمادیا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کردیا۔

یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا آپ ﷺ انہیں فرماتے تھے کہ میری والدہ کے بعد تم میری ماں ہو اپنے فرزند ایمن سمیت یہ ابتداہی میں مسلمان ہوگئی تھیں۔

بعض علماء کا قول ہے کہ آپ ﷺ کو جس عورت نے بھی دودھ پلایا سعادت اسلام سے ضرور مشرف ہوئی۔ حضرت ام ایمن فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضور ﷺ کو بھوک پیاس کی شکایت کرتے نہیں سنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذمہ داری خود لے رکھی تھی۔ اسی کے ہاں آپ ﷺ کھاتے پیتے تھے۔ یعنی آپ ﷺ کو یہ چیزیں برداشت کرنے کی قوت عطا فرمادی گئی تھی۔ (2)

1۔ "عاتکہ" کا ایک معنی طاہرۃ (پاک دامن عورت) بھی ہے۔
واضح رہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے یہ کلمات بطور فخر و مباہات ارشاد نہیں فرمائے تھے۔ بلکہ اپنا تعارف اور نعمت خداوندی پر اظہار تشکر مقصود تھا۔

(امام محمد بن یوسف صالحی الشامی: "سبل الہدیٰ والرشاد" بیروت 1/352-324)، مصدر مذکور 1/223، مترجم)

2۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکاۃ میں اس سے مراد روحانی غذا لی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر اسرار و معارف کا نزول ہوتا تھا۔ (مترجم)

marfat.com

والد ماجد کی وفات

آپ ﷺ ابھی ماں کے پیٹ میں ہی تھے کہ آپ ﷺ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ حمل کو ابھی صرف دو ماہ ہوئے تھے ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت سے دو ماہ قبل ان کا انتقال ہوا ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اس وقت جھولے میں تھے اس وقت آپ ﷺ کی عمر دو ماہ یا دیگر اقوال کے مطابق سات یا نو ماہ تھی۔ آخری رائے کے مطابق آپ ﷺ کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔ ایک قول کے مطابق اٹھائیس ماہ تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ کی والدہ کے حمل کا ساتواں مہینہ تھا کہ آپ ﷺ کے والد محترم تجارت کیلئے مدینہ تشریف لے گئے وہیں ان کا انتقال ہو گیا اس کے تین دن بعد آپ ﷺ کی ولادت ہوئی۔ آپ ﷺ کے والد محترم کی عمر اس وقت اٹھارہ سال تھی۔ (1)

والدہ محترمہ کی وفات

آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کی وفات کے وقت باختلاف اقوال آپ ﷺ کی عمر مبارک چار، چھ، سات، آٹھ یا نو سال تھی۔ ایک قول کے مطابق بارہ سال دس ماہ تھی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ جب آپ ﷺ چھ سال کے ہوئے تو اپنی والدہ اور لونڈی کے ساتھ اپنے ننھیال کی زیارت کیلئے مدینہ تشریف لے گئے۔ ایک ماہ کے بعد واپسی ہوئی راستے میں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اور ابواء کے مقام پر دفن ہوئیں آپ ﷺ کو ان کی لونڈی اپنے ساتھ لے کر مکہ آئیں۔ یہ بھی مروی ہے کہ وہ لونڈی ام ایمن تھیں جو والدہ کی وفات کے پانچ دن بعد آپ ﷺ کو مکہ لے کر آئیں۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ ﷺ ابواء میں ہی مقیم رہے۔ جب یہ خبر مکہ

1۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی ولادت ہوئی۔ اس وقت حضرت عبد اللہ کی عمر مبارک پچیس برس تھی۔ جیسا کہ واقدی اور ابن کثیر نے تصریح فرمائی ہے۔ آپ قریش کے ساتھ بغرض تجارت تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ بوجہ بیماری مدینہ میں اپنے ماموں کے ہاں ٹھہر گئے۔ قافلہ والوں نے جا کر حضرت عبد المطلب کو خبر دی۔ انہوں نے اپنے بیٹے حارث کو ان کی خبر لینے کیلئے بھیجا۔ لیکن اتنے میں ان کا وصال ہو چکا تھا۔ دار نابغہ یا ابواء میں دفن ہوئے۔ (مترجم)

marfat.com

پہنچی تو ام ایمن آئیں اور آپ ﷺ کو ساتھ لے گئیں۔ یہ سیدہ آمنہ کے انتقال کا پانچواں روز تھا ان کی عمر اس وقت بیس برس تھی۔(1)

جدامجد کی کفالت

اس کے بعد آپ ﷺ کے دادا نے آپ ﷺ کو اپنی آغوش شفقت میں لیا۔ سینے سے لگایا اور اتنی الفت و محبت کا اظہار کیا جس قدر اپنے بیٹوں سے بھی نہ کرتے تھے۔

جب آپ ﷺ آٹھ سال دو ماہ اور دس دن کے ہوئے تو حضرت عبدالمطلب کی بھی وفات ہو گئی۔ ان کی عمر اس وقت بیاسی سال اور ایک قول کے مطابق ایک سو دس سال تھی۔ انہوں نے اپنے بیٹے ابو طالب کو آپ ﷺ کی کفالت اور نگہداشت کی وصیت فرمائی ابو طالب آپ ﷺ کے سگے چچا تھے۔

ابو طالب نے آپ ﷺ کو اپنی سرپرستی میں لیا۔ جب ابو طالب کے اہل خانہ آپ ﷺ کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تو تھوڑے کھانے سے بھی خوب سیر ہو کر کھاتے اور جب آپ ﷺ موجود نہ ہوتے تو وہ سیر نہ ہوتے اور بھوکے رہتے۔ ابو طالب کے بچے جب نیند سے بیدار ہوتے تو عام بچوں کی طرح ان کے بال بکھرے ہوتے اور چہرے کملائے ہوئے ہوتے لیکن جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تو چہرہ تر و تازہ، رنگ خوبصورت، بالوں میں تیل ڈالا ہوا، آنکھیں سرمگیں ہوتیں اور ان میں کسی قسم کی میل کچیل اور ناپسندیدہ مواد (گدیں) کا نام و نشان تک نہ ہوتا۔(سبل الھدی والرشاد، جلد2، صفحہ 135 بعد)

سفر شام

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال دو ماہ اور دس دن ہوئی تو اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر اختیار فرمایا جب "بصریٰ" کے مقام پر پہنچے تو بحیرا راہب نے آپ ﷺ کو آپ کی علامات سے پہچان لیا۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑ

1۔ حضرت آمنہ کی وفات مدینہ سے مکہ واپسی پر راستے میں ابواء کے مقام پر ہوئی اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ سال تین ماہ اور دس دن تھی۔ (مترجم) نیز دیکھئے (سبل الھدیٰ والرشاد، جلد2، صفحہ 128-120

marfat.com

کر کہا "یہ اللہ رب العالمین کے رسول ہیں یہ تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت ہوں گے جب تم لوگ گھاٹی سے اتر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ہر درخت اور پتھر سرنگوں ہے اور یہ نبی کے سوا کسی کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوتے ہماری کتابوں میں ایسے ہی لکھا ہے۔" اور ابو طالب سے کہنے لگا اگر تم انہیں شام لے گئے تو یہود انہیں (معاذ اللہ) قتل کر دیں گے اس اندیشہ سے انہیں واپس لوٹا دیا۔(1)

شام کا دوسرا سفر

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک بیس سال ہوئی تو حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ (2) کے ساتھ ان کا مال تجارت لے کر سرکار دو عالم ﷺ نے شام کا سفر دوسری مرتبہ اختیار فرمایا۔(3) اس وقت تک آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ سے شادی نہیں کی تھی۔ دھوپ میں ہر وقت ابر آپ ﷺ پر سایہ فگن رہتا۔(1) جب شام پہنچے تو ایک راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت

1۔ اس سے پہلے حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں رضاعت کے دوران یہود اور مختلف کاہنوں نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کی ناپاک کوششیں کیں لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ (مترجم) نیز دیکھئے سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 2، صفحہ 140 بعد)

2۔ ان کا شمار صحابہ میں نہیں ہوتا کیونکہ بعثت سے قبل ان کی وفات ہو گئی تھی۔ اس سفر میں ایک دوسرے راہب "نسطورا" سے ملاقات۔ اس کا تفصیلی قصہ معارج النبوۃ وغیرہ میں مذکور ہے۔ (مترجم)

3۔ یہ سفر اپنی ذاتی خواہش سے نہیں بلکہ اپنے چچا کے مطالبہ پر ان کی تنگدستی دور کرنے کیلئے فرمایا۔ تفصیلات کیلئے دیکھئے سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 2، صفحہ 158

4۔ آپ ﷺ کی قامت زیبا کا سایہ نہ تھا۔ اس کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک اسم شریف نور ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ مائدہ میں ہے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین (البتہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور کتاب واضح آئی) اور ظاہر ہے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (حکیم ترمذی متوفی 255ھ) نے نوادر الاصول میں بروایت ذکوان (تابعی) نقل کیا ہے کہ دھوپ اور چاندنی میں رسول اللہ ﷺ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ امام ابن سبع کا قول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور تھے۔ لہٰذا جب آپ ﷺ دھوپ یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ جب آپ نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میرے تمام اعضاء اور جہات میں نور کر دے تو دعا کو اس قوت پر ختم فرمایا واجعلنی نورا (اور مجھ کو نور بنادے...... بعض نے یہ کہا ہے کہ آپ کا سایہ نہ ہونے میں یہ حکمت تھی کہ کوئی کافر آپ ﷺ کے سایہ کو پامال نہ کرے۔ دیکھئے (سیرت رسول عربی بحوالہ مواہب لدنیہ وغیرہ ص 194 لاہور) (مترجم)

marfat.com

کے نیچے اترے راہب کہنے لگا اس درخت کے نیچے صرف انبیاء ہی قیام فرما ہوتے ہیں۔

جب مکہ کے قریب پہنچے تو حضرت خدیجہ اور ان عورتوں نے جو وہاں تھیں دیکھا کہ سخت دھوپ میں دو فرشتے حضور ﷺ پر سایہ کر رہے ہیں انہوں نے اس واقعہ کا ذکر میسرہ سے کیا تو اس نے بھی تصدیق کی اور بتایا کہ جب دوپہر ہو جاتی اور گرمی کی تمازت میں اضافہ ہو جاتا تو دو فرشتے آپ ﷺ پر سایہ کیے رہتے تھے اس حال میں آپ ﷺ نے اپنا یہ سفر مبارک اونٹ پر طے کیا۔ اور کسی پہاڑ، درخت یا پتھر کے پاس سے نہیں گزرتے تھے مگر وہ کہتا "السلام علیك یارسول الله" یارسول اللہ آپ پر سلام ہو۔ (1)

جب حضرت خدیجہ نے یہ سنا تو اپنے دل میں آپ کی رفیقہ حیات بننے کا فیصلہ کر لیا نکاح کا پیغام بھیجا اور آپ ﷺ سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عقل مند اور شریف النفس خاتون تھیں۔ سارے قریش میں نسب کے اعتبار سے اعلیٰ شرف کے اعتبار سے بلند تر اور سب سے دولت مند خاتون تھیں ان کی قوم کے سارے نوجوان ان سے نکاح کرنا چاہتے تھے اگر ان کا بس چلتا لیکن بے سود۔ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ بننے کا شرف ان کی قسمت میں لکھا تھا۔ (سبل الہدیٰ، جلد 2، صفحہ 164)

یہ حضور ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ تھیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک باختلاف روایات پچیس سال دو ماہ اور دس دن تھی ان کے بطن اطہر سے حضور ﷺ کے تین بیٹے قاسم، طیب اور طاہر ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کے دو صاحبزادے تولد ہوئے قاسم اور عبداللہ۔ طیب اور طاہر عبداللہ کا لقب تھا۔

اور چار صاحبزادیاں۔ رقیہ، زینب، ام کلثوم اور فاطمہ تھیں آپ ﷺ کی اولاد امجاد کا مبسوط ذکر بعد میں آئے گا۔

1۔ پتھروں کے آپ ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھنے کی روایات درست ہیں جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور امام ترمذی نے اپنی جامع میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ (ضیاء النبی 189/2)، نیز دیکھئے احمد زینی دحلان: السیرۃ النبویہ، جلد 1، صفحہ 159، مطبوعہ بیروت۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 2، صفحہ 90، بیروت۔ ایضاً۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 2، صفحہ 228۔ مسلم، جلد 2، صفحہ 245 (وزارت تعلیم)۔ مترجم

marfat.com

کعبہ معظّمہ کی تعمیر نو

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس ہوئی تو آپ ﷺ قریش کے ساتھ کعبہ مشرفہ کی از سرِ نو تعمیر میں شریک ہوئے حجر اسود کی تنصیب کے وقت جب ان میں اختلاف پیدا ہوا اور لڑائی تک نوبت جا پہنچی تو آپ ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا۔

واقعہ یہ ہے کہ قریش نے اختلاف کو فرو کرنے کیلئے اس شخص کو اپنا حکم تسلیم کیا جو اگلے روز سب سے پہلے مسجد کے دروازے سے داخل ہو۔ جب اگلا دن آیا سب سے پہلے حضور سرور کائنات ﷺ حرم مسجد میں داخل ہوئے تو وہ پکار اٹھے۔ "**هٰذَا مُحمدٌ هٰذا الأَمِيْنُ قَدْ رَضِيْنَا بِهٖ**"

یہ محمد (ﷺ) ہیں یہ امین ہیں ہم سب ان کے فیصلہ سے راضی ہیں۔ قریش کے کعبہ کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ سیلاب کے سبب اس کی عمارت شکستہ ہو گئی تھی۔

حضور ﷺ دوسروں کے ساتھ مل کر پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے جب آپ ﷺ نے اپنے مبارک کندھے پر رکھنے کیلئے اپنا تہبند اتارا تا کہ پتھروں کی رگڑ کی وجہ سے اس پر زخم نہ ہو جائیں۔ یہ بھی امکان تھا کہ جسم پر ستر قائم نہ رہے چنانچہ تہہ بند اتارتے ہی فوراً آپ ﷺ زمین پر آ رہے آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئیں آپ ﷺ نے فوراً اپنا ازار باندھ لیا۔ آپ ﷺ کے چچا عباس نے دریافت کیا تمہیں کیا ہو گیا تھا فرمایا مجھے عریاں ہونے سے منع کر دیا گیا ہے۔(1)

بعثت مبارکہ

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال اور ایک دن ہوئی اور ایک قول کے مطابق اکتالیس برس ہوئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق کی طرف بشیر ونذیر بنا کر مبعوث فرمایا صحیح روایت کے مطابق آپ ﷺ جن وانس اور ملائکہ کی طرف رسول بنا کر

1۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 2، صفحہ 147، طبع بیروت، ابو نعیم اصفہانی، "دلائل النبوۃ"، جلد 1، صفحہ 240-43، مطبوعہ حلب

marfat.com

بھیجے گئے اور ایک قول کے مطابق حیوانات، جمادات اور شجر و حجر کی طرف بھی مبعوث فرمائے گئے۔(1)

اس سے چھ ماہ پیشتر آپ ﷺ رات کو جو خواب بھی دیکھتے اس کی تعبیر آپ ﷺ کے سامنے یوں واضح ہو کر آجاتی جیسے صبح کا اجالا ہو پھر آپ ﷺ کے دل میں خلوت گزینی کی طرف رغبت و میلان ہوا۔ چنانچہ آپ ﷺ غار حراء میں تشریف لے جاتے چند راتیں وہاں عبادت میں گذارتے پھر اپنے اہل خانہ کے پاس واپس تشریف لے آتے اور خورد و نوش کی کچھ اشیاء لے کر واپس تشریف لے جاتے کچھ دنوں کے بعد دوبارہ راشن کیلئے اپنی اہلیہ حضرت خدیجہ کے پاس واپس تشریف فرما ہوتے آمد و رفت کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ یہاں تک کہ حضرت جبرئیل آپ ﷺ کے پاس آئے اس وقت حضور ﷺ غار حراء میں تھے جبریل نے کہا پڑھئے۔ آپ نے جواب دیا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔

پھر اس فرشتہ نے آپ کو پکڑا اور خوب بھینچا یہاں تک کہ اس زور کے بھینچنے سے آپ ﷺ کو شدید تکلیف محسوس ہوئی۔ پھر آپ کو چھوڑ دیا۔ اور دوبارہ کہا کہ پڑھئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ اس نے دوبارہ آپ ﷺ کو بھینچا یہاں تک کہ اس کے زور سے بھینچنے سے آپ کو تکلیف محسوس ہوئی پھر چھوڑ دیا اور سہ بارہ کہا پڑھئے آپ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر اس نے آپ کو تیسری مرتبہ پکڑ کر خوب زور سے بھینچا اور پھر چھوڑ دیا اور کہا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ

”آپ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔“

(ترجمہ از ضیاء القرآن، سورۂ علق ۱۔۵)

1۔ پہلا قول ہی صحیح ہے نزول وحی کا آغاز سچے خوابوں (رویا صادقہ) سے ہوا اور اس کی ابتداء ربیع الاول شریف میں ہوئی۔ بیداری کی وحی کا آغاز رمضان المبارک میں ہوا۔ (فتح الباری 22/1)

marfat.com

آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا مجھے چادر اوڑھادو مجھے چادر اوڑھا دو۔ یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کا خوف دور ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ ﷺ فرمانے لگے مجھے اپنے بارے میں اندیشہ محسوس ہو رہا ہے۔ وہ عرض کرنے لگیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رسوا نہیں فرمائے گا۔ آپ ﷺ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی سے پیش آتے ہیں سچ بولتے ہیں کمزور اور ناتواں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں نادار و مساکین کی مدد فرماتے ہیں مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہیں حق کی بنا پر اگر کسی پر کوئی مصیبت آجائے تو اس کی مدد کرتے ہیں۔

وہ آپ ﷺ کو لے کر اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں یہ اس وقت کافی عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ انہوں نے نصرانیت قبول کرلی تھی عبرانی زبان سمجھتے تھے اور انجیل عبرانی رسم الخط میں لکھا کرتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں اے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے کی بات سنو!

ورقہ نے پوچھا آپ کو کیا نظر آرہا ہے۔ تو حضور ﷺ نے سارا قصہ ان کو سنایا یہ سن کر ورقہ نے کہا یہ وہی ناموس (جبریل) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ اے کاش! میں آپ کی دعوت کے ایام میں جوان ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پوچھا کیا وہ مجھے نکال دیں گے۔ ورقہ نے کہا ہاں جو آدمی بھی اس طرح کی دعوت لے کر آیا اس سے دشمنی کی گئی۔ اگر مجھے وہ روز سعید دیکھنا نصیب ہوا تو میں آپ کی پرزور مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہے اور ان کی وفات ہوگئی۔ (1)

فترۃ الوحی

اس کے بعد کچھ عرصہ کیلئے وحی کا سلسلہ رک گیا آپ ﷺ از حد کبیدہ خاطر اور ملول ہوئے۔ حتی کہ کئی بار اپنے آپ کو پہاڑ کی چوٹیوں سے نیچے گرادینے کا ارادہ کیا جب بھی پہاڑ

1۔ مشکاۃ، ص 522، باب المبعث وبدء الوحی

marfat.com

کی کسی چوٹی پر اس لئے گئے کہ اپنے آپ کو نیچے پھینک دیں۔ جبریل سامنے ظاہر ہوتے اور کہتے اے محمد! بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس سے آپ ﷺ کے دل کو قرار آتا اور اضطراب میں کچھ کمی واقع ہوتی۔(1)

یونہی آپ ﷺ ایک دن کہیں جارہے تھے کہ آسمان سے آواز سنی نگاہ اوپر اٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ جبریل آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ مرعوب ہو کر گھر لوٹ آئے اور فرمایا مجھے چادر اوڑھادو۔ چنانچہ آپ ﷺ کو چادر اوڑھادی گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۔

"اے چادر لپیٹنے والے! اٹھئے اور لوگوں کو ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہئے۔"

(سورۃ المدثر: آیات 1-5)

وحی کی صورتیں

اس کے بعد نزول وحی کا سلسلہ تیزی سے اور مسلسل شروع ہوگیا بعض اوقات آپ ﷺ کو گھنٹی کی سی آواز آتی یہ صورت آپ ﷺ پر بہت شدید ہوتی حتی کہ آپ کی جبین اطہر پر پسینے کے قطرے نمودار ہو جاتے اور وہ وحی آپ ﷺ کو یاد کروادی جاتی۔

بعض اوقات فرشتہ آدمی کی صورت میں آپ ﷺ کے پاس آتا۔ آپ ﷺ سے گفتگو کرتا اور آپ ﷺ اس بات چیت کو یاد فرمالیتے اگر شدید سردی میں بھی آپ ﷺ پر

1۔ اس روایت کی اصلیت کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔
فضیلۃ الشیخ محمد صادق ابراہیم عرجون نے اپنی کتاب "محمد رسول اللہ" میں اس پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے جو تقریباً سو صفحات پر مشتمل ہے اپنی بحث کا آغاز وہ اپنے اس پر جلال جملہ سے کرتے ہیں۔

هٰذَا الْبَلَاغُ اللَّصِيْقُ بَحَدِيْثِ بَدْءِ الْوَحْيِ بَاطِلٌ زَائِفٌ وَذٰلِكَ مِنْ وُجُوْهٍ

یعنی یہ فقرے جو بدء الوحی کی حدیث کے ساتھ باہر سے چسپاں کر دیے گئے ہیں باطل ہیں۔ کھوٹے اور مردود ہیں اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔ (بحوالہ ضیاء النبی 212/2 بعد۔ نیز دیکھئے کتاب "محمد رسول اللہ ﷺ" 385/1 بعد مطبوعہ دمشق، مشکاۃ صفحہ 522، باب المبعث وبدء الوحی۔ مترجم)

marfat.com

وحی اتر رہی ہوتی تو جب آپ ﷺ سے یہ کیفیت دور ہوتی تو آپ ﷺ کی پیشانی عرق آلود ہوتی۔

آغاز وحی

نبوت کی ابتداء پیر کے دن آٹھ ربیع الاول کو ہوئی۔ ایک قول میں تین ربیع الاول اور ایک دوسرے قول میں سترہ رمضان کو پہلی وحی کا نزول ہوا۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ وحی کی ابتداماہ ربیع الاول میں بحالت نیند ہوئی اور بحالت بیداری پہلی وحی اس وقت اتری جب اسی سال رمضان المبارک میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا شاید اس اختلاف کی بنیاد اسی اختلاف پر ہے جو آپ ﷺ کی تاریخ ولادت کے بارے میں ہے (جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے)۔

قریش مکہ کی طرف سے حضور ﷺ کا سوشل بائیکاٹ

پھر اہل مکہ نے آپ ﷺ کو ایک گھاٹی میں محصور ہونے پر مجبور کر دیا آپ اپنے خاندان سمیت وہاں تین سال تک رہے۔ جب اس حصار سے باہر آئے اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۴۹ سال تھی۔

اس کے آٹھ ماہ اور اکیس دن بعد آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور اس کے تین یا پانچ دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی وصال فرما گئیں۔

ان کی وفات کے تین ماہ بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم طائف تشریف لے گئے زید بن حارثہ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ وہاں ایک ماہ تک مقیم رہے پھر واپس مکہ تشریف لے آئے اور مطعم بن عدی کے پڑوس میں اترے۔ اعلان نبوت کے بعد آپ مکہ میں تیرہ برس تک مقیم رہے عکاظ (1)، مجنہ اور ذوالمجاز کے بازاروں اور حج کے مواقع پر لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور فرماتے جو کوئی میری مدد کرے گا اور مجھے پناہ دے گا تا کہ میں پیغام الٰہی

1۔ عکاظ: نخلہ اور طائف کے مابین زمانہ جاہلیت میں ایک مشہور بازار لگتا تھا۔ یہاں سب قبائل جمع ہوتے، شعراء اپنے قصیدے سناتے تھے۔ ذوالمجاز: یہ عرفات کے ساتھ لگتا تھا۔ مجنہ: یہ مراء الظہران میں تھا۔ ان تینوں میں عکاظ سب سے بڑا تھا۔ اہل عرب شوال المکرم میں عکاظ میں جمع ہوتے۔ پھر ذیقعد کے بیس دن مجنہ میں گذارنے کے بعد ایام حج میں ذوالمجاز میں مقیم رہتے۔ (مترجم)

marfat.com

کو عام کر سکوں تو اس کے لئے جنت ہے۔ آپ ﷺ ان کے پڑاؤ میں تشریف لے جاتے اور وہ انگلیوں کے ساتھ آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے رہتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کو بھیجا وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر ایمان لے آئے جب ان میں سے کوئی آدمی اسلام قبول کر کے واپس جاتا تو اس کو دیکھ کر اس کے گھر والے بھی مسلمان ہو جاتے حتیٰ کہ انصار کے گھروں میں کوئی ایسا گھر باقی نہ رہا جس میں چند افراد مسلمان نہ ہوں۔

سب سے پہلا مسلمان کون تھا؟

(السابقون الأولون)

امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتسلیم میں داخل ہونے کا شرف سب سے پہلے کسے حاصل ہوا۔ اس بارے میں علماء کی متعدد آراء ہیں باختلاف روایات حضرت خدیجہ یا ابو بکر یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سب سے پہلے حضور ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور اسلام قبول کیا۔ صحیح یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائیں پھر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر علی رضی اللہ عنہ۔ ثعلبی نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ ان کے بعد سب سے پہلے کون مسلمان ہوا۔(1)

زیادہ قابل احتیاط بات یہ ہے کہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر ایمان لائے بچوں میں سے حضرت علی، عورتوں میں سے حضرت خدیجہ اور آزاد کردہ غلاموں (موالی) میں سے حضرت زید بن حارثہ اور غلاموں میں سے حضرت بلال سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔(3)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام

صحیح روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے چالیسویں فرد تھے۔ وہ آپ ﷺ کی اس دعا کے طفیل مسلمان ہوئے جو آپ ﷺ نے فرمائی تھی۔

1۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 2، صفحہ 304-300

2۔ مصدر مذکور، جلد 2، صفحہ 13-305

marfat.com

اے اللہ اسلام کو عمر یا ابو جہل کی طاقت و شجاعت کے ساتھ عزت و قوت عطا فرما۔

حضرت عمر کے اسلام سے قبل مسلمان مشرکین کے ڈر سے بیت اللہ کے پاس نماز ادا نہیں کر سکتے تھے جب آپ مسلمان ہوئے تو ان سے لڑے حتی کہ مسلمانوں نے کعبہ کے پاس نماز ادا کی اسی وجہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب سے عمر نے اسلام قبول کیا ہم عزت و شوکت سے رہ رہے ہیں آپ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا فتح، ہجرت نصرت اور خلافت رحمت تھی۔ آپ کے ایمان قبول کرنے کے وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (انفال: ٦٤)

اے نبی (مکرم) کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرمانبردار ہیں مومنوں میں سے۔ (ترجمہ از ضیاء القرآن)(1)

ابتداء بعثت میں جب بھی کسی پہاڑ، پتھر یا درخت کے پاس سے آپ ﷺ کا گذر ہوتا تو وہ عرض کرتا "السلام علیك یا رسول اللّٰہ" یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اعلان نبوت کے ابتدائی زمانہ میں آپ ﷺ کسی درخت یا پتھر کے پاس سے نہیں گذرتے تھے مگر وہ آپ ﷺ کو سجدہ کرتا۔(2)

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچاس برس اور تین ماہ ہوئی تو آپ ﷺ کے پاس نصیبین کے جنات کا وفد مکہ کے "حجون" نامی قبرستان میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوا۔(3)

1۔ سبل الہدیٰ والرشاد، 370-76/2

2۔ نیز دیکھئے مسلم، بحوالہ مشکاۃ، صفحہ 524، باب علامات نبوت، فصل اول

3۔ سبل الہدیٰ والرشاد 50-443، بیہقی، "دلائل النبوۃ"، جلد 20، صفحہ 33-225

marfat.com

معراج نبوی ﷺ

دیدار الٰہی اور فرضیت نماز کا بیان

جب حضور رسالت مآب ﷺ کی عمر مبارک اکاون برس نو ماہ اور ایک روایت کے مطابق ۲۸ دن ہوئی اور ایک قول کے مطابق باون برس ہوئی یہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا واقعہ ہے اور ایک روایت کے مطابق ڈیڑھ سال اور ایک قول کے مطابق دو سال اور بعض روایات میں تین اور پانچ سال کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ یہ بعثت سے پانچ سال یا پندرہ ماہ یا چھ ماہ بعد کا واقعہ ہے۔ نووی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔(1)

ایک قول میں ہے کہ اعلان نبوت کے بارہویں سال آپ ﷺ کو براق پر بئر زمزم سے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ اس سے پیشتر آپ ﷺ کے سینہ مبارک اور قلب اطہر کو چاک کرنے کے بعد آب زمزم سے دھویا گیا اور حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا ایک طشت اس میں انڈیل دیا گیا پھر سینہ مبارک درست کر دیا گیا۔

یہ ربیع الاول کی ستائیسویں یا سترہویں یا بارہویں رات تھی۔ بعض روایات کے مطابق یہ ربیع الآخر یا رجب یا رمضان یا ذوالحجہ کا مہینہ تھا۔ وہ رات کون سی تھی کسی نے پیر، کسی نے جمعہ، کسی نے ہفتہ کی رات کہا ہے سید جمال الدین کہتے ہیں کہ یہ ستائیسویں رجب کی رات تھی جیسا کہ انہوں نے حرمین شریفین کے علماء کرام کے طرز عمل کا مشاہدہ کیا تھا ایک قول یہ بھی ہے کہ شاید یہ بارہ ربیع الاول پیر کی رات تھی تاکہ آپ ﷺ کے معراج، ولادت،

1۔ زیادہ علماء کی رائے یہ ہے کہ واقعہ معراج ماہ رجب المرجب کی ستائیسویں رات کو پیش آیا اور یہ سفر ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا۔ یہ پیر کی رات تھی۔ آپ ﷺ طائف سے واپس تشریف فرما ہوئے تھے۔ ابن حزم نے اسی قول کی تصحیح کی ہے۔ اور اسی پر لوگوں کا عمل (تعامل) ہے۔ تقریباً تمام اہل تحقیق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معراج بحالت بیداری جسمانی طور پر ہوئی۔ تفصیلات کیلئے دیکھئے، مشکاۃ، صفحہ 526، باب المعراج۔ (مترجم)

marfat.com

بعثت، مکہ سے نکلنے مدینہ منورہ آمد اور وفات کے وقت میں مناسبت ہو جائے۔

پیر کا دن آپ ﷺ کیلئے اسی طرح تھا جیسے جمعہ حضرت آدم علیہ السلام کیلئے۔ اسی دن آپ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی اور آپ علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا اور آپ کی توبہ قبول ہوئی تھی۔

پھر آپ ﷺ جبریل بلکہ ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کی معیت میں بیت المقدس تشریف لائے ایک روایت میں ہے کہ براق سے اترے اور اسے اسی حلقہ کے ساتھ باندھا جس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ اس کے بعد مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو انبیاء کرام نماز ادا فرما رہے تھے کوئی حالت قیام میں کوئی رکوع میں اور کوئی سجود میں۔ آپ ﷺ نے دو رکعتیں ادا فرمائیں پھر مؤذن نے اذان دی۔ نماز کیلئے اقامت کہی گئی صفیں درست کرلی گئیں۔ یہ انتظار تھا کون آگے بڑھے اور امامت کرائے۔ جبریل نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے براق کو مسجد کے پاس معروف چٹان (صخرہ) کے ساتھ باندھا تھا اور ملائکہ کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرشتوں نے پوچھا اے جبریل یہ تمہارے ہمراہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا یہ محمد اللہ کے رسول ہیں یہ خاتم النبیین ہیں۔ انہوں نے استفسار کیا کیا آپ ﷺ کو بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا جی ہاں! انہوں نے جواباً کہا اللہ انہیں ایک بھائی اور خلیفہ کی حیثیت سے زندہ رکھے۔

پھر براق لایا گیا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے۔ براق آپ ﷺ کو لے کر فضا میں اڑنے لگا آپ ﷺ کو پیاس محسوس ہوئی جبریل نے آپ ﷺ کے سامنے تین برتن پیش کئے ایک میں شراب، دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں پانی تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ چار برتن لائے گئے چوتھے میں شہد تھا۔ آپ ﷺ نے دودھ اختیار فرمایا۔ تو جبریل نے کہا آپ ﷺ نے فطرت کو اختیار کیا۔ جب آپ ﷺ آسمان دنیا پر پہنچے تو جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا دربان نے کہا کون ہے؟ جبریل نے کہا۔ محمد۔ دربان نے پوچھا کیا آپ ﷺ کو دعوت دی گئی ہے؟ جبریل نے جواب دیا جی ہاں تو دروازہ کھول دیا گیا آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے۔

marfat.com

بعض روایات میں ہے کہ خازن نے آپ ﷺ کو کہا مرحبا! آپ کی آمد کتنی اچھی ہے۔
پھر آپ ﷺ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا اور آپ ﷺ کیلئے دعائے خیر فرمائی۔ آپ ﷺ نے ان کے دائیں طرف وہ لوگ دیکھے جو سعادت مند تھے اور جنتی تھے۔ بائیں طرف آپ کی شقی اور بدبخت اولاد کی روحیں تھیں یہ دوزخی تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے دائیں طرف دیکھتے تو مسکراتے اور بائیں طرف دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے۔ حضور ﷺ نے اپنی شبیہ مبارک سعادت منداشخاص میں دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر براق آپ ﷺ کو لے کر دوسرے آسمان کے پاس پہنچا اور اسی طرح دروازہ کھلوایا جس طرح پہلے آسمان پر کھلوایا تھا یہاں بھی وہی گفتگو ہوئی جس کا ذکر پیچھے گذر چکا ہے۔

جب آپ ﷺ اندر داخل ہوئے تو دو خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اھلاً و سہلاً کہا اور آپ ﷺ کی خیریت کیلئے دعا کی۔

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا جبریل نے پہلے کی طرح سوال و جواب کے بعد دروازہ کھلوانا چاہا دروازہ کھول دیا گیا۔ تو آپ ﷺ کی ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا اور دعائے خیر فرمائی۔ جبریل آپ ﷺ کو ان سب حضرات کا تعارف کراتے جاتے پھر آپ ﷺ کو چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا دربان نے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھول دیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام وہاں موجود تھے پھر آپ ﷺ پانچویں آسمان پر لے جائے گئے جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ مذکورہ بالا سوال و جواب کے بعد دروازہ کھول دیا گیا یہاں آپ ﷺ کی ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے بھی آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا اور آپ ﷺ کیلئے دعا فرمائی۔

پھر چھٹے آسمان کے پاس پہنچے جبریل نے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھلوایا۔ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما تھے انہوں نے آپ ﷺ کو مرحبا کہا اور دعا فرمائی۔

marfat.com

جب ساتویں آسمان پر پہنچے دروازہ کھولا گیا آپ ﷺ اندر داخل ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی آپ ﷺ کا استقبال کیا بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان سب انبیاء کرام کو سلام کیا اور آپ ﷺ کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی پر لے جایا گیا آپ ﷺ جنت میں داخل ہوئے۔ اس کے ٹیلے موتیوں کے اور مٹی کستوری کی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ نماز کا وقت آگیا اور آپ ﷺ نے یہاں بھی انبیاء اور ملائکہ کی امامت کروائی۔

اسی طرح بعض دیگر روایات میں ہے کہ آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو یہ جبریل کا آخری مقام تھا وہاں ایک تخت تھا سرکار براق سے اترے اور اس پر جلوہ افروز ہوئے وہیں آپ ﷺ کے پاس رفرف لایا گیا آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے اس کے ہمراہ ایک فرشتہ تھا جبریل نے آپ ﷺ کو اس کے حوالے کیا۔ سرکار نے جبریل کو ہمراہ لے جانے کی خواہش کی تاکہ سفر میں آسانی رہے لیکن جبریل نے معذرت کی اور عرض کی اگر ایک قدم بھی اس سے آگے رکھوں تو جل جاؤں۔ ہم میں سے ہر ایک کا مخصوص مقام ہے جس سے آگے تجاوز نہیں کرسکتے۔ اے محمد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صرف اپنی ربوبیت کی بڑی نشانیاں دکھانے کے لئے بلایا ہے۔ پھر جبریل نے آپ ﷺ کو الوداع کہا آپ ﷺ اس فرشتے کو لے کر آگے چلے گئے رفرف آپ ﷺ کو لے کر پرواز کرتا رہا حتیٰ کہ اس مقام پر پہنچے جہاں قلموں کے چلنے کی آوازیں آنے لگیں۔

پھر آپ ﷺ اس مقام تک پہنچے کہ رفرف بھی اس سے آگے نہ جاسکا اور آپ ﷺ حریم ناز میں داخل ہوئے چاروں طرف سے نورانی شعاعوں نے آپ ﷺ کو گھیر لیا۔ وہ فرشتہ جو آپ کے ہمراہ تھا آپ ﷺ کو چھوڑ کر ایک طرف ہوگیا جب آپ ﷺ نے اسے نہ دیکھا تو تنہائی محسوس کی۔ آپ ﷺ کچھ دیر اسی حالت میں رہے جلال خداوندی سے آپ ﷺ کا دل کانپنے لگا۔ آپ ﷺ عشق الٰہی میں شدت جذبات سے فریفتہ تھے اس نور میں آپ ﷺ پر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ ﷺ نے دائیں بائیں اس طرح جھولنا

marfat.com

شروع کر دیا جیسے باد نسیم چراغ کی لو کو آہستہ آہستہ ہچکولے دیتی ہے اور اسے بجھنے بھی نہیں دیتی۔

یہ کیفیت اس وقت دور ہوئی جب آپ ﷺ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کے مشابہ یہ آواز سنائی دی اے محمد! کھڑے ہو جائیے آپ کا رب آپ پر صلاۃ و سلام بھیج رہا ہے۔ (ﷺ) آنحضرت ﷺ اس آواز سے مانوس ہو گئے اور آپ ﷺ کی وحشت دور ہو گئی۔

درود بھیجنے سے مراد اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ

ہم عنقریب تمہاری طرف توجہ فرمائیں گے اے جن وانس) (سورہ رحمٰن۔۳۱)

حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو کوئی کام دوسرے کام سے مشغول نہیں کرتا درود شریف کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی جو کچھ فرمائی (یعنی راز و نیاز کی باتیں ہوئیں جن کا ہمیں کوئی علم نہیں) اسی موقعہ پر آپ ﷺ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ اور ہر نماز کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔

واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ و علی نبینا الصلاۃ والتسلیم کے پاس سے گذر ہوا انہوں نے استفسار کیا آپ کے رب نے آپ پر کیا فرض کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "پچاس نمازیں" حضرت موسیٰ نے عرض کی واپس اپنے رب کے پاس جائیے اور تخفیف کا سوال کیجئے کیونکہ آپ ﷺ کی امت اس عبادت کی ادائیگی نہیں کر سکے گی۔

آپ ﷺ اپنی امت پر دفور شفقت کی وجہ سے حیران و پریشان ہو گئے اپنے رب کا حکم ٹالنا بھی آپ ﷺ کے بس کی بات نہ تھی سوچ و بچار کے بعد آپ ﷺ دوبارہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے بار الٰہا! میری امت پر تخفیف فرمائیے اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم فرما دیں آپ ﷺ دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور انہیں آگاہ کیا کہ پانچ نمازیں کم ہو گئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ عرض کی آپ ﷺ کی امت اس پر بھی قادر نہیں۔ اپنے رب کے پاس جائیے اور مزید تخفیف

marfat.com

کروائیے اس طرح آپ ﷺ بار بار بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوتے رہے اور حضرت موسیٰ آپ کو واپس کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ رب العزت کی طرف سے ارشاد ہوا اے محمد! (ﷺ) اب یہ پانچ نمازیں ہیں ہر نماز کا ثواب دس نمازوں کے برابر ہے۔ اس طرح پچاس نمازیں ہو گئیں۔ ہمارے ہاں حکم تبدیل نہیں کیا جاتا۔ آپ ﷺ حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی اپنے رب سے تخفیف کا سوال کیجئے لیکن آپ ﷺ نے جواب دیا مجھے اپنے رب کے پاس بار بار جانے سے حیا آتی ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے انہیں الوداع کہا اور براق پر سوار ہو کر طلوع آفتاب سے قبل واپس زمین پر تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کے اس سفر (آمد و رفت) پر تین گھنٹے یا ایک روایت کے مطابق چار گھنٹے صرف ہوئے۔ ایک قول کے مطابق رات کے صرف تین گھنٹے باقی رہ گئے تھے حضرت مولانا سبکی نے لکھا ہے کہ معراج کا سفر ایک لمحے میں مکمل ہو گیا۔ قزوینی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے عرش بریں پر تشریف لے جانے کے بارے میں کوئی صحیح یا حسن حدیث نہیں ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ کا سفر اخبار صحیحہ سے ثابت ہے اس سے آگے کے واقعات ضعیف احادیث میں مذکور ہیں۔(1)

واقعہ اسراء چونتیس مرتبہ پیش آیا۔ صحیح روایت کے مطابق ایک مرتبہ جسمانی طور پر اور باقی سب صورتوں میں روحانی طور پر ہوا یعنی آپ ﷺ کو بذریعہ خواب معراج ہوئی۔

صحیح ترین راجح قول کے مطابق حضور ﷺ نے دو مرتبہ ظاہری آنکھوں سے دیدار الٰہی کا شرف حاصل کیا۔ پہلی مرتبہ معراج کی رات، دوسری مرتبہ جب مدینہ منورہ میں آپ ﷺ صلاۃ کسوف (سورج گرہن کی نماز) کے لئے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔(2)

1۔ چونکہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک اسراء کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ کلیۃً اس کا منکر کافر ہے۔ اسے خواب قرار دینے والا بدعتی ہے۔ اور جو یہ کہے کہ بیت المقدس تک روح اور جسم دونوں کے ساتھ معراج ہوئی اسے آگے روحانی طور پر ہوئی وہ مخطی (خطاکار) ہے۔ (مترجم)

2۔ رؤیت باری پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں اور اسے محال سمجھتے ہیں لیکن صحیح یہی ہے جسے مؤلف نے ذکر کیا ہے۔ (مترجم)

marfat.com

حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصل صورت میں دیکھا پہلی مرتبہ آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور دوسری مرتبہ زمین پر "اجیاد" کے مقام پر۔ اس کے چھ سو پر تھے اس نے پورے افق کو بھر دیا تھا۔ آپ ﷺ کے علاوہ اور کسی نبی نے جبریل علیہ السلام کو اس کی اصل ہیئت پر نہیں دیکھا۔ جبریل علیہ السلام جس صورت میں چاہتے آپ ﷺ کے پاس آتے تھے جب آیہ کریمہ **لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ** نازل ہوئی۔ تو "ذنب" کے ذکر سے آپ ﷺ رنجیدہ ہو گئے۔ (1)

جبریل علیہ السلام آپ کے پاس دحیہ کلبی کی صورت میں آتے تھے دحیہ اپنے وقت کے خوبصورت ترین آدمی تھے۔ گویا اللہ تعالیٰ زبان حال سے یہ فرما رہا ہے کہ ہمارے اور آپ ﷺ کے مابین صرف حسن و جمال کا تعلق ہے کیونکہ آپ ﷺ بہت ہی بڑے محبوب ہیں۔

---

1 سورۂ فتح، آیت نمبر 1

ترجمہ:۔ تاکہ دور فرمادے آپ کیلئے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے واضح رہے کہ ذنب کا لفظ الزام کے معنی میں استعمال ہوتا رہتا ہے۔ اور الزام میں یہ ضروری نہیں کہ وہ فعل اس شخص سے صادر بھی ہوا ہو۔ باتفاق امت انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں۔ (مترجم بحوالہ ضیاء القرآن)

marfat.com

واقعہ شق صدر

صحیح روایت کے مطابق چار مرتبہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا۔ بعض نے پانچ مرتبہ کہا ہے لیکن ابن حجر نے اس کی تضعیف کی ہے۔ ایک مرتبہ دایہ حضرت حلیمہ کے پاس کم سنی کی حالت میں قیام پذیر تھے اور بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ وہ جانور چرا رہے تھے کہ سفید کپڑوں میں ملبوس دو آدمی آئے۔ ایک روایت میں تین آدمیوں کا ذکر ہے یہ جبریل، میکائیل اور اسرافیل تھے۔ ان کے پاس برف سے بھرا ہوا سونے کا ایک طشت تھا انہوں آپ ﷺ کو پکڑ کر لٹا دیا اور گلے سے پیٹ تک چاک کر دیا۔ پھر اس میں سے دل نکالا اس کو چیر دیا اس میں سے سیاہ رنگ کا ایک لوتھڑا نکالا اسے پھینک دیا اور کہنے لگے اے اللہ تعالیٰ کے حبیب یہ شیطان کا حصہ تھا اسے الگ کر دیا گیا ہے۔ اس میں حسد، کینہ، شیطانی وساوس، لالچ اور بری خواہش ہوتی ہے۔ پھر آپ ﷺ کے دل اور پیٹ کو اس برف سے دھو دیا اسے اچھی طرح صاف کیا، پھر اسے ایمان اور حکمت سے بھر دیا اور اس میں وقار اور سکینت پیدا کی۔ پھر آپ ﷺ کے دل پر نورانی مہر لگائی اسے واپس اپنی جگہ پر رکھ کر سینہ مبارک درست کر دیا۔(1)

دوسری مرتبہ بھی ابھی آپ ﷺ عالم طفولیت میں ہی تھے اس وقت آپ کی عمر مبارک دس سال تھی۔

1۔ دیکھئے مشکاۃ، صفحہ 524، فصل اول، باب علامات نبوت

یہ واقعہ جملہ کتب احادیث میں مذکور ہے حتیٰ کہ امام بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں اس کو روایت کیا ہے۔ بلکہ امام مسلم کی روایت کو علماء نے اصح الروایات فی القصہ قرار دیا ہے۔ علامہ ابن کثیر کے نزدیک یہ روایت ان احادیث میں سے ہے جو سیرت نگاروں اور مغازی کے مصنفین کے نزدیک مشہور اور معروف ہیں۔ بعض مستشرقین نے علم و تحقیق کے بلند مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود شق صدر کے واقعہ کو مرگی کا دورہ قرار دینے کی کوشش کی ہے لیکن موجودہ دور میں آپریشن کی ایجاد نے ان کے اس دعویٰ کو باطل کر دیا ہے۔
(سیرت ابن کثیر، جلد 1، صفحہ 228 بعد بحوالہ ضیاء النبی، جلد 2، صفحہ 72، بعد)

marfat.com

تیسری مرتبہ بعثت کے وقت تاکہ آپ ﷺ کے قلب اطہر میں وحی ثبت ہو جائے اور دل کو بشری کدورتوں سے پاک کر دیا جائے تاکہ آپ ﷺ بار رسالت و نبوت کے بآسانی متحمل ہو سکیں

چوتھی مرتبہ اسراء کی رات جب مکہ میں آپ ﷺ کے گھر کی چھت پھاڑ دی گئی جبریل علیہ السلام اترے اور آپ ﷺ کا سینہ مبارک کھول دیا۔ اس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے (1) اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ عروج سماوی اور عجائبات ملکوتی کے مشاہدہ پر قادر ہو جائیں ابن منیر کا قول ہے کہ چونکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا سینہ چاک نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے وہ دنیا میں رؤیت باری پر قادر نہ ہو سکے اور بے ہوش ہو گئے۔ ایک مرتبہ اسے آب زمزم سے دھویا گیا۔ دوسری مرتبہ برف سے تیسری مرتبہ جنت سے لائے ہوئے پانی سے اور آخری مرتبہ آب کوثر سے۔ لہٰذا اس طرح روایات میں ظاہری تعارض باقی نہ رہا۔

بعض عارفین کا قول ہے۔ کہ شق صدر کی یہ صورتیں چھری سے ذبح کرنے کی طرح نہیں تھیں۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جبریل نے اپنے نورانی ہاتھ سے بغیر کسی تکلیف اور خون بہنے کے آپ ﷺ کے بطن اطہر کو چیر دیا۔ سرکار دو عالم ﷺ کی شان محبوبی کے پیش نظر یہ تصور کرنا بھی ممکن نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے آدم علیہ السلام کی پشت سے ذریت آدم کا اخراج اس طرح فرمایا جیسے اس کی قدرت کے لائق ہے۔

1۔ جبریل کی آمد میں در و دیوار مانع نہیں تھے۔ لیکن چونکہ وہ بشری صورت میں آئے تھے اور طشت ہمراہ لائے تھے۔ اس لئے بتقاضائے جسمانیت چھت کو چیرنا پڑا۔ (مترجم)

marfat.com

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

(زَادَھُمَا اللّٰہُ تَشْرِیْفاً وَ تَعْظِیْماً)

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچپن برس ہوئی تو آپ ﷺ نے پیر کے روز ۴ یا ۸ ربیع الاول کو مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے غلام عامر بن فہیرہ اور گائیڈ عبداللہ بن لیثی تھے (1)۔ بارہ ربیع الاول کو بھی پیر یا جمعہ کے روز چاشت سے قبل یا دوپہر کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ ایک قول کے مطابق اس روز ربیع الاول کی تیرہ تاریخ تھی اس کے علاوہ کچھ اور اقوال بھی ہیں۔(2)

ایک قول کے مطابق آپ ﷺ بروز پیر ۶ ربیع الاول کو قباء میں داخل ہوئے چار دن یہاں قیام فرمایا پھر جمعہ کے دن ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں فروکش ہوئے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق جمعہ کے دن قباء میں داخل ہوئے اور چودہ یا ایک روایت کے مطابق بائیس دن قیام فرمارہے۔ اور اس عظیم مسجد کی بنیاد رکھی جس کے بارے میں قرآن نے گواہی دی ہے کہ اس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے (3)۔ پھر "جدعاء"، "قصواء" یا "عضبا" نامی اونٹنی پر سوار سورج کے بلند ہونے کے بعد نکلے۔ کچھ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ پیدل تھے اور کچھ سوار ہو کر چلے۔ راستہ بھر لوگ حضور ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑنے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے یہ مرکب ہمایوں چلتا رہا حتی کہ

1۔ ایک روایت میں اس کا نام عبداللہ بن اریقط دیلمی آیا ہے۔ یہ مشرک تھا۔

2۔ محمد رضا مصری اپنی کتاب "محمد ﷺ" میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ جمعرات کے دن یکم ربیع الاول مکہ مکرمہ سے نکلے اور بارہ ربیع الاول بروز پیر بروقت ظہر بمطابق 28 جون 622ء قباء میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 53 برس تھی۔ پھر جمعہ کے دن قباء سے روانہ ہوئے اور بنی سالم بن عوف کی مسجد میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ (مترجم)

3۔ سورۂ توبہ، آیت 108

marfat.com

آپ ﷺ نے اسی حال میں مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا۔ اہل مدینہ نے آپ کی آمد پر اتنی خوشی کا اظہار کیا جتنا اس سے پہلے کبھی نہ کیا تھا انہوں نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ وہ یہ نعرے لگا رہے تھے۔

اللّٰہ اکبر هَذَا مُحَمَّد قَدْ جَاءَ

هَذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ جَاءَ

اللہ بہت بڑا ہے یہ محمد (ﷺ) تشریف لے آئے۔ یہ اللہ کے رسول نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہمیں مشرف فرمایا ہے۔

باپردہ دوشیزائیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر یہ گا رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاع

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاع

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاع

جِئْتَنَا تَسْعٰى رُوَيْدًا مَرْحَبًا يَا خَيْرَ دَاع (1)

1۔ ابن قیم کی رائے یہ ہے کہ یہ اشعار حضور سرور کائنات ﷺ کی ہجرت کر کے مدینہ تشریف آوری کے موقع پر نہیں پڑھے گئے تھے کیونکہ ان میں ثنیات الوداع کا ذکر ہے یہ ٹیلہ ہے اس پہاڑی راستہ پر واقع ہے جہاں اہل مدینہ، شام کی طرف سفر کرنے والے دوستوں اور عزیزوں کو الوداع کہا کرتے تھے۔ کیونکہ حضور مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے تھے اور اس راہ پر کوئی ایسا ٹیلہ نہیں جو ثنیۃ الودع کے نام سے مشہور ہو۔ ابن قیم کا خیال ہے کہ حضور ﷺ جب غزوۂ تبوک سے مراجعت فرمائے مدینہ طیبہ ہوئے تھے اس وقت مدینہ کی بچیوں نے ان اشعار سے حضور ﷺ کا استقبال کیا تھا۔

علامہ ابن قیم کا یہ خیال درست معلوم نہیں ہوتا۔ معروف جغرافیہ دان علامہ یاقوت الحموی نے اپنی مشہور کتاب "معجم البلدان" میں اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا ہے وہ ثنیات الوداع کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ "لفظ وداع کی واؤ پر زبر ہے اور یہ تودیع مصدر کا اسم ہے۔ یہ ایک ابھرا ہوا ٹیلہ ہے جو مدینہ منورہ پر جھکا ہوا ہے جو لوگ مکہ جاتے تھے اس جگہ سے گذر کر جاتے تھے۔ پھر کہا گیا ہے کیونکہ مدینہ سے مکہ جانے والے مسافروں کو اس مقام پر الوداع کہی جاتی تھی اس لئے اس مقام کا نام ثنیات الوداع مشہور ہو گیا۔"

علامہ مجد الدین فیروز آبادی نے بھی مندرجہ بالا رائے سے اتفاق کیا ہے۔ (معجم البلدان 86/2، ضیاء النبی 116-115/3 (بقیہ حاشیہ صفحہ برآئندہ)

marfat.com

۱۔ ثنیات وداع (وہ جگہ جہاں سے مہمانوں کو الوداع کہا جاتا ہے) سے چودھویں کے چاند نے ہم پر طلوع کیا ہے۔ ۲۔ جب تک اللہ کو پکارنے والا پکارتا رہے گا ہم پر لازم ہے کہ ہم اس نعمت کا شکر ادا کرتے رہیں۔ ۳۔ اے ہمارے نبی بن کر تشریف لانے والے؟ آپ اس طرح تشریف فرما ہوئے ہیں کہ آپ کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے گی۔ ۴۔ آپ نے ہمارے پاس خراماں خراماں قدم رنجہ فرمایا۔ اے بہترین داعی۔ آپ کو خوش آمدید۔ مرحبا۔(1)

حبشی غلام اس دن نیزوں سے اپنے کرتب کا مظاہرہ کر رہے تھے اور فرحت و سرور سے پھولے نہ سماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی آمد سے خوبصورت اور روشن کوئی دن نہیں دیکھا۔ اور آپ ﷺ کے انتقال پر ملال سے زیادہ اندوہناک اور تاریک دن کوئی نہیں دیکھا۔

آپ ﷺ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر نیچے والے حصے میں تشریف

(بقیہ حاشیہ صفحہ پچھلا) ثنیۃ الوداع کا ذکر احادیث میں بکثرت وارد ہوا ہے۔ یہ جگہ مدینہ منورہ سے قریب ہے۔ اس کو یہ نام دینے کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مدینہ منورہ کی سرزمین میں آقائے دو عالم ﷺ کی آمد سے قبل بخار اور وباء کی کثرت تھی۔ مہاجرین جب بکثرت بیمار ہونے لگے تو حضور انور ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! اسے جحفہ کی طرف منتقل کر دے یہ ان دنوں شرک کا گڑھ تھا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جو شخص ثنیۃ الوداع کے مقام پر پہنچتا اور مدینہ منورہ میں داخلے کا قصد کرتا تو وباء کے شر سے بچنے کیلئے دو مرتبہ گدھے کی طرح آواز نکالتا۔ تا آنکہ شاعر عروۃ بن ورد زمانہ ہجرت میں یہاں سے گذرا۔ تو اس نے جاہلیت کی اس قبیح رسم کو پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ اسے جب کوئی گزند نہ پہنچا تو اس نے رسم بد کا خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ اہل جاہلیت یہاں سے آگے گذرنے والے شخص کو کہا کرتے زندگی کو خدا حافظ (الوداع) کہہ لو۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتے کہ عنقریب اس شخص کا وصال ہو جائے گا۔ اسی بنا پر اس مقام کو "ثنیۃ الوداع" کہنے لگے۔ جن لوگوں کو اس واقعہ کا علم نہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس گھاٹی کو یہ نام دینے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ یہاں سے اپنے مسافروں کو الوداع کیا کرتے تھے۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب)

"جحفۃ" یہ رابغ کے قریب ایک بستی ہے۔ مصر کی طرف سے آنے والے لوگ یہاں سے احرام باندھتے ہیں۔ ان دنوں یہاں یہودی بکثرت آباد تھے۔ یہ مکہ سے بیاسی میل کے فاصلے پر ہے۔

1۔ البدایۃ والنہایۃ، جلد 3، صفحہ 197، سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 3، صفحہ 271

marfat.com

فرما ہوئے۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہل خانہ بالا خانے میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان یہ بات میرے نزدیک بہت بڑی ہے اور مجھے یہ ہرگز پسند نہیں کہ ہم تو بالا خانے میں ہوں اور آپ ﷺ نیچے تشریف فرما ہوں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بالا خانے میں رہنے کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ قرآن کریم کا نزول آپ ﷺ پر ہوتا ہے۔ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آتے ہیں آپ ﷺ اوپر کی منزل میں تشریف رکھیں ہم نیچے اتر آتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور ہمارے زائرین پر مہربانی فرمایئے اور ہمیں نیچے رہنے دیجئے۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ میں ہے نیچے والا حصہ ہمارے اور ہمارے زائرین کیلئے زیادہ مناسب ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمارا پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا میں اور ام ایوب اپنی مخملی چادر کے ساتھ پانی کو پونچھنے لگے مبادا کہیں پانی سرکار دو عالم ﷺ پر ٹپکنے لگے اور آپ ﷺ کو تکلیف ہو۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس اوڑھنے کا کوئی اور کپڑا نہ تھا میں بار بار آپ ﷺ سے درخواست کرتا رہا حتیٰ کہ آپ ﷺ اوپر بالا خانے میں تشریف فرما ہوئے۔

ابوایوب انصاری کے گھر میں قیام کے وقت بنو نجار باری باری کھانا لے کر حاضر ہوتے آپ ﷺ ان کے گھر میں نو ماہ تک قیام فرما رہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ہر رات تین چار آدمی آپ ﷺ کے دروازے پر کھانا لے کر حاضر ہوتے حتیٰ کہ سرکار اپنے گھر میں تشریف فرما ہوئے سعد بن عبادہ اور اسد بن زرارہ کا کھانے کا ڈونگا اس کے بعد بھی آپ ﷺ کے پاس ہر رات آتا رہا (1)۔ بلکہ سعد بن عبادہ کا ڈونگا تو بعد میں ازواج مطہرات میں سے اس کے گھر میں پہنچا دیا جاتا جن کے ہاں آپ ﷺ کی باری ہوتی اس بڑے پیالے میں ثرید ہوتا یا ایک روایت کے مطابق گوشت ہوتا یا روٹی کو دودھ یا گھی یا سرکے یا زیتون میں ترکر کے پیش کیا جاتا۔

سرکار دو عالم ﷺ جب کسی نئی عورت سے منگنی فرماتے تو ارشاد فرماتے اسے بتادو کہ

1۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 3، صفحہ 275

marfat.com

سعد بن عبادہ کا بھیجا ہوا ڈونگا میرے ساتھ جاتا ہے۔ جس کے ہاں میں جاؤں۔ معجم الکبیر میں طبرانی کے الفاظ یہ ہیں۔

كَانَ يَخْطُبُ النِّسَاءَ وَيَقُوْلُ لَكِ كَذَا وَكَذَا وَجَفْنَةُ سَعْدٍ تَدُوْرُ مَعِیَ اِلَيْكِ كُلَّمَا دُرْتُ۔

ترجمہ:۔ آپ ﷺ عورتوں سے جب منگنی فرماتے تو انہیں بتاتے کہ تمہیں یہ یہ سہولتیں مہیا کی جائیں گی اور سعد کا کھانے کا ڈونگا بھی جس روز میری آمد ہوگی۔

مدینہ میں آپ ﷺ کا قیام پورے دس سال رہا اور ایک قول میں نو سال گیارہ ماہ اور چھبیس دن کا ذکر ہے اس کے بعد آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ مدینہ کے قیام کے پورے دورانیہ میں سرکار رسالتمآب ﷺ ہر ہفتہ کے دن پیدل یا سوار مسجد قباء میں تشریف لے جاتے اور اس میں دو رکعتیں ادا فرماتے۔

marfat.com

غزوات نبویہ کا بیان

اس مدت میں مسلمانوں کے غزوات کی تعداد پچیس یا ستائیس ہے ان میں سے سات میں آپ ﷺ نے بنفس نفیس خود شرکت فرمائی۔(1)

غزوۂ بدر

آپ ﷺ کی قریش کے ساتھ پہلی باقاعدہ لڑائی تھی اس میں قریش کا سردار ابو جہل مارا گیا۔ پانچ ہزار فرشتوں کی جماعت نے اس غزوہ میں مسلمانوں کی مدد کی یہ سترہ رمضان ۲ھ کا واقعہ ہے اس روز جمعہ تھا۔

غزوۂ احد

یہ ہفتہ سترہ یا گیارہ شوال ۳ھ کا واقعہ ہے اس دن آپ ﷺ نے دو زرہیں زیب تن فرما رکھی تھیں۔

غزوۂ خندق

اسے غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں یہ غزوہ مؤمنین کیلئے کڑی آزمائش کا وقت تھا اللہ تعالیٰ نے متقی لوگوں کے دلوں کو ایمان پر ثابت قدم رکھا کفار کی دشمنی اور منافقین کا نفاق عیاں ہو گیا۔ یہ شوال ۵ھ کو پیش آیا۔

غزوۂ بنی قریظہ

اس غزوۂ میں سرکار رسالتمآب ﷺ یعفور نامی گدھے پر سوار تھے اس کی لگام اور کاٹھی کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی یہ بھی ۵ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

1۔ حضور ﷺ نے 27/ غزوات میں مسلمانوں کی قیادت فرمائی اور سات یا نو غزوات میں لڑائی میں بھی حصہ لیا۔ آپ ﷺ کے عہد ہمایوں کے بعوث (بعثات) اور سرایا (فوجی دستوں) کی تعداد 38 ہے۔ غزوات کی تعداد میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض سیرت نگار دو غزوات کو ایک شمار کرتے ہیں۔ (مترجم)

marfat.com

غزوۂ بنی مصطلق

یہ پانچ یا چھ ہجری میں پیش آیا اس وقت ماہ شعبان المعظم کی دو راتیں گذر چکی تھیں۔

غزوۂ خیبر

یہ ربیع الاول سن چھ یا سات ہجری کا واقعہ ہے۔

غزوۂ طائف

یہ فتح مکہ سے واپسی کے بعد ۸ ھ میں پیش آیا۔ حضور ﷺ نے وادیٔ القریٰ اور بنی نضیر کے خلاف لڑائی میں بذات خود بھی حصہ لیا۔ بعض سیرت نگاروں کے مطابق سرکار دو عالم ﷺ نے غزوۂ احد کے سوا کسی لڑائی میں تلوار نہیں چلائی۔(1)

آپ ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ اسلحہ زیب تن فرمانے کے بعد دشمن سے جنگ کیے بغیر اتارنا جائز نہیں۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔

لَیْسَ لِنَبِیٍّ اِذَا یَلْبَسُ لِاُمَّتِهٖ اَنْ یَضَعَهَا حَتّٰی یُقَاتِلَ

کسی نبی کیلئے یہ جائز نہیں کہ جب وہ اپنی امت کی خاطر اسلحہ بند ہو جائے تو لڑائی کئے بغیر اتار دے۔

اور ایک روایت میں ہے۔

حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَعْدَائِهٖ

حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دشمنوں کے مابین فیصلہ فرمادے

آپ ﷺ کو زوال آفتاب کے بعد لڑائی کرنا بہت پسند تھا(2) فرشتے ہر غزوہ میں آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ یہ قول کہ ملائکہ نے بدر کے سوا کسی لڑائی میں آپ کے ساتھ شرکت نہیں فرمائی ضعیف ہے۔ یہ صحیح ہے کہ فرشتوں نے خیبر اور حنین کے غزوات میں

1۔ ابن تیمیہ کی یہی رائے ہے۔ اسی غزوہ میں آپ ﷺ زخمی بھی ہوئے اور آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔

2۔ کیونکہ یہ وہ وقت ہے جب آسمان کے دروازے کھلتے ہیں جس طرح کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور ﷺ کو نصف النہار کے بعد نماز پڑھنا بہت مرغوب تھا۔ سیدہ عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ اس وقت میں نماز کا اہتمام فرماتے ہیں تو پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق پر نظر رحمت فرماتے ہیں۔ یہی وہ نماز ہے جس کا (بقیہ حاشیہ صفحہ بر آئندہ)

marfat.com

لڑائی کی۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ احد کے دن جبریل علیہ السلام کو اپنے دائیں اور میکائیل علیہ السلام کو اپنے بائیں دیکھا وہ دو مردوں کی شکل میں سفید لباس میں ملبوس تھے۔(1)

دو فرشتے ہر وقت آپ ﷺ کی طرف سے لڑائی میں شریک ہوتے تھے آپ ﷺ کے جنگی وفود اور فوجی دستوں کی تعداد تقریباً پچاس تھی آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب کوئی لشکر یا دستہ بھیجتے تو دن کے ابتدائی حصے میں انہیں روانہ فرماتے۔ ان پر ایک امیر کا تقرر فرماتے مجاہدین کو اس کی اطاعت کا حکم ارشاد فرماتے اور امیر لشکر کو اللہ تعالیٰ کے خوف اور مجاہدین سے بھلائی کا حکم فرماتے تھے۔

قائد کو آپ ﷺ کی نصیحت یہ ہوتی کہ جب تم دشمن کے سامنے جاؤ تو انہیں اسلام کی دعوت دینا اگر وہ تمہاری دعوت کا مثبت جواب دیں تو ان کی بات کا یقین کر لینا۔ اگر وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کریں تو ان سے جزیہ دینے کا مطالبہ کرنا اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے ساتھ ان سے جنگ کرنا ایک روایت میں ہے۔

وفی روایة ثم قالَ اُغزُوا بِسْمِ اللّٰه فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوا مَنْ کَفَر بِاللّٰهِ اُغزُوا ولاَ تغلُوا وَلاَ تَغدِرُوْا وَلاَ تُمثِلُوْا وَلِیْدًا الحدیث بطوله فی مسلم

ترجمہ:۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار سے قتال کرو۔ جنگ کرو خیانت اور عہد شکنی نہ کرو۔ اور نہ ہی کسی کا مثلہ کرو۔ (یہ طویل حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) التزام حضرات آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم وعلی نبینا الصلوات والتسلیمات فرمایا کرتے تھے۔

بخلاف دشمن پر حملہ آور ہونے کے کیونکہ آپ ﷺ دن کی ابتداء (فجر) کے وقت حملہ آور ہوتے تھے۔ جس طرح کہ غزوۂ خیبر میں ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ وقت غفلت کا ہوتا ہے۔

1۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فرشتوں کو دیکھنا صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ صحابہ اور اولیاء کیلئے بھی رؤیت ملائکہ ممکن ہے۔

marfat.com

آقائے دو عالم ﷺ کے حج اور عمروں کی تفصیل

فرضیت حج کے بعد آپ ﷺ نے صرف ایک حج کیا اسے "حجۃ الوداع" کہا جاتا ہے۔ فرضیت کے اعلان سے قبل آپ ﷺ نے دو مرتبہ حج کیا ہے۔(1)

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ خوشبو لگانے بالوں میں تیل ڈالنے اور کنگھی کرنے کے بعد دن کے وقت قصواء نامی اونٹنی پر تشریف لائے ذیقعد کے پانچ یا چھ دن باقی تھے آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں رات گذاری۔

آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ اس مبارک وادی میں دو رکعتیں ادا فرمایئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے جب بھی حج یا عمرے کا احرام باندھا (یعنی حج قران کیا) تو اس سے پہلے مسجد ذوالحلیفہ (2) میں دو رکعتیں ضرور ادا فرمائیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ تاحد نظر حضور ﷺ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں پیدل اور سوار لوگ حج کیلئے جا رہے ہیں راستہ بھر رسول اکرم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے آپ ﷺ پر قرآن کریم کا نزول ہو رہا تھا، آپ ﷺ اس کی تاویل جانتے تھے آپ ﷺ نے مناسک میں سے جو کام بھی کیا وہ ہمیں ضرور سکھایا۔ چار یا پانچ ذوالحج بروز اتوار آپ ﷺ صبح کے وقت "باب کدا" سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ یہ اوپر والی گھاٹی کی طرف تھا آپ ﷺ نے طواف قدوم ادا فرمایا اس وقت آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک کو

1۔ ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ ہجرت سے پیشتر حضور ﷺ ہر سال حج ادا فرماتے تھے۔ جس طرح قریش کا معمول تھا۔ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صحیح حج صرف حجۃ الوداع ہے۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت میں قریش سال اور مہینوں میں تبدیلی کر دیا کرتے تھے۔ (مترجم)

2۔ ذوالحلیفہ: یہ جگہ در حقیقت ایک چشمہ تھا۔ یہ مدینہ منورہ سے تقریباً پانچ چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ مدینے والوں کا میقات ہے۔ مکے سے بعید ترین مقام یہی ہے۔ آج کل یہاں خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے۔ (مترجم)

marfat.com

دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں سرے بائیں شانے پر ڈال رکھے تھے (اسے شریعت کی اصطلاح میں "اضطباع" کہتے ہیں) آپ ﷺ نے پہلے تین چکروں میں رمل فرمایا (فقہ میں رمل سے مراد کندھے ہلا کر فخریہ انداز میں تیز تیز چلنا ہے) اور آخری چار چکر عام رفتار سے لگائے۔ پھر آپ ﷺ صفا کی طرف تشریف لے گئے سوار ہو کر سعی کی۔ (سعی سے مراد صفا اور مروہ کے مابین سات چکر لگانا ہے)۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ میں سے جن کے پاس ہدی (قربانی کا جانور) موجود نہ تھی۔ حج کو چھوڑ کر صرف عمرے کی نیت کرنے کا حکم دیا۔ اور بالائی حجون میں تشریف فرما ہوئے۔

اور آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ (1) (مکہ کے قریب ایک مقام ہے) تشریف لے گئے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں وہاں ادا فرمائیں رات قیام فرمایا صبح کی نماز وہیں ادا فرمائی۔

طلوع آفتاب کے بعد عرفات (2) کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کا خیمہ مسجد نمرہ کے پاس لگایا گیا۔ زوال کے بعد آپ ﷺ خیمے سے باہر تشریف لائے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا ظہر اور عصر کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائیں۔ پھر موقف کی طرف تشریف لے گئے۔ اور اپنی اونٹنی پر وقوف فرما ہو کر تکبیر و تہلیل کہتے اور دعا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا پھر غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ تشریف لے گئے رات قیام فرمایا اور صبح کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد مشعر حرام میں وقوف فرمایا تسبیح و تہلیل کے ساتھ ساتھ دعا فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ خوب روشنی ہو گئی لیکن ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا پھر طلوع آفتاب سے قبل منیٰ کی طرف دوبارہ تشریف لے گئے۔ (3)

جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں ماریں۔ اس کے بعد ایام تشریق کے تین دنوں میں ہر روز تینوں جمرات پر پیدل سات کنکریاں مارتے تھے (جمرات سے مراد وہ شیطان ہیں جن کو کنکریاں مارتے ہیں) ابتداء اس جمرہ سے کرتے جو مسجد خیف کے پاس ہے پھر جمرۂ وسطی

1۔ منیٰ: یہ ایک میدان ہے جو مکہ سے تقریباً تین میل ہے۔

2۔ عرفات: مکہ مکرمہ سے 21 کیلو میٹر (13 میل) کے فاصلے پر ہے۔ یہاں ٹھہرنے کی جگہ ایک پہاڑی ہے جسے عرفہ بھی کہتے ہیں لیکن اس کا زیادہ معروف نام "جبل رحمت" ہے۔ مسجد نمرہ بھی یہیں ہے۔

3۔ ایام تشریق سے مراد گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ ہے اور مشعر حرام سے مراد مزدلفہ ہے۔

marfat.com

(درمیانی) پر پھر جمرہ عقبہ (آخری) پر پہلے اور دوسرے کے پاس طویل دعا مانگتے۔

منیٰ میں فروکش ہونے کے بعد قربانی فرمائی آپ ﷺ اپنے ہمراہ سو اونٹ لائے تھے تریسٹھ خود ذبح کیے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا بقایا جانور انہوں نے ذبح کیے حضور ﷺ نے ان کو بھی قربانی میں اپنے ساتھ شامل فرمالیا جب آپ ﷺ قربان گاہ کی طرف تشریف لے جارہے تھے حضرت اسامہ اور بلال رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک کے ہاتھ میں اونٹنی کی مہار تھی اور دوسرے کپڑے سے آپ ﷺ پر سایہ کر رہے تھے۔

پھر بیت اللہ شریف کے سات چکروں کے ساتھ طواف افاضہ کیا۔ پھر کنویں کے پاس آئے اور آب زمزم نوش فرمایا اس کے بعد دوبارہ منیٰ کی طرف لوٹ آئے۔ دسویں ذوالحجہ کے دن کا بقیہ وقت اور ایام تشریق کے تین روز وہاں مقیم رہے اور جمروں پر کنکریاں مارتے رہے۔ تیسرے دن آگے روانہ ہوئے اور وادیٔ محصب (1) میں قیام فرمایا (یہ وادی مکہ اور منی کے درمیان ہے) اور حضرت عائشہ کو مقام تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھ کر آنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد مسلمانوں کو آگے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ بیت اللہ شریف کا آخری طواف کیا (اسے طواف وداع کہتے ہیں) اور مدینہ روانہ ہوگئے۔ بغرض حج مکہ میں آپ ﷺ کا قیام دس روز تھا ادائیگی حج کے بعد مدینہ واپسی پر آپ ﷺ صرف اسی (۸۰) دن زندہ رہے اس کے بعد آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔

ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ اس حج کے دوران آپ ﷺ اپنے والدین کریمین کی قبور کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے آپ ﷺ کے قدوم میمنت لزوم کے طفیل اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ آپ پر ایمان لائے لیکن متاخرین کے نزدیک آپ ﷺ کے والدین کریمین بلکہ حضرت آدم علیہ السلام تک آپ کے تمام آباء اور امہات کا مسلمان ہونا ثابت ہے مذکورہ بالا حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن کثرت روایات کے سبب صحت کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے اسی بناء پر علماء نے اس کو صحیح قرار دیا ہے یہ بات اگرچہ متقدمین سے

۱۔ وادی محصب: مکہ کے راستے میں ہے اسے بطحا اور ابطح بھی کہتے ہیں۔

marfat.com

پوشیدہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے متاخرین کو اس کا علم عطا فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنا فضل فرمادے۔ (دیکھئے سبل الہدیٰ والرشاد)(1)

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ مَنْ يَّشَاءُ بِمَا يَشَاءُ مِنْ فَضْلِهٖ

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے چار عمرے کئے اور یہ سب ذیقعد کے مہینے میں تھے۔

1۔ ضیاء النبی، جلد 1، صفحہ 90 پر امام محمد ابوزہرہ کی کتاب سے ایک طویل اقتباس منقول ہے۔ اس کی افادیت کے پیش نظر ہم اسے نذر قارئین کر رہے ہیں۔ "ہماری ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جس پر ہم اس مسئلہ کے بارے میں تمام احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد پہنچے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ابوین کریمین نے دو زمانہ پایا جس میں رسولوں کی آمد منقطع تھی اور وہ دونوں ہدایت اور اخلاق کریمہ کے بالکل قریب تھے۔ جو بعد میں ان کے لخت جگر نے بطور شریعت دنیا کو پیش کی اور قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہمارا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ دوزخ میں ڈالے جائیں (خاتم النبیین، جلد 1، صفحہ 134 مطبوعہ دارالفکر) قاضی ابو بکر ابن عزی نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے منکر اور ان کو فی النار سمجھنے والے آدمی کے بارے میں جواب دیا کہ وہ شخص جو ایسا کہے ملعون ہے۔ نیز دیکھئے المواہب اللدنیہ، جلد 1، صفحہ 45، مطبوعہ بیروت۔ (مترجم)

marfat.com

آپ ﷺ کا اعتکاف

مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد آپ ﷺ ہر سال ماہ رمضان مبارک کے آخری دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ اسی طرح ایک دفعہ ازواج مطہرات کے مسجد میں اعتکاف کے لئے خیمے نصب کرنے کے سبب آپ ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ ترک فرمادیا اور اس کے بدلے میں شوال کے دس دن اعتکاف فرمایا۔(1)

اگر کسی سال سفر کی وجہ سے آپ ﷺ اعتکاف نہ بیٹھ سکتے تو اس سے اگلے سال بیس دن اعتکاف فرماتے (2)۔ اعتکاف کے دوران آپ ﷺ اپنا سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف نکالتے۔ وہ آپ کے سر مبارک کو دھو کر کنگھی کرتیں حالانکہ وہ حیض (ماہواری) کی حالت میں ہوتیں۔(3)

دوران اعتکاف آپ ﷺ چٹائیوں کے ساتھ مسجد میں خیمہ نما حجرہ بنالیتے اور اس میں خلوت گزیں ہو جاتے تاکہ عام لوگوں سے علیحدہ رہیں۔ اعتکاف کے وقت ماسوائے انسانی ضرورت کے آپ ﷺ کبھی گھر میں داخل نہ ہوتے رات کے وقت ازواج مطہرات آپ

1۔ بخاری، جلد 4، صفحہ 323، حدیث (2033)، مسلم جلد 2، صفحہ 831، حدیث جلد 6، صفحہ 1173، سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 8، صفحہ 438-441

اس واقعہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ سے اعتکاف کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ چنانچہ ان کیلئے خیمہ لگادیا گیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے بھی اپنا خیمہ گاڑ لیا۔ حضرت زینب نے سنا تو انہوں نے بھی اپنا خیمہ لگالیا۔ آپ ﷺ نے جب چار خیمے دیکھے تو استفسار فرمایا۔ پھر اپنا خیمہ اکھاڑنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (مترجم)

2۔ بروایت احمد و ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد۔

3۔ بروایت امام مالک والجماعۃ: اس سے پتہ چلا کہ معتکف کیلئے اپنے بعض اعضاء باہر نکالنا جائز ہے اور حائضہ سے مس کرنا بھی جائز ہے۔

marfat.com

ﷺ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتیں جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ خیمے میں تشریف لے جاتے۔ مسجد میں آپ ﷺ کیلئے چارپائی رکھی جاتی۔

حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا تکرار فرماتے جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا، جبریل نے دو مرتبہ قرآن کریم دہرایا۔(1)

3۔ یعنی نماز فجر ادا فرمانے کے بعد اس خیمے میں گوشہ نشیں ہو جاتے اور 20 رمضان المبارک کی شام کو غروب آفتاب کے وقت مسجد میں ہوتے ورنہ اعتکاف مکمل نہیں ہوتا۔ (مترجم)

marfat.com

سراپائے حبیب لبیب ﷺ

(آپ ﷺ کا حلیہ مبارک)

آپ ﷺ کا قد مبارک میانہ تھا نہ زیادہ دراز نہ کوتاہ، جسم نہ زیادہ بھاری نہ بالکل نحیف و نزار، سینہ اقدس کشادہ اور فراخ، رنگ سفید، چہرہ سرخی مائل سفید، ریش مبارک گھنی، سر اور ڈاڑھی مبارک میں بیس سے زیادہ سفید بال نہ تھے۔ خوبرو چہرہ بدر منیر کی طرح تاباں تھا۔ حسین جسم، خوش اخلاق، بدن معتدل، خوب گٹھا ہوا پر گوشت لیکن اس کے باوجود اعضاء پر گوشت بڑھا ہوا نہیں تھا۔ شانوں کی ہڈیاں بڑی بڑی، سر اقدس بڑا لیکن متناسب، روشن اعضاء، سینہ مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی ہلکی سی لکیر تھی، شکم مبارک اور سینہ بالوں سے صاف تھا اس کے علاوہ سینہ کے اوپر والے حصہ شانوں اور بازوؤں پر بال تھے۔ بینی مبارک بلند دونوں بازوؤں کی ہڈی لمبی تھی ہتھیلی فراخ تھی اگر خاموش ہوتے تو آپ ﷺ کے چہرے پر وقار ہوتا۔ اور اگر بات چیت فرماتے تو چہرۂ انور پر رونق آجاتی۔ قریب و بعید سے یکساں شیریں ترین وخوش ترین پر رونق اور حسین و جمیل نظر آتے۔ گفتگو نہایت شیریں اور دلآویز کشادہ پیشانی، ابرو باریک و دراز اور بالکل ملے ہوئے نہیں تھے لیکن بظاہر دیکھنے والا یہ فاصلہ محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ نرم رخسار، دہن مبارک کشادہ اور دندان مبارک چمکدار اور شاداب تھے۔ دندان مبارک کھلے تھے بالوں کا خط جو سینہ سے ناف تک چلا گیا تھا وہ باریک تھا۔ چشم مبارک سخت سیاہ اور بڑی بڑی، پلکیں لانبی، چہرہ مبارک میں قدرے گولائی تھی، مہر نبوت دونوں کندھوں کے درمیان یا بائیں کندھے کے نیچے قلب اطہر کے بالمقابل تھی۔ یہ زر حجلہ (1) کی مانند تھی۔ اس کے درمیان زردی مائل سیاہ تل کا سا ایک نشان تھا۔ اس کے اردگرد بالوں کا گچھا سا تھا۔ جیسے گھوڑے کی ایال پر بال ہوتے ہیں آپ ﷺ کو دیکھنے والا بلا

1۔ بتقدیم زاء مکسورہ بمعنی تکمہ (گھنڈی) جو پیراہن کے گریبان میں ہوتا ہے۔ اور حجلہ بفتح حاء و جیم بمعنی وہ گوشہ جہاں دلہن کو (مائیوں) بٹھایا جاتا ہے (مدارج النبوۃ 37/1)

marfat.com

اختیار یہ کہہ اٹھتا کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور بعد آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

ابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سرخ رنگ کا حلہ (پوشاک) زیب تن فرمائے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ سے حسین و جمیل چیز آج تک نہیں دیکھی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے ملائم کوئی ریشم یا دیبا بھی نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ ﷺ کی خوشبوئے مبارک سے عمدہ کوئی خوشبو دیکھی ہے۔ کیا ہی خوب کسی شاعر نے کہا ہے۔

لَوَّامَةُ زُلَيْخَا لَوْ رَأَيْنَ حَبِيْبَنَا
لَاٰثَرْنَ فِي الْقَطْعِ الْقُلُوْبَ عَلَى الْيَدِ

"زلیخائے یوسف کو ملامت کرنے والی عورتیں اگر ہمارے دلربا حبیب خدا ﷺ کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کی بجائے ضرور اپنے دل کاٹ کر رکھ دیتیں۔"

جب آپ ﷺ کسی دراز قد کے ساتھ چل رہے ہوتے تو اس سے دراز تر نظر آتے۔ اور جب کسی جگہ بیٹھے ہوتے تو تمام حاضرین سے آپ ﷺ کے مقدس شانے بلند تر نظر آتے۔

حضور فخر موجودات باعث تخلیق کائنات ﷺ کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ سورج کی روشنی ہو یا چاند کی چاندنی یا چراغ جل رہا ہو کسی نے آپ ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں دیکھا۔ (1)

آپ ﷺ کے جسد اطہر اور کپڑوں پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ آپ ﷺ پس پشت بھی اسی طرح دیکھ لیا کرتے تھے جیسے اپنے سامنے کی اشیاء کا مشاہدہ فرماتے تھے۔ (2) بعض کی رائے میں یہ نماز کے ساتھ خاص ہے اور ایک قولؒ کے مطابق دائیں بائیں بھی اسی طرح دیکھتے تھے۔ اور رات کی تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسے دن کی روشنی میں۔ اور ثریا میں بارہ ستارے ملاحظہ فرماتے تھے حالانکہ عام لوگ باوجود کوشش کے نو سے زائد ستارے نہیں دیکھ سکتے۔

بعض سیرت نگار یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے ناکے کے برابر دو آنکھیں تھیں اور قمیص مبارک ان سے دیکھنے سے مانع نہیں ہوتی تھی۔

1۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، جلد 2، صفحہ 295، مطبوعہ مصر۔

2۔ مدارج النبوۃ، جلد 1، صفحہ 16 بحوالہ بخاری و بیہقی و شفاء قاضی عیاض؛ المواہب اللدنیۃ (مترجم)، جلد 2، صفحہ 472، بعد مطبوعہ لاہور۔ (مترجم)

marfat.com

اسماء مبارکہ کا بیان

آپ ﷺ نے فرمایا میرے بہت سے اسماء ہیں میں محمد اور احمد ہوں میں "ماحی" ہوں اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر کو مٹا دیتا ہے۔ میں "حاشر" ہوں لوگوں کو روز قیامت میرے قدم پر جمع کیا جائے گا۔ میں "عاقب" یعنی آخری نبی ہوں۔ میں نبی رحمت (رسول الرحمۃ) ہوں اور "نبی راحت" ہوں۔ اور جہاد کو پسند کرنے والا رسول ہوں۔ میں "مقفی" ہوں یعنی سب انبیاء سے آخر میں، قثیم (بہت عطا کرنے والا) ہوں۔(1)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبارک میں آپ ﷺ کے بہت سے اسماء اور صفات ذکر فرمائی ہیں جیسے "نُوْرٌ، سِرَاجٌ مُنِيْرٌ (روشن چراغ)، مُنْذِرٌ (ڈرانے والا)، مُذَكِّرٌ (یاد دلانے والا)، نَذِيْرٌ، مُبَشِّرٌ اور بَشِيْرٌ (خوشخبری دینے والا)، رَؤُفٌ، رَحِيْمٌ، اَلْحَقُّ، اَلْمُبِيْنُ، نَذِيْرٌ، اَلشَّاهِدُ، خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، الأَمِيْنُ، رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِيْنَ، مُزَّمِّلٌ، مُدَّثِّرٌ، العَبْدُ، طٰه، يٰس، مُحَمَّدٌ، أَحْمَدُ، عَبدُاللّٰه، نِعْمَةُ اللّٰهِ، عُرْوَةُ الوُثْقٰى، الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ، النَّجْمُ الثَّاقِبُ، الكَرِيْمُ، النَّبِيُّ الأُمِّيُّ، دَاعِيْ إِلٰى اللّٰهِ۔"

سابقہ انبیاء کی کتب، احادیث مبارکہ اور امت کے ہاں آپ ﷺ کے مندرجہ ذیل اسماء معروف ہیں۔ "مصطفٰی، مجتبیٰ، ابو القاسم، حبیب، حبیب اللّٰه، رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، شفيع، مُشَفَّعٌ، متقى، التقى، اَلْاَتْقٰى، مُصْلِحٌ، طاهر، مهيمن، صادق، مُصَدِّقٌ، مَصْدُوْقٌ، الصَّدُوْقُ، هادى، سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ (اولاد آدم کے سردار) سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ، اِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ، قَائِدُ الغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ (چمکتے اعضاء والوں کے سردار)، خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ، صَاحِبُ الْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ، صَاحِب شفاعت، صاحب مقام محمود، صاحب وسيله، صاحب فضيلت، صاحب درجه رفيعه، صاحب تاج، صاحب معراج، صاحب لواء حمد، صاحب قضيب، راكب دوش براق، صاحب ناقه،

1۔ دیکھئے شمائل ترمذی باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ ص 226 مع شرح ملا علی قاری ط قاہرہ

marfat.com

صاحب حجت، سلطان، الخاتم، علامت، برھان، صَاحِبُ ھَرَاوَۃٌ (عصا) صَاحِبُ نَعلَینِ۔"(1)

تورات میں مندرجہ ذیل اسماء مبارکہ کا بیان ہے۔ "**مُتَوَکِّلُ، مُخْتَار، مُقِیْمُ السُّنَّۃِ** (سنت کو قائم کرنے والے) اور **اُحَیْد** (منفرد) اور انجیل میں مندرجہ ذیل اسماء آئے ہیں۔ "**احمد، رُوْحُ الْقُدُسْ، رُوْحُ الْحَقِّ، اَلْفَارْقَلِیْط**"۔ زبور میں "**مُقِیْمُ السُّنَّۃِ، مَحْمُوْدٌ**" ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں "**مَاذَ مَاذَ**" اور ایک روایت میں "**مُوْذَ مُوْذَ**" کے الفاظ ہیں۔(2)

بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار اسماء ہیں اور اسی طرح حضور ﷺ کے بھی ہزار اسماء ہیں۔ بعض کے نزدیک اسماء حسنٰی کی تعداد کے برابر یہ بھی ننانویں اسماء ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ تین سو ہیں۔ ابن فارس کا قول ہے کہ یہ دو ہزار بیس ہیں، فی الجملہ اسماء کی کثرت مُسَمّٰی کے شرف اور کثرت صفات پر دلالت کرتی ہے اور ان سب اسماء و صفات میں "محمد" سب سے زیادہ مشہور ہے۔

آپ ﷺ کے اسماء بعض کے نزدیک اگرچہ اسماء حسنٰی کی طرح توقیفی ہیں بعض اسماء ان میں سے مشہور ہو چکے ہیں۔ امت محمدیہ میں عام مروج ہیں تو یہ منقول کے حکم میں ہوں گے۔ کیونکہ امت محمدیہ گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی۔ جیسے مصطفیٰ، مجتبیٰ یہ دونوں اسماء ہم معنی ہیں۔ امت کے ہاں ان کو شرف قبول حاصل ہوا ہے لیکن کتاب و سنت میں ان کا ذکر وارد نہیں ہوا۔

1۔ قَضِیْبٌ (لوہے کی تلوار، اَلتَّاجُ (عمامہ) کیونکہ اہل عرب سر پر عمامہ رکھا کرتے تھے۔ اسماء کی مفصل بحث کیلئے دیکھئے سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 1، صفحہ 400-537، قاضی عیاض: "الشفاء، جلد 1، صفحہ 23-311، (مترجم)

2۔ ماذ ماذ اس کا معنی طیب و پاکیزہ ہے۔ الفارقلیط کا معنی ہے حق و باطل میں تفریق کرنے والا۔ حاشر کا ایک معنی یہ ہے کہ حشر کے دن سب سے پہلے میں اٹھوں گا اور کیا دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کا پایہ تھام کر کھڑے ہیں۔ (رواہ البخاری) یعنی لوگوں کا حشر میرے سامنے ہوگا۔
حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو فرمایا کہ وہ انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دیں یعنی ایسی فضیلت جس سے دوسرے انبیاء کی تنقیص ہوتی ہے۔ (مترجم)

marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے جن اسماء و صفات عالیہ سے آپ ﷺ کو متصف فرمایا ہے قاضی ابو الفضل کے نزدیک ان کی تعداد تقریباً تیس ہے جیسا کہ انہوں نے "شفا" میں ذکر کیا ہے۔ تفصیل کیلئے "الشفاء" ملاحظہ فرمائیں۔

آپ ﷺ کی مشہور کنیت "ابو القاسم" تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تو جبریل آئے اور کہا۔ "السلام علیک یا ابا ابراہیم" تو یہ بھی آپ ﷺ کی کنیت قرار پائی۔ اسی طرح آپ ﷺ کی کنیت "اَبو الأَرَامِلِ" بھی تھی۔ یہ لقب ہے کنیت نہیں۔

marfat.com

شمائل محمدیہ ﷺ

(آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ)

آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ میں سے حسن معاشرت، تواضع، حلم، حیا، وفائے عہد، مروت، جود و سخا، حسن سیاست، عدل، اعانت کرنا، عفت، صدق مقال، شفقت، رحمت و رافت، دنیا سے کنارہ کشی، خوف الٰہی اور اطاعت الٰہی وغیرہ لاتعداد اخلاق و کمالات ہیں جن کا کسی دوسرے آدمی میں جمع ہونا محال ہے اور نہ ہی وہ کسی کے حیطہ علم میں آسکتے ہیں۔ ان کی حقیقت رب کریم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ میں آپ ﷺ کی مدح فرمائی۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

آپ ﷺ خلق عظیم کا بہترین نمونہ ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے خلق کریمانہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا(1)۔ اسی کی خاطر آپ (ﷺ) غضبناک ہوتے اور اسی کی خاطر خوش ہوتے اپنی ذات کی خاطر نہ تو آپ ﷺ کو غصہ آتا اور نہ ہی اپنی ذات کیلئے انتقام لیتے۔ دنیا کے معاملات پر آپ ﷺ کو غصہ نہیں آتا تھا مگر جب حق سے تجاوز کیا جاتا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی محارم کو پامال کیا جاتا تو اس وقت خدا تعالیٰ کیلئے آپ ﷺ کو غصہ آجاتا پھر آپ ﷺ کے غصہ کو فرو کرنے والا کوئی نہ ہوتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کیلئے انتقام لے لیتے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ یوں دعا فرمائی بار الٰہا! اگر میں کسی آدمی کو سب و شتم اور لعن و طعن کروں یا اسے سزا دوں تو یہ چیز اس کیلئے تزکیہ، رحمت، دعا، پاکیزگی اور اپنے تقرب کا باعث بنادے۔

1۔ یعنی اوامر نواہی، وعدے، وعید وغیرہ امور جن کا بیان قرآن کریم میں آیا ہے۔

marfat.com

شجاعت نبوی

آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ بہادر اور دلیر تھے۔ سخت خوف کی حالت میں بھی دشمن کے سامنے سے منہ نہ پھیرتے تھے۔ اور کثرت اعداء کے باوجود صبر واستقلال سے ان کا مقابلہ فرماتے تھے۔ غزوۂ احد کے دن آپ ﷺ بارہ آدمیوں کے نرغے میں آگئے۔ آپ ﷺ کے مبارک چہرے پر تلوار کے ستر زخم آئے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سب کے شر سے آپ ﷺ کو کو محفوظ رکھا۔ غزوۂ حنین کے دن دس کافروں نے آپ ﷺ کو گھیر لیا تھا۔ آپ ﷺ کا خچر کفار کی طرف دوڑ کر جا رہا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے تاکہ وہ تیز نہ دوڑے۔ ابوسفیان اس کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ

میں سچا نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں میں بنوہاشم کے سردار عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

مروی ہے کہ اس روز آپ ﷺ سے زیادہ دلیر کوئی نہ تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ بہادر، دلیر، سخی اور راضی برضا کسی کو نہیں دیکھا۔ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جب بھی مسلمانوں کا کسی لشکر سے آمنا سامنا ہوتا سرکار دو عالم ﷺ سب سے پہلے تلوار چلاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب لڑائی کا بازار گرم ہوتا تو ہم آپ ﷺ کی پناہ لیتے تھے اور آپ ﷺ سے زیادہ دشمن کے قریب کوئی نہ ہوتا۔ جیسا کہ بدر کے دن میں نے دیکھا کہ ہم آپ ﷺ کی پناہ لئے ہوئے تھے اور آپ سب لوگوں پر غالب تھے۔

مروی ہے کہ آپ ﷺ جب کسی کو دعوت مبارزت دیتے تو اس کا کام تمام کئے بغیر نہ چھوڑتے۔

تحمل مزاجی اور بردباری

لوگوں کی تکالیف اٹھانے اور مشکلات برداشت کرنے اور ان کی بیہودہ گوئی پر صبر کرنے میں آپ ﷺ سب سے زیادہ وسیع الظرف تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے

marfat.com

ہیں کہ ایک دفعہ سرکار رسالتمآب ﷺ نے مال غنیمت تقسیم فرمایا تو انصار کا ایک شخص کہنے لگا۔ سرکار نے اس میں رضائے الٰہی کا خیال نہیں رکھا۔ میں نے آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ آپ کو اس سے زیادہ تکالیف برداشت کرنا پڑیں لیکن آپ نے صبر کیا۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کہیں جا رہے تھے حضرت انس آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ کے گلے میں نجرانی چادر تھی۔ ایک اعرابی آیا اور اسے زور سے کھینچا۔ (حتیٰ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) آپ ﷺ کی گردن مبارک پر نشانات پڑ گئے وہ اعرابی کہنے لگا۔ اے محمد اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے مجھے دیجئے آپ ﷺ نے اس کی طرف نگاہ اٹھائی اور مسکرا دیئے پھر اس کو کچھ دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔(1)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی آپ ﷺ کو اپنی ذات کیلئے انتقام لیتے نہیں دیکھا۔ جب قریش نے آپ ﷺ پر ظلم و ستم کی حد کر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ

اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے یہ میری حقیقت کو نہیں جانتے۔

غزوۂ احد کے دن آپ ﷺ کے سامنے کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ چہرہ مبارک زخمی ہونے کی وجہ سے خون آلود ہو گیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام کو یارائے صبر نہ رہا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ان کیلئے بددعا فرمائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے لعنت بھیجنے والا بنا کر مبعوث نہیں فرمایا گیا بلکہ مجھے دعا کرنے والا اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے یہ میری قدر نہیں جانتے۔

آپ ﷺ کسی کی تہمت کے سبب کسی کو نہیں پکڑتے تھے اور نہ ہی کسی کے خلاف کسی کی بات کو تسلیم کرتے۔ جب کسی آدمی کے بارے میں آپ ﷺ کو کوئی خبر پہنچتی اور اسے نصیحت فرمانا چاہتے تو نام لے کر ارشاد نہیں فرماتے تھے بلکہ عموم کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے فرماتے۔

مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَقُوْلُوْنَ کَذَا وَیَفْعَلُوْنَ کَذَا

1۔ متفق علیہ بحوالہ مشکاۃ، 518

marfat.com

ان لوگوں کو کیا ہے جو یہ کہتے ہیں اور یوں کرتے ہیں۔ وغیرہ

آپ ﷺ چغلی کو ناپسند فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تم میں سے کوئی مجھے کسی کی شکایت نہ لگائے۔ مجھے یہ پسند ہے کہ میں تمہاری طرف آؤں تو میرے دل میں کسی کے خلاف کینہ نہ ہو۔

جود و سخا

آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور کریم تھے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس پر "لا" یعنی نہیں فرمایا ہو (1)۔ رمضان المبارک میں آپ ﷺ سب سے زیادہ سخی ہوتے تھے جب جبریل آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے اور وہ ہر رات آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے۔ اس وقت حضور ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے (2) ایک سے زیادہ لوگوں کو آپ ﷺ نے سو اونٹ عطا فرمائے اور مشرک صفوان بن امیہ کو تین سو اونٹ عطا فرمائے۔

ایک دفعہ ایک سوالی آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس اس وقت کچھ نہیں۔ تم میری طرف سے ادھار خرید لو۔ جب میرے پاس کچھ آئے گا تو ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس چیز کا تو مکلف نہیں بنایا جس کی آپ ﷺ میں استطاعت نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر آپ ﷺ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات ہویدا ہوئے۔ تو انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ بے دریغ خرچ فرمایئے اور صاحب عرش بریں سے کسی کمی کا اندیشہ نہ فرمایئے۔ یہ بات سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا حتیٰ کہ خوشی کے آثار آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ظاہر ہو گئے۔ اور فرمایا "بِھٰذا اُمِرْتُ" مجھے اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے۔

غزوۂ حنین سے واپسی پر بدو آپ ﷺ کے ساتھ چمٹ گئے اور سوال کرنے لگے۔ اور آپ ﷺ کی چادر مبارک ببول کے درخت میں اٹک گئی آپ ﷺ ٹھہر گئے اور فرمایا میری

1۔ مسلم، جلد 2، صفحہ 253

2۔ ایضاً

marfat.com

چادر واپس کر دو اگر میرے پاس اس جھاڑی کے برابر بھی جانور ہوتے تو میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میرے پاس تہامہ کے پہاڑوں کے برابر سونا ہوتا تو تم میں تقسیم کر دیتا اور تم مجھے بخیل، جھوٹا اور بزدل نہ پاتے۔(1)

ایک اعرابی نے بکریوں کی ایک وادی کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے عطا فرمادیں۔ وہ اپنی قوم میں جاکر کہنے لگا۔ اے میری قوم اسلام قبول کر لو۔ اللہ کی قسم! محمد بے حد وحساب دیتے ہیں اور فقر و افلاس سے نہیں ڈرتے۔(2) جب آپ ﷺ کے پاس دن کو مال آتا تھا تو اس کو رات کیلئے باقی نہ رکھتے تھے۔

ایک دفعہ بحرین سے بہت زیادہ مال آیا آپ ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا اسے مسجد میں پھیلا دو۔ آپ ﷺ نماز کیلئے تشریف لائے اور اس مال کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ اس ڈھیر کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ جس کسی کو بھی دیکھتے اسے کچھ عطا فرمادیتے۔ حتی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اپنی چادر میں جتنا سونا ڈال کر لے جاسکتے ہو لے جاؤ۔ وہ اپنی چادر بچھا کر اس میں سونا ڈالنے لگے اسے اٹھا نہ سکے۔ اور کم کرنے لگے لیکن پھر بھی اٹھا نہ سکے۔ آخر عرض کی یارسول اللہ! کسی کو حکم ارشاد فرمائیے مجھے اٹھوا دیں۔ الحدیث اسی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ وہاں سے اس وقت تک نہیں اٹھے جب تک آخری درہم بھی تقسیم نہیں فرمادیا۔ آپ ﷺ کے پاس نوے ہزار درہم لائے گئے۔ اور ایک چٹائی پر ڈال دیئے گئے۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور سب تقسیم فرمادیئے اور کوئی سوالی واپس نہ لوٹایا۔ آپ ﷺ کی سخاوت پر سب سے بڑی یہی دلیل کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کمال سخا پر ان الفاظ میں عتاب فرمایا۔

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ- الآیہ

اپنے ہاتھوں کو بالکل کھلا نہ کر دیجئے

حضرت حسان بن ثابت کا شعر ہے۔

1۔ بخاری بحوالہ مشکوٰۃ، صفحہ 519، فصل اول، باب اخلاق وشمائل

2۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 253

marfat.com

مَا قَالَ لاَ قَطُّ اِلاَّ فِیْ تَشَهُّدِہ   لَولاَ التَشَهُّدُ کَانَتْ لاَءُ ہ نَعَم

آپ ﷺ نے التحیات (تشہد) کے سوا کبھی لا نہیں کہا۔ اگر تشہد میں اَشْهَدُ اَنْ لَآاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کہنا لازمی نہ ہوتا تو آپ ﷺ کالا بھی نعم (یعنی ہاں) ہوتا۔

آپ ﷺ اپنی ذات کیلئے کبھی ذخیرہ نہیں فرماتے تھے۔ اور رات کو آپ ﷺ کے گھر میں کوئی درہم یا دینار نہیں ہوتا تھا۔ شام تک اگر کوئی چیز بچ جاتی اور کوئی سائل نہ ہوتا تو آپ ﷺ وہ رات گھر میں نہیں گزارتے تھے بلکہ مسجد میں ہی آرام فرماتے تھے حتی کہ اس رقم سے فارغ ہو جاتے۔ حضرت انس ﷺ کا قول ہے کہ آل محمد کے پاس کبھی بھی رات کے وقت ایک صاع گندم یا دانے نہیں ہوتے تھے حالانکہ اس وقت آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد نو تھی۔(1)

ایک دفعہ صدقہ کے کچھ دینار آئے۔ آپ ﷺ نے تقسیم فرمادیئے لیکن پھر بھی چھ سو دینار تقسیم نہ ہو سکے۔ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے حوالے کئے۔ لیکن رات بھر اس اندیشہ سے آپ ﷺ کو نیند نہ آئی کہ مباداان کی تقسیم سے قبل اجل کا پیام آجائے۔ آپ ﷺ اٹھے اور ان کو تقسیم فرمادیا اور فرمایا اب مجھے چین محسوس ہو رہا ہے۔

آپ ﷺ کو کھجور یا جو میں سے جو کچھ دستیاب ہوتا اس میں سے ازواج مطہرات کو صرف اتنا ارسال فرماتے جو سال بھر کیلئے کافی ہو پھر اس میں سے بھی خرچ فرماتے رہتے تھے حتی کہ اگر سال کے آخر میں کوئی چیز باہر سے نہ آتی تو فاقہ کشی تک نوبت آجاتی۔

آپ ﷺ کی وفات کے وقت آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس اہل خانہ کے نفقہ کے بدلے میں رہن تھی اور اسے نہ چھڑا سکے۔ حتی کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی آپ ﷺ ہمیشہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ فِی الدُّنْیَا قُوْتًا (2)

1۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اکثر اوقات ایسا ہی ہوتا تھا۔

2۔ قوت سے مراد یہ ہے کہ جو انسان کی سد رمق کے لئے کافی ہو۔ کیونکہ ایک دوسری روایت میں بِکفافاً (بقدر کفایت) کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس خیبر، فدک وغیرہ میں اراضی موجود تھی۔ پھر زرہ رہن رکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ شیخ ابن صلاح اپنے فتاویٰ میں اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کی مصلحت کیلئے وقف تھی۔ کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ انبیاء کرام کا ترکہ نہیں ہوتا بلکہ یہ صدقہ ہوتا ہے۔ نیز یہ بات بھی حدیث مبارکہ میں ہے کہ فقراء اغنیاء سے پانچ سو سال قبل جنت میں جائیں گے۔ اس لئے آپ ﷺ نے بھی فقر کو ترجیح دی۔

marfat.com

اے اللہ! اس دنیا میں آل محمد کا رزق صرف بقدر ضرورت بنادے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ورثہ میں حضور ﷺ نے کوئی دینار، درہم، بکری یا اونٹ نہیں چھوڑا۔ ایک روایت میں ہے نہ کوئی غلام، لونڈی بلکہ کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ اسی وجہ سے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کسی نبی نے بوقت وفات وصیت نہیں فرمائی کیونکہ ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا۔ جس کی وصیت کریں بلکہ آپ ﷺ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے اور یہود کو جزیرۂ عرب سے نکالنے اور قاصدوں کو عطیات دینے کی وصیت فرمائی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے ترکہ میں اسلحہ، آپ ﷺ کے خچر دلدل اور زمین کے سوا کچھ نہیں تھا۔ جسے آپ ﷺ نے صدقہ فرمادیا تھا۔

امانت و دیانت

آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ امین، انصاف پسند اور گفتگو میں سچائی کو اختیار فرمانے والے تھے۔ آپ ﷺ کی پیدائش سے لے کر وفات تک اِس بات کی گواہی آپ ﷺ کے دشمنوں نے بھی دی۔ زمانہ نبوت سے قبل آپ ﷺ کو امین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ بلکہ جب مطلق امین کا لفظ بولا جاتا تو اس سے مراد صرف آپ ﷺ کی ذات ہی لی جاتی تھی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ (سردار اور امین ہیں) (سورۂ تکویر۔ 21)

اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہی ہے۔ کعبہ معظمہ کی تعمیر نو کے وقت جب حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھنے کے مسئلے پر قریش میں اختلاف ہو گیا اور ہر قبیلے کا سردار یہ کہتا تھا کہ میں اور میرے پیروکار یہ سعادت حاصل کریں گے۔ اور لڑائی چھڑ جانے کا قوی اندیشہ تھا کہ انہوں نے اپنے میں سے اس شخص کو ثالث ماننے کا فیصلہ کیا جو اگلے دن سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہوگا۔ سرکار سب سے پہلے تشریف لائے۔ تو سب پکار اٹھے یہ محمد ہیں یہ امین ہیں ہم ان کے فیصلے سے راضی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی بہت سے امور میں آپ ﷺ کو ثالث بنایا جاتا تھا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

marfat.com

اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّی لَأَمِیْنٌ فِی السَّمَآءِ وَأَمِیْنٌ فِی الْأَرْضِ

بخدا میں آسمان میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں۔

ابو جہل ایک دن آپ ﷺ سے کہنے لگا۔ ہم آپ کو نہ جھٹلاتے ہیں اور نہ ہی آپ کو متہم کرتے ہیں۔ ہم تو صرف آپ کی دعوت کی تکذیب کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔(1)

فَاِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِآیَاتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ(2)

وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ظالم اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے اور نہ ہی آپ ﷺ ہم میں جھوٹ بولنے والے ہیں۔ اخنس بن شریق غزوۂ بدر کے دن ابو جہل سے ملا اور کہا اے ابوالحکم! اب یہاں میرے اور آپ کے سوا تیسرا کوئی نہیں۔ مجھے سچ سچ بتاؤ محمد جھوٹے ہیں یا سچے ابو جہل کہنے لگا۔ بخدا بے شک محمد سچے ہیں اور انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

ہرقل (3) نے ابوسفیان سے پوچھا کیا دعویٰ نبوت سے قبل تم ان پر جھوٹ کا الزام لگاتے تھے۔ ابوسفیان نے نفی میں جواب دیا۔ نضر بن حارث آپ ﷺ کا سخت ترین مخالف تھا قریش سے کہنے لگا۔ حضور "ﷺ" تم میں ہی پلے بڑھے ہیں وہ تم سب سے زیادہ صبر و رضا والے، افعال حمیدہ کے مالک، تم سے کہیں زیادہ گفتگو میں سچ بولنے والے اور عظیم ترین امانت دار ہیں۔ اب جس وقت ان کے بالوں میں سفیدی آنے لگی ہے تو تم نے ان پر جادو کا الزام لگا دیا خدا کی قسم وہ جادوگر نہیں۔"

عفت و پاکدامنی

حضور ﷺ سب لوگوں سے زیادہ عفیف تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "بخدا آپ ﷺ کے ہاتھ نے کبھی ایسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا جس کی گردن

1۔ ترمذی، بحوالہ مشکاۃ، صفحہ 521، فصل ثالث، باب اخلاق و شمائل

2۔ سورۃ انعام، آیت 33

3۔ ہرقل: Heraclicus

marfat.com

کے آپ ﷺ مالک نہ ہوں خواہ نکاح سے یا ملک یمین سے۔ نہ تو بیع وشراء کے وقت اور نہ ہی کسی دوسرے موقع پر۔

مروی ہے کہ ایک وفد سرکار ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے پیچھے بٹھایا اور فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ اپنے بھائی داؤد کی طرح آزمائش میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ بنو عبدالقیس کا وفد سرکار ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ ان میں ایک خوبرو لڑکا بھی تھا جس کی مسیں ابھی بھیگی نہ تھیں۔ سرکار ﷺ نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے بٹھایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ داؤد (علیہ السلام) کی لغزش کی وجہ نظر تھی۔

ایک دن ایک عورت کو دیکھا۔ وہ آپ ﷺ کو اچھی لگی۔ اسی وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ وہ خوشبو بنا رہی تھیں ان کے پاس کچھ عورتیں تھیں وہ چلی گئیں۔

آپ ﷺ نے ان سے اپنی فطری حاجت کو پورا کیا اور باہر تشریف لے آئے اور فرمایا جو شخص کسی عورت کو دیکھے اور وہ اس کو پسند آجائے تو اپنی اہلیہ کے پاس جائے کیونکہ اس کے پاس بھی وہی کچھ ہے جو اس عورت کے پاس ہے۔ خطیب کے الفاظ میں جب تم میں سے کوئی کسی حسین عورت کو دیکھے اور وہ اسے پسند آجائے تو بیوی کے پاس جائے کیونکہ بضع (مقام استمتاع) ایک ہی ہے اور اس عورت کے پاس بھی وہی کچھ ہے جو تمہاری زوجہ کے پاس ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ اپنی عورت سے مباشرت کرے یہ چیز اس کے شہوانی خیالات کو دور کر دے گی۔

آپ ﷺ تہمت کے مقام سے بہت بچتے تھے۔ اور سخت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ صفیہ بنت حیی رات کے وقت مسجد میں آپ ﷺ سے ملنے آئیں آپ ﷺ اس وقت مسجد میں معتکف تھے وہ کچھ دیر آپ ﷺ سے باتیں کرتی رہیں۔ جب وہ جانے کیلئے اٹھیں تو آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ دروازے تک آئے۔ جب دروازے کے پاس پہنچے تو انصار کے دو آدمی پاس سے گذرے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ اور

marfat.com

آگے چلے گئے۔ سرکار ﷺ نے انہیں بلایااور فرمایا یہ صفیہ بنت حیی ہیں۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ہماری یہ مجال ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہم تو آپ ﷺ کے بارے میں صرف خیر و بھلائی کا ہی گمان رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ مجھے یہ خدشہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی وسوسہ نہ پیدا کر دے۔

ایفائے عہد

آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اپنی ذمہ داری کا خیال رکھتے تھے۔ اور جو وعدہ فرماتے اسے ضرور پورا کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی الجماء کا قول ہے کہ بعثت سے قبل ایک دفعہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے ایک سودا کیا۔ کچھ قیمت کی ادائیگی میرے ذمے رہ گئی۔ میں نے اسی جگہ آنے کا وعدہ کیا۔ لیکن مجھے یاد نہ رہا۔ تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو میں اسی مقام پر آیا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ اسی جگہ موجود ہیں مجھے دیکھا تو فرمایا اے نوجوان تو نے مجھے مشکل میں مبتلا کر دیا میں تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے ابوالہیثم بن التیہان کو خادم دینے کا وعدہ فرمایا۔ اسی دوران آپ ﷺ کے پاس تین قیدی لائے گئے آپ ﷺ نے دو قیدی کسی کو دے دیئے اور ایک باقی رہ گیا۔ آپ ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور خادم کا مطالبہ کرنے لگیں اس درناسفتہ کے نازک آبگینوں پر نشانات پڑ چکے تھے وہ فرمارہی تھیں یارسول اللہ! کیا آپ چکی کے نشانات میرے ہاتھوں پر نہیں دیکھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے ابوالہیثم سے کیا ہوا وعدہ ان کو یاد دلایا۔ لیکن وہ بار بار اصرار کر رہی تھیں اور آپ ﷺ فرمارہے تھے۔ ابوالہیثم کے ساتھ کئے گئے وعدے کا میں کیا کروں۔ آخر کار اپنے وعدے کے سبب ابوالہیثم کو فاطمہ پر ترجیح دی اور خادم انہیں دے دیا حالانکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے نازک ہاتھوں سے خود چکی پیستی تھیں۔

ایک دفعہ آپ ﷺ حنین کے مقام پر بنو ہوازن سے حاصل شدہ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ آپ نے مجھ سے ایک وعدہ کیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ جو چاہو حکم کرو۔ اس نے چرواہے سمیت

marfat.com

اسی بھیڑوں کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہیں دیں۔ تم نے بہت قلیل مانگا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بڑھیا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا تھا تم سے زیادہ محتاط اور زیادہ مانگنے والی تھی جب حضرت موسیٰ نے اسے مانگنے کا اختیار دیا تھا۔ وہ عرض کرنے لگی میری خواہش یہ ہے کہ میری جوانی واپس لوٹا دیں اور روز قیامت اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں۔

ایک دن آپ ﷺ بازار تشریف لے گئے اور کپڑے کی ایک دکان میں داخل ہوئے چار درہم کے بدلے میں ایک شلوار کا سودا کیا۔ اہل بازار کا ایک وزان (وزن کرنے والا) تھا جو ان کیلئے دراہم کا وزن کیا کرتا تھا۔ جب وہ وزن کرنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: زِنْ وَارْجِحْ وزن کرو اور پلڑے کو بھاری رکھو۔

وہ وزن کرنے والا کہنے لگا آج سے پہلے یہ بات میں نے کسی کے منہ سے نہیں سنی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرماتے تو ان کی بہت زیادہ تعریف فرماتے اور ان کیلئے استغفار فرماتے ایک دن جب آپ ﷺ نے ان کا ذکر کیا تو مجھے رشک آگیا اور میں نے عرض کی یارسول اللہ! ایک بڑھیا کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خوبصورت نعم البدل عطا فرمایا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ سخت غصے میں آگئے یہ دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے۔ میں نے دعا مانگی اے اللہ! آج سرکار ﷺ کا غصہ ٹھنڈا فرما۔ آئندہ میں خدیجہ کے ذکر پر کوئی بات نہیں کروں گی۔ جب سرکار ﷺ نے میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا تو نے یہ کیا بات کہی۔ خدا کی قسم وہ مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کیا اور مجھے پناہ دی جب لوگوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا اور میری تصدیق کی جب لوگ میری تکذیب کرتے تھے۔ ان سے مجھے اولاد عطا ہوئی۔ حالانکہ تم اس سے محروم ہو۔ ایک ماہ تک آپ ﷺ یہی بات دہراتے رہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی عورتوں میں سے خدیجہ کے سوا مجھے کسی پر رشک نہیں آیا۔ آپ ﷺ بکثرت میرے پاس ان کا ذکر فرماتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے جواباً عرض کی گویا خدیجہ کے سوا اس دنیا میں کوئی عورت نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا

marfat.com

اس میں یہ یہ خصوصیات موجود تھیں اور انہی سے میری اولاد ہوئی۔

جب آپ ﷺ کے پاس کوئی ہدیہ آتا تو فرماتے اسے فلاں عورت کے پاس لے جاؤ وہ خدیجہ کی دوست تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرتی تھی۔ جب کبھی آپ ﷺ بکری ذبح فرماتے تو اس کے گوشت کو ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کے پاس ارسال فرماتے تھے۔ حضرت خدیجہ کی بہن نے ایک دفعہ اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے ان کی آمد پر بڑی راحت محسوس کی۔ ایک عورت آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی ﷺ آپ نے اس کی آمد پر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور اس کی بات خوب غور سے سنی۔ ایک روایت میں ہے کہ اسے اپنے قریب بٹھایا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کی بالکل خیریت ہے جب وہ اجازت لے کر چلی گئی تو حضرت عائشہ نے اس کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون تھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ خدیجہ کی زندگی میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی۔ اور حسن عہد بھی ایمان کا حصہ ہے۔

آپ ﷺ نرم مزاج تھے

مروی ہے کہ مرض الموت میں آپ ﷺ پر کسی نے حق کا دعویٰ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم کسی کی تکذیب نہیں کرتے اور نہ ہی کسی سے قسم لیتے ہیں لیکن یہ کس وقت کی بات ہے؟ اس نے عرض کی یارسول اللہ! ایک دن آپ ﷺ کے پاس سائل آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا میری طرف سے اسے تین درہم دے دو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔

ایک یہودی نے آپ ﷺ سے کچھ دینار لینا تھے۔ اس نے واپسی کا مطالبہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا اے یہودی میرے پاس تمہیں دینے کیلئے کچھ نہیں۔ وہ کہنے لگا اے محمد میں اس وقت تک تم سے علیحدہ نہیں ہونگا۔ جب تک اپنا حق وصول نہ کرلوں حتیٰ کہ مسجد کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ سرکار نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز ادا کی۔ صحابہ کرام اسے ڈانٹ رہے تھے اور دھمکیاں دے رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ۔ یہودی آپ ﷺ کو روکے ہوئے ہے آپ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے ذمیوں کے قتل

marfat.com

کرنے سے منع کیا ہے۔ جب دن چڑھ آیا تو یہودی اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ۔ کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اور اپنا نصف مال اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔

وہ کہنے لگا بخدا میں نے آپ ﷺ کے ساتھ یہ بدتمیزی اس لئے کی تاکہ تورات میں بیان کردہ آپ ﷺ کی صفات کی تصدیق کرلوں۔ وہاں لکھا ہے "محمد بن عبداللہ ان کی جائے ولادت مکہ ہے۔ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ شام ان کی مملکت میں شامل ہوگا۔ نہ تو سخت گیر ہیں اور نہ درشت رویے والے۔ نہ تو شوروشغب کرتے ہیں اور نہ فحش گوئی اور بیہودہ گوئی کرتے ہیں۔(1)

لوگوں کے ساتھ برتاؤ

تمام لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کا برتاؤ بڑا کریمانہ تھا۔ آپ ﷺ اس شخص کی تعظیم و توقیر فرماتے جو تعظیم کا مستحق ہوتا۔ عام لوگوں سے نرمی سے پیش آتے اور ان کی خاطر مدارات کرتے۔ ہر قوم کے سردار کو اس کے مناسب حال پروٹوکول دیتے اور اس کے منصب پر باقی رکھتے۔ آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حلیم الطبع اور بدلے پر قدرت کے وقت عفوودرگذر سے کام لینے والے تھے۔ جس شخص نے بھی سوال کیا اس کی حاجت پوری فرمائی یا پھر عمدہ انداز سے اس کے ساتھ پیش آتے۔

مروی ہے کہ ایک اعرابی آیا اور آپ ﷺ سے کچھ سوال کیا۔ آپ نے اسے کچھ دیا اور پھر فرمایا میں نے تم پر احسان کیا ہے۔ وہ کہنے لگا آپ نے مجھ پر کوئی احسان نہیں فرمایا۔ یہ سن کر صحابہ کرامؓ غصے میں آگئے۔ اور اسے مارنے کیلئے دوڑے لیکن آپ ﷺ نے انہیں رک جانے کا اشارہ کیا۔ پھر آپ ﷺ گھر میں تشریف لے گئے اسے بلا بھیجا۔ مزید کچھ عطا فرمایا اور پوچھا کیا اب میں نے تجھ پر احسان کیا ہے۔ وہ کہنے لگا ہاں اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے اہل اور خاندان سے بہترین جزا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری کل کی بات سے میرے صحابہ کے دلوں میں خفگی آگئی ہے اگر تم مناسب سمجھو تو ان کے سامنے یہی بات کہہ دو تاکہ ان کے دل صاف ہو جائیں۔ اس نے وعدہ کر لیا اگلے دن صبح یا شام کے وقت وہ آیا سرکار نے اپنے صحابہ

1۔(مشکاۃ المصابیح، صفحہ 521، مطبوعہ کراچی، باب فی اخلاقہ وشمائلہ ﷺ، الفصل الثالث)

marfat.com

کو فرمایا اس اعرابی نے کل جو کچھ کہا تم نے سنا۔ میں نے اسے مزید کچھ عطا کیا تو یہ راضی ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور وہی بات دہرائی تو وہ کہنے لگا ہاں اللہ آپ کو اپنے اہل خاندان سے نیک جزا دے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا میری اور اس شخص کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس کی اونٹنی گم ہو گئی ہو۔ لوگوں نے اسے تلاش کیا لیکن وہ اونٹنی انہیں دیکھ کر بدک گئی۔ ناچار مالک نے کہا اسے چھوڑ دو۔ میں خود اس کو پکڑ لوں گا وہ سامنے سے اس کی طرف آیا۔ تھوڑی سی گھاس اس کے سامنے کی اسے پکڑ لیا اور لا کر بٹھا دیا اس پر کجاوہ کسا اور سوار ہو گیا۔ اگر میں تمہیں چھوڑ دیتا اور اس وقت تم اس آدمی کو قتل کر ڈالتے تو یہ دوزخی ہوتا۔

حسن سیاست

حسن سیاست میں بھی آپ ﷺ کا مقام بہت بلند تھا۔ اپنی قمیص یا چادر اتار کر مشرکین کے سردار کیلئے بچھا دیتے تھے۔ شاید وہ قرآن کو غور سے سنے اور اس کا دل اسلام کی طرف مائل ہو جائے۔ کسی قوم کا شریر ترین آدمی بھی آتا تو اس کی طرف پوری توجہ دیتے اور اس کی بات کو خوب غور سے سنتے۔

اہل نجران کا وفد جب آپ ﷺ کے پاس آیا۔ ان کی نماز کا وقت ہو گیا تو وہ مسجد میں ہی کھڑے ہو کر مشرق کی طرف منہ کر کے اپنے عقیدے کے مطابق نماز ادا کرنے لگے۔ صحابہ کرام نے انہیں روکنا چاہا۔ لیکن آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔

ایک آدمی نے اس شرط پر بیعت کی کہ وہ صرف صبح اور عصر کی دو نمازیں ادا کرے گا حج، زکوٰۃ اور روزے جہاد سے اسے کوئی سروکار نہ ہو گا تو آپ ﷺ نے اسے بیعت فرما لیا بلکہ بعض لوگوں کو اس شرط پر بھی بیعت فرما لیا کہ سرے سے نماز نہیں پڑھیں گے۔ اور فرمایا ان شاء اللہ یہ نماز پڑھیں گے۔

ایک مرتبہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اسے روکنے کیلئے لپکے آپ ﷺ نے انہیں ڈانٹ پلا دی اور فرمایا تم آسانی کیلئے بھیجے گئے ہو نہ کہ مشکلات پیدا کرنے کیلئے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اس جگہ پانی کا ڈول بہا دیا جائے۔

marfat.com

اسی طرح مروی ہے کہ ایک نوجوان آپ ﷺ کے پاس آیا اور زنا کی اجازت طلب کی۔ لوگ یہ بات سن کر چیخ اٹھے لیکن آپ ﷺ نے اسے اپنے قریب آنے کا حکم فرمایا جب وہ قریب آگیا تو فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری ماں سے ایسے کیا جائے۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میری جان آپ پر قربان ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا اسی طرح لوگ بھی اپنی ماؤں کیلئے یہ پسند نہیں کرتے۔ پھر فرمایا کیا تم اپنی بیٹی کے ساتھ کسی آدمی کا زنا کرنا پسند کرتے ہو اس نے کہا نہیں۔ فرمایا اسی طرح لوگ بھی اپنی بیٹیوں کیلئے پسند نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ بہن، خالہ اور پھوپھی کا ذکر فرمایا وہ اسی طرح نفی میں جواب دیتا رہا اور آپ ﷺ فرماتے رہے کہ لوگ بھی اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے سینہ پر رکھا اور یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبَهٗ وَاغْفِرْ ذَنْبَه وَحَصِّنْ فَرْجَه

اے اللہ اس کے دل کو پاک کر دے اس کے گناہ معاف کر دے اس کی شرم گاہ کو محفوظ رکھ۔

اس کے بعد اس نوجوان کے نزدیک زنا سے ناپسندیدہ تر فعل کوئی نہ تھا۔ اعرابی کا وہ قصہ جس کا بیان پہلے گذر چکا ہے جس کی بابت آپ ﷺ نے فرمایا میری اور اس شخص کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس کی اونٹنی گم ہو گئی ہو۔ حسن سیاست کی بہترین مثال ہے۔

شرم وحیاء

کنواری دوشیزہ پردے میں جس قدر حیاء کرتی ہے سرکار دو عالم ﷺ اس سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنی شرمگاہ کسی کے سامنے نہیں کھولی اور وقت مباشرت کے سوا اپنی ازواج مطہرات کے سامنے بھی عریاں نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی ان کی شرمگاہ کی طرف نظر کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی سرکار ﷺ کی شرمگاہ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ ﷺ نے میری شرمگاہ کو دیکھا حالانکہ دونوں پانی کے ایک ہی برتن سے غسل جنابت کرتے تھے۔ جو ان کے درمیان رکھا جاتا تھا۔ اس کے باجود اپنے صحابہ پر

marfat.com

کرم فرماتے ہوئے انہیں استنجاء کا طریقہ سکھلاتے اور ازدواجی تعلقات سے متعلقہ مسائل سے آگاہ فرماتے۔ تاکہ وہ ان اہم ترین دینی مسائل سے آگاہ ہو سکیں۔

حائضہ عورت کو یہ بتلاتے کہ حالت حیض میں کیسے شرمگاہ پر کپڑا باندھے گی اور روئی کیسے رکھے گی اور جب حیض سے پاک ہو جائے تو کیا کرے گی۔

ام عطیہ جو بچیوں کا ختنہ کرتی تھیں کو فرماتے ختنہ کرو لیکن زیادہ گہرا نہ کاٹو یہ چہرے کو شگفتہ بناتا ہے اور خاوند کیلئے زیادہ تسکین کا باعث ہے۔

اِخْفِضِیْ وَلاَ تَنْهِكِیْ فَاِنَّهٗ اَنْظَرُ لِلْوَجْهِ وَاَحْظٰی عِنْدَ الزَّوْجِ

ایک آدمی نے مسئلہ پوچھا کہ بوقت جماع اگر کسی کو انزال نہ ہو تو کیا اس پر غسل واجب ہے۔ حضرت عائشہ بیٹھی تھیں ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور یہ ایسا کرتے ہیں اور پھر غسل کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی عورت کے چاروں گوشوں کے سامنے بیٹھ جائے اور پھر جدوجہد کرے (یعنی مقاربت کرے) تو اس پر غسل واجب ہے خواہ انزال نہ بھی ہو۔

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں سے جب کوئی شخص اپنی بیوی یا لونڈی کے پاس جائے تو اس کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے۔ یہ چیز بصارت کو ختم کر دیتی ہے اور اندھاپن پیدا کرتی ہے۔ اور زیادہ باتیں نہ کرے یہ گونگاپن کا باعث ہے۔ اور فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی ازدواجی تعلقات استوار کرنے لگے تو احسن طریقے سے کام لے جب اپنی حاجت بیوی سے پہلے پوری کر لے تو جلدی نہ کرے حتی کہ وہ بھی اپنی حاجت پوری کر لے۔ اور ابن عدی کے الفاظ ہیں۔

اِذَا جَامَعَ اَحَدُكُمْ اِمْرَءَ تَهٗ فَلاَ يَتَنَحّٰى حَتّٰى تَقْضِیَ حَاجَتَهَا كَمَا يُحِبُّ اَنْ يَقْضِیَ حَاجَتَهٗ

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی زوجہ کے پاس جائے تو فارغ ہو کر ایک طرف نہ ہٹ جائے تاکہ وہ بھی اپنی حاجت پوری کر لے جیسے وہ اپنی حاجت کو پورا کرنا پسند کرتا ہے، محدث ابو یعلی کے الفاظ میں۔

marfat.com

جب کوئی شخص بیوی سے جنسی ملاپ کرے تو مرغ کی طرح چھلانگ نہ مارے بلکہ اس کے پیٹ پر ٹھہرا رہے حتیٰ کہ وہ بھی اس سے جنسی تسکین حاصل کرلے جیسے اس مرد نے اپنی خواہش کو پورا کیا ہے۔

یہ سب واقعات شرم وحیاء کے باوجود مسائل کی تعلیم کی شدید خواہش کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

آپ ﷺ کی ازحد شرم وحیا کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنی نظر کسی کے چہرے پر نہیں گاڑتے تھے۔ اور اگر ناپسندیدہ چیز کا ذکر مقصود ہوتا تو اشارہ وکنایہ سے بات فرماتے۔ جیسے آپ ﷺ نے رفاعہ القرظی کی اہلیہ سے فرمایا تھا جب اس نے طلاق بائنہ کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کا ارادہ کیا اور عرض کی اس سے طلاق کے بعد میں نے ایک شخص سے شادی لیکن میں نے اسے اسی طرح پایا جیسے کپڑے کا پلو ہوتا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا۔

"لَا حَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَهٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَكِ"......الحدیث

دوبارہ رجوع اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تو اس کا شہد نہ چکھ لے اور وہ تیرا شہد نہ چکھ لے۔ (یعنی دونوں ازدواجی تعلقات استوار نہ کرلیں)

marfat.com

ازواج مطہرات سے حسن معاشرت

ازواج مطہرات سے بھی آپ ﷺ کا سلوک مثالی تھا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ مَا اَكْرَمَ النِّسَاءَ اِلَّا كَرِيْمٌ وَلَا اَهَانَهُنَّ اِلَّا لَئِيْمٌ

تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ سے عمدہ سلوک کرے میں اپنے اہل کیلئے تم سب سے بہتر ہوں عورتوں کی تکریم نہیں کرتا مگر صرف کریم اور ان کی اہانت نہیں کرتا مگر کمینہ شخص۔

اسی طرح آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔

ایمان کے اعتبار سے مومن کامل وہ ہے جس کا خلق سب سے اچھا ہے اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ نرم برتاؤ کرتا ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے گھر میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی میری سہیلیاں آتی تھیں اور میرے ساتھ کھیلتی تھیں جب سرکار تشریف لاتے تو وہ اوٹ میں ہو جاتیں۔ آپ ﷺ انہیں کھینچ کر میرے پاس لاتے تو وہ دوبارہ میرے ساتھ کھیلنا شروع کر دیتی تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی یہ میری گڑیاں ہیں۔ آپ نے ان کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا جس کے دو پر تھے جو پیوند سے بنائے گئے تھے آپ نے دوبارہ پوچھا یہ ان کے درمیان کیا ہے میں نے عرض کی یہ گھوڑا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ دونوں کیا چیز ہیں؟ میں نے عرض کی یہ گھوڑے کے دونوں پر ہیں۔ یا رسول اللہ کیا آپ نے نہیں سنا کہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر ہوتے تھے۔ یہ سن کر آپ ﷺ ہنس پڑے حتی کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے۔(1)

1۔ صحیح مسلم، مشکاۃ، صفحہ 280

نوٹ:۔ عوام میں مشہور ہے کہ پہلے زمانے میں گھوڑوں کے پر ہوا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام

marfat.com

آپ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نماز ادا فرمارہے ہوتے تھے تو میں آپ ﷺ کے سامنے لیٹی رہتی جب آپ ﷺ سجدہ فرمانے لگتے تو مجھے آنکھ سے اشارہ فرماتے میں اپنی ٹانگیں سمیٹ لیتی جب آپ ﷺ دوبارہ قیام کیلئے کھڑے ہوتے تو میں پھر پاؤں پھیلا لیتی۔ ایک روایت میں ہے کہ میں آپ ﷺ کے بستر پر سوتی رہتی جب آپ ﷺ وتر ادا فرمانا چاہتے تو مجھے جگاتے اور میں بھی وتر ادا کرتی۔

اسی طرح آپ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ میں اور سرکار ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔ آپ ﷺ جلدی کرتے تو میں کہتی میرے لئے بھی تھوڑا پانی بچا کر رکھنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ میں ایک دفعہ آپ ﷺ کے ہم سفر تھی۔ آپ ﷺ نے دوڑنے میں مجھ سے مقابلہ کیا میں آپ ﷺ سے آگے نکل گئی۔ (یہ ان دنوں کی بات ہے جب حضرت عائشہ دبلی پتلی کم سن تھیں مترجم) لیکن جب جسم فربہ ہو گیا تو پھر ایک دفعہ مسابقت کی نوبت آئی اس دفعہ سرکار مجھ سے سبقت لے گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس سابقہ کا جواب ہے۔(1)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن حبشی حربے(2) اور ڈھال کے ساتھ مسجد میں کرتب دکھا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے استفسار فرمایا اے عائشہ کیا تم یہ کھیل دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی جی ہاں تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اس طرح کہ میرا رخسار آپ ﷺ کے رخسار مبارک پر تھا۔ حتیٰ کہ جب میں اکتا گئی تو فرمایا کافی ہے میں نے عرض کی جی ہاں فرمایا اچھا جاؤ۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ میرا سر آپ ﷺ کے دوش مبارک پر تھا۔ میں ان کی طرف دیکھ رہی تھی حتیٰ کہ میں خود ہی واپس آ گئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے دیکھا کہ سرکار رسالتمآب ﷺ اپنی چادر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نے اس بنا پر کہ گھوڑوں کی سیر میں ان کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ ان کے پر کٹوا دیئے۔ اس وقت سے پر جاتے رہے لیکن نشان اب بھی باقی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ (دیکھئے شبلی نعمانی، سیرت النبی 257/2 ط الفیصل لاہور)

1۔ ابوداؤد

2۔ حراب: چھوٹا نیزہ جسے حبشی اپنے پاس رکھتے ہیں۔

marfat.com

مبارک سے مجھ پر پردہ فرمارہے تھے اور میں حبشیوں کو مسجد میں کھیلتے دیکھ رہی تھی۔ میں دیر تک دیکھتی رہی حتی کہ اکتا گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شادی کے وقت بہت کم سن تھیں۔ حتی کہ اس واقعہ سے ہی آپ ان کی کم سنی اور کھیل کود سے دلچسپی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا میرے پاس تھے میں نے آپ ﷺ کیلئے خزیرہ (1) پکایا آپ ﷺ کو پیش کیا اور سودہ سے کہا کھاؤ۔ انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا میں نے کہا اگر تم نہیں کھاؤ گی تو میں تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔ انہوں نے کہا میں یہ نہیں چکھوں گی۔ میں نے پلیٹ لی اور ان کے چہرے پر مل دی سرکار ﷺ درمیان میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے اپنا گھٹنا ان کیلئے جھکایا تاکہ وہ مجھے پکڑ سکیں اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا اس کے چہرے پر مل دو انہوں نے پلیٹ سے کچھ لے کر میرے چہرے پر مل دیا۔ سرکار مسکرا رہے تھے کہ حضرت عمر کا گذر ہوا انہوں نے ندا دی یا عبداللہ یا عبداللہ (اے اللہ کے بندے!) آپ ﷺ نے سمجھا شاید وہ اندر آئیں فرمایا اٹھو اور منہ دھولو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ہمیشہ حضرت عمر رضی اللہ عنہا کی ہیبت سے ڈرتی رہی۔

مروی ہے کہ کسی صحابی نے آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کر کے استفسار فرمایا کیا اسے بھی دعوت ہے۔ اس نے عرض کی نہیں تو آپ ﷺ نے اس شخص کی دعوت کو قبول نہ فرمایا حتی کہ اس نے اجازت دی کہ عائشہ بھی ساتھ آئیں۔ حضور نبی کریم اور حضرت عائشہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے اس آدمی کے گھر جا رہے تھے یہ آیت حجاب (پردہ) اترنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

آپ ﷺ کے حسن معاشرت اور مکارم اخلاق کی حد یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں بھی آپ ﷺ کو اٹھا کر ازواج مطہرات کے ہاں ان کی باری کے دن لے جایا جاتا تھا حالانکہ اصح روایت کے مطابق باری کا لحاظ رکھنا آپ ﷺ پر واجب نہیں تھا۔

1۔ خزیرہ: ایک کھانا ہوتا ہے جو قیمے پر آٹا چھڑک کر تیار کیا جاتا ہے۔

marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب شدید ضعف کی وجہ سے آپ ﷺ کیلئے چلنا دو بھر ہو گیا تو اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ آپ ﷺ میرے حجرے میں ہی فروکش ہو جائیں۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بیماری کی حالت میں امہات المومنین کے گھروں میں ان کی باری پر تشریف فرما ہوتے اور یہ استفسار فرماتے۔

اَیْنَ اَنَا غدًا اَیْنَ اَنَا غَدًا

کل میں کہاں ہوں گا۔ کل میں کہاں ہوں گا۔

حضرت عائشہ کے گھر مستقل ٹھہرنا آپ ﷺ کی شدید آرزو تھی۔

جب آپ ﷺ سفر کا ارادہ فرماتے تو ازواج مطہرات کے مابین قرعہ اندازی فرماتے جس کے نام قرعہ نکلتا اسے ہمراہی کا شرف حاصل ہوتا۔ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ سب کو ساتھ لے گئے۔

آپ ﷺ کی غیرت وحمیت

آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ خوددار اور غیور تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے سعد ایک غیرت دار آدمی ہے میں سعد سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے۔

جب حکم بن عاص یا کسی دوسرے شخص نے آپ ﷺ کے دروازے سے جھانکا تو آپ ﷺ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس کے ساتھ اپنے سر کو کھجلا رہے تھے۔ آپ نے اسے فرمایا۔

اِنَّمَا جُعِلَ الِاسْتِیْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ

بے شک اجازت نگاہ پڑنے سے بچنے کی خاطر لازم کی گئی ہے۔

1۔ مشکاۃ، صفحہ 305، باب مالا یضمن من الجنایات، فصل اول۔

نوٹ: آپ ﷺ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ اصل پردہ دیکھنے کا ہوتا ہے۔ اگر پہلے ہی دیکھ لیا جائے تو پھر اجازت طلب کرنے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ (مسلم، جلد 2، صفحہ 212)

marfat.com

رحمت ورافت کے روح رواں

امت محمدیہ ﷺ پر بالخصوص اور عام لوگوں پر بالعموم آنحضرت ﷺ کی شفقت کا بیان

آپ ﷺ لوگوں پر بہت شفیق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (توبہ۔۱۲۸)

بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گذرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت۔ بہت کی خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا، مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانیوالا، بہت رحم فرمانے والا ہے۔

(ضیاء القرآن)

وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلاَّ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ (انبیاء۔۱۰۷)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو، مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کیلئے۔

(ضیاء القرآن)

اور تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان الفاظ سے خطاب فرمایا۔

فَلاَ تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ط (فاطر۔۸)

پس نہ گھلے آپ کی جان ان کے لئے فرط غم سے۔ (ضیاء القرآن)

ایک اور جگہ فرمایا

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى اٰثَارِ هِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

marfat.com

أَسَفًا- الآیہ (کہف-٦)

تو کیا آپ (فرط غم سے) تلف کردیں گے اپنی جان کو ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائے۔ اس قرآن کریم پر، افسوس کرتے ہوئے۔ (ضیاء القرآن)

بعض علماء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے اسماء میں سے دو اسماء سے متصف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَحِيْمٌ- مومنوں پر مہربان رحمدل ہیں۔

جب آپ ﷺ سے کسی کے خلاف بددعا کرنے کی درخواست کی جاتی تو آپ ﷺ اس کے لئے ہدایت کی دعا فرماتے اور فرماتے "اے اللہ! محمد بشر ہیں انہیں اسی طرح غصہ آتا ہے جیسے عام لوگوں کو غصہ آتا ہے۔ میرا تم سے یہ عہد ہے جس کی تو خلاف ورزی نہیں فرمائے گا۔ جس شخص کو بھی میں سب وشتم کروں یا لعن طعن کروں یا کوڑے ماروں تو یہ چیز اس کے لئے گناہوں سے پاکیزگی، رحمت، دعا، زکوٰۃ اور عبادت بنادے جس کے ساتھ قیامت کے دن اس کے درجات میں بلندی ہو۔

جب آپ ﷺ کو غصہ آتا اور آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو فوراً بیٹھ جاتے اور بیٹھے ہوتے تو پہلو کے بل لیٹ جاتے۔ اس طرح آپ ﷺ کا غصہ فرو ہو جاتا۔

امت کے ساتھ آپ ﷺ کی شفقت و محبت کا یہ عالم تھا کہ سابقہ امتوں پر نافذ شدہ تکالیف میں اپنی امت کیلئے تخفیف کی پوری کوشش کی۔ باوجودیکہ آپ ﷺ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو ان عبادتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ معراج کی رات آپ ﷺ نے اپنے رب کی بارگاہ میں یہ عرض کی کہ ہر نماز کے ساتھ غسل کرنے کا حکم معاف کردیا جائے اور اور نمازیں پانچ کردی جائیں حالانکہ اس سے پہلے پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں۔ اور غسل جنابت ایک مرتبہ کردیا گیا حالانکہ اس سے پہلے سات مرتبہ پورے جسم کو دھونے کا حکم تھا۔

اسی طرح دیگر بہت سے معاملات میں بھی آپ ﷺ نے رخصت دی جیسے وہ شخص جس نے پوری رات قیام کرنے کا ارادہ کیا تھا اسے فرمایا تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے تیری اہلیہ کا تجھ پر حق ہے اور صوم وصال کو ناپسند فرمایا اور اس سے روک دیا اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

marfat.com

لَوْلاَ أَنْ اَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِی لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ و فی روایۃ مَعْ کُلِّ وُضُوْءٍ

اگر مجھے امت پر دشواری اور تکالیف کا احساس نہ ہوتا تو انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ ایک روایت میں 'ہر وضو کے ساتھ' کے الفاظ ہیں۔

اسی طرح ایک موقع پر آپ ﷺ نے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو انہیں حکم دیتا کہ نماز عشاء کو تہائی یا نصف رات تک مؤخر کریں۔

لَوْلاَ أَنْ اَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِی لَاَمَرْتُھُمْ أَنْ یُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْ نِصْفِہٖ

مزید برآں آپ ﷺ تراویح کی جماعت میں اس خدشہ سے حاضر نہ ہوئے کہ کہیں یہ نماز ہم پر فرض نہ ہو جائے۔ اور مغرب سے قبل کی دو رکعتیں اس لئے ترک فرمادیں کہ لوگ انہیں سنت نہ سمجھ لیں یعنی ان پر سنن مؤکدہ کی طرح دوام اختیار نہ کرلیں۔ آپ ﷺ نے کعبہ میں داخلے کو ناپسند فرمایا تاکہ لوگ آپ ﷺ کی اتباع میں اسے بھی مناسک حج کا جزو نہ شمار کرلیں اور اگر ان کیلئے یہ ممکن نہ ہو تو بلاوجہ تھکتے نہ رہیں۔

آپ ﷺ نے کثرت سوال سے منع فرمایا اس خدشہ سے کہ ان کے سوالات کے جواب میں احکام بکثرت نازل ہونے لگیں اور وہ ان کے ادا کرنے سے عاجز آجائیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے اس شخص کو فرمایا جس نے حج کے بارے میں استفسار کیا تھا کیا یہ ہر سال فرض ہے یا پوری زندگی میں ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ تم پر فرض ہو جاتا مگر تم اس کو بجالانے کی طاقت نہ رکھتے۔ پھر فرمایا جو چیز میں چھوڑ دوں مجھے اسی پر چھوڑ دو۔

ازواج مطہرات پر آپ ﷺ کی رحمت و رافت کا یہ عالم تھا کہ جب آیت تخییر نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابتداء فرمائی اور ان کو اختیار دیا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کو اختیار کرلیا اور عرض کی یارسول اللہ! اپنی ازواج مطہرات کو یہ نہ بتانا کہ میں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ازواج

marfat.com

مطہرات میں سے کسی نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا مگر میں نے اسے خبر دی کہ اللہ نے مجھے متعصب اور متشدد بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے معلم اور آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت کے شان نزول پر ہم انشاءاللہ آئندہ صفحات میں بحث کریں گے۔

آپ ﷺ کی عظیم شفقت کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ جب آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کی تکذیب کی تو جبریل حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قوم کا آپ ﷺ کو ٹکا سا جواب دینا سن لیا ہے۔ یہ پہاڑوں کا فرشتہ حاضر خدمت ہے جو چاہیں اسے حکم ارشاد فرمائیں۔ فرشتے نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور عرض کی اگر آپ حکم دیں تو میں جبل ابو قبیس اور جبل منی کو ان پر الٹا دوں۔ لیکن آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا مجھے امید ہے کہ ان کی پشتوں سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

مروی ہے کہ جبریل آنحضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو حکم دیا ہے کہ یہ آپ ﷺ کی اطاعت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت سے عذاب کو مؤخر کرتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمالے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو فرمایا میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی پتنگے اور پروانے اس میں گر کر پھلنے لگے۔ میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے نکل جاتے ہو۔ طبرانی اور احمد کے الفاظ میں، مگر میں تمہارے دامن کو پکڑ کر تمہیں آگ میں گرنے سے روک رہا ہوں جیسے پتنگے اور پروانے اس میں گر رہے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ وعظ و نصیحت میں ہمارا خیال رکھتے تھے مبادا ہم اکتا جائیں۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ جمعہ کو طول نہیں دیتے تھے تاکہ سامعین اکتا نہ جائیں۔

آپ ﷺ بہت شفیق تھے بلی کیلئے برتن کو جھکا دیتے تھے اور اسے ہٹاتے نہیں تھے حتی کہ وہ سیراب ہو جائے۔ پھر اس کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمالیتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے۔

اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمُكُمْ مَنْ

marfat.com

فِی السَّمَاءِ

رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے۔ تم زمینی مخلوق پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"مَنْ لاَ یَرْحَمْ لاَ یُرْحَمْ" (1)

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اونٹ پر سوار اس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کر رہی تھیں۔ سرکار ﷺ نے دیکھا تو فرمایا، نرمی کرو یہ جس چیز میں ہو اسے خوبصورت بنادیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جائے اسے بدصورت بنادیتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے اے عائشہ! نرمی سے کام لو اللہ تعالیٰ جب کسی پر بھلائی کرنا چاہتا ہے تو انہیں نرمی کرنے کی راہ دکھا دیتا ہے۔

آپ ﷺ نماز پڑھا رہے ہوتے اور اسے لمبا کرنا چاہتے لیکن جب کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر فرمادیتے تاکہ بچے کے رونے کی وجہ سے بچے کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔

اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو اس کے رونے کی وجہ سے دوران نماز اٹھالیا کیونکہ وہاں اور کوئی نہ تھا۔ جب آپ ﷺ سجدہ فرماتے تو اسے بٹھادیتے اور جب قیام فرماتے تو انہیں اٹھا لیتے۔ اسی طرح ایک موقع پر جب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو دیکھا لڑکھڑاتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے انہیں پکڑا اور دوبارہ منبر پر بیٹھ گئے ان کو سامنے بٹھایا اور ارشاد فرمایا اللہ نے سچ فرمایا ہے۔

اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

بلاشبہ تمہارے مال ومنال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے۔

میں نے ان دو بچوں کو دیکھا کہ چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا حتیٰ کہ میں نے اپنی بات کو منقطع کیا نیچے اتر کر ان کو اٹھایا اور اپنی بات شروع کی۔

1۔ صحیح مسلم، جلد2، صفحہ 254

marfat.com

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات سیدنا حسن اور حسین دوڑتے ہوئے سرکار ﷺ کی طرف آئے ایک ان میں سے پہلے پہنچ گئے آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کی گردن میں ڈالا اور انہیں اپنے پیٹ سے چمٹا لیا پھر دوسرے آئے آپ ﷺ نے اپنا دوسرا ہاتھ ان کی گردن میں ڈالا ان کو بھی اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ باری باری دونوں کو چوما اور فرمایا میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ اے لوگو! بچہ بخل، بزدلی اور جہل کا سبب ہے۔

آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرماتے تھے میرے بیٹوں کو بلاؤ جب وہ دونوں آتے تو ان دونوں کو سونگھتے اور ان کو اپنے ساتھ ملا لیتے آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم بالائی مدینہ (عوالی مدینہ (1)) میں ایک دایہ کے ہاں دودھ پیتے تھے۔ حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ پیدل وہاں تشریف فرما ہوتے گھر میں داخل ہوتے حالانکہ وہاں دھواں ہوتا تھا۔ ان کی دایہ ایک لونڈی تھیں سرکار ﷺ اپنے لخت جگر کو پکڑتے اور چومتے پھر واپس آجاتے۔

بچوں سے مداعبت (شگفتہ مزاجی)

آپ ﷺ بچوں سے خوش طبعی فرماتے انہیں پیار سے اپنی گود مبارک میں بٹھاتے اور فرماتے جنت میں ایک گھر ہے اس کا نام "دارالفرح" ہے اس میں صرف وہی داخل ہوگا جو چھوٹے بچوں سے مل کر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ آپ ﷺ اپنے چچا عباس کی اولاد عبداللہ اور عبیداللہ وغیرہ کو فرماتے جو میرے پاس دوڑ کر آئے گا۔ اسے یہ چیز دی جائے گی وہ دوڑ کر آتے اور آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر بیٹھ جاتے آپ ﷺ انہیں پکڑ کر چومتے اور خوب پیار کرتے۔

محمود بن ربیع کا قول ہے کہ مجھے ابھی تک سرکار کا میرے منہ پر اپنے منہ سے پانی کا فوارہ ڈالنا (مجہ (2)) یاد ہے اس وقت میری عمر پانچ سال تھی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی زینب آپ ﷺ کے پاس آئیں آپ ﷺ اس وقت غسل فرما رہے تھے یہ اس وقت کم سن تھیں سرکار نے ان کے چہرے پر پانی پھینکا۔

آپ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ایک دن اپنے کندھے پر سوار کئے ہوئے تھے

1۔ عوالی مدینہ: مدینے کا بالائی حصہ جو مسجد قبا اور مسجد بنی قریظہ کی طرف ہے۔ مدینہ کی بستی دو حصوں میں منقسم تھی۔ ا۔ اعالی ۲۔ اسفل۔ دیکھئے مشکاۃ المصابیح، صفحہ 520

2۔ مجہ: منہ میں پانی ڈال کر پھینکنا۔

marfat.com

کہ ایک آدمی نے دیکھ کر کہا اے بچے "تیری سواری کتنی اچھی ہے۔" آپ ﷺ نے برجستہ فرمایا۔ "سوار بھی تو کتنا اچھا ہے۔"

آپ ﷺ نے ایک دن راستے میں حضرت حسین کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا۔ سرکار ان کو اٹھانے کیلئے آگے بڑھے۔ لیکن وہ ادھر ادھر بچ کر نکل جاتے تھے۔ سرکار رسالتمآب ﷺ انہیں ہنساتے تھے حتیٰ کہ انہیں پکڑ لیا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی پر رکھا اور دوسرا ان کے سر پر تھا۔

حضور ﷺ حسنین کریمین کے بچپن میں ان کی ناف کو بوسہ دیتے تھے بعض اوقات قضیب سے پکڑ کر کھینچتے تو بچہ ہنسنے لگتا۔ حضرت حسن کیلئے اپنی زبان کو نکالتے وہ بچے اسے دیکھ کر خوش ہوتے۔ عیینہ بن بدر فزاری یہ دیکھ کر کہنے لگے بخدا میرا بیٹا بڑا ہو گیا ہے لیکن میں نے کبھی اس کا منہ نہیں چوما۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ایک چھوٹے بھائی تھے۔ حضور ﷺ جب بھی انہیں دیکھتے تو فرماتے۔

يَا اَبَا عُمَيْرٌ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ

اے ابو عمیر! اس چڑیا کو کیا ہوا۔

ان کے پاس ایک چڑیا تھی وہ اس سے کھیلتے تھے لیکن وہ مر گئی۔

حضور اکرم ﷺ نماز ادا فرما رہے ہوتے۔ کہ حسنین کریمین کھیلتے ہوئے آتے اور آپ ﷺ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے حسنین کریمین آپ ﷺ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے آپ ﷺ جب سر اٹھانا چاہتے تو بچوں کو آرام سے پیچھے سے پکڑ کر نیچے اتار دیتے۔ جب آپ ﷺ دوبارہ سجدے میں جاتے وہ پھر سوار ہو جاتے۔ اسی طرح آپ ﷺ اپنی نماز مکمل فرماتے۔ اس کے بعد ایک کو اپنی رانوں پر بٹھا لیتے۔ **كَانَ يُرَقِّصُ الْحَسَنَ اَوِ الْحُسَيْنَ فَيَقُوْلُ حُزُقَّةٌ حُزُقَّةٌ تَرَقَّ عَيْنُ بَقَّةٍ۔**(1)

1۔ حُزُقَّةٌ: نوجوان جو چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا ہو۔ (مبتدا محذوف کی خبر ہے اس صورت میں عبارت یوں بنے گی۔ اَنْتَ حُزُقَّةٌ۔ یا پھر منادی ہے۔ حرف نداء محذوف ہے۔ یعنی یا حزقہ۔ لیکن یہ قول شاذ ہے۔

عین بقہ: مچھر کی آنکھ۔ مطلب یہ ہے کہ چھوٹی آنکھ والا یہ پیار سے فرمایا۔ یہ بھی منادی ہے۔ حرف ندا محذوف ہے۔

marfat.com

آنحضرت ﷺ امام حسن یا حسین کو نچاتے تھے اور یہ فرماتے تھے (اے چھوٹے چھوٹے قدم رکھنے والے، ارے چھوٹی آنکھ والے اوپر چڑھ) یہ سن کر وہ اوپر چڑھتے حتیٰ کہ اپنے پاؤں آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر رکھ دیتے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کانوں سے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ حسن یا حسین (علیہما السلام) میں سے کسی کو پکڑے ہوئے ہیں آپ ﷺ کے قدم مبارک پر ان کے پاؤں ہیں۔ اور آپ ارشاد فرمارہے ہیں حزقه.....الخ بچہ اوپر اٹھتا حتیٰ کہ اپنے پاؤں آپ کے سینہ اطہر پر رکھ دیتا تو آپ فرماتے "افتح فاك" منہ کھول پھر اسے بوسہ دیتے آپ ﷺ حضرت اسامہ بن زید کو ایک ران پر بٹھاتے اور حضرت حسن کو دوسری ران پر انہیں سینے سے لگاتے اور دعا فرماتے اے اللہ ان پر رحم فرما میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔

"اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّی اَرْحَمُهُمَا"

marfat.com

رشتہ داروں سے صلہ رحمی

آپ ﷺ اپنے رشتہ داروں پر بہت شفیق اور مہربان تھے ان سے حسن سلوک اور مہربانی سے پیش آتے خواہ وہ کتنے ہی دور کے عزیز کیوں نہ ہوں خواہ وہ آپ ﷺ سے انتہائی بدسلوکی کا مظاہرہ کرتے ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے میرے رب نے مجھے قطع تعلق کرنے والے کے ساتھ صلہ رحمی کرنے، جو مجھے محروم کرے اسے دینے اور جو زیادتی کرے اسے معاف کردینے کا حکم دیا ہے۔

مروی ہے کہ جب بنو ہوازن کے قیدیوں کے ساتھ آپ ﷺ کی رضاعی بہن شیماء کو گرفتار کر کے لایا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا تمہاری پہچان کیا ہے اس نے عرض کی دانت سے کاٹنے کا نشان بچپن میں آپ ﷺ نے ایک دفعہ میری پشت پر کاٹ لیا تھا۔ اس کا نشان اب تک باقی ہے۔ سرکار نے انہیں پہچان لیا اور ان کی تصدیق فرمائی۔ ان کیلئے اپنی چادر بچھادی۔ وہ اس پر بیٹھ گئیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر پسند کرو تو پورے اعزاز واکرام کے ساتھ ہمارے پاس مقیم رہو اور اگر چاہو تو تحائف دے کر تمہیں تمہاری قوم کے پاس روانہ کر دیا جائے۔ انہوں نے طبعی میلان کی بنا پر اپنی قوم کو اختیار کیا۔ سرکار نے انہیں پرتپاک طریقے سے رخصت فرمایا۔

ابو طفیل کہتے ہیں کہ میں نے جعرانہ (1) کے مقام پر حضور ﷺ کو گوشت تقسیم فرماتے دیکھا۔ میں اس وقت نوجوان تھا۔ ایک عورت آئی جب وہ قریب آئی تو آپ ﷺ نے اس کیلئے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ وہ بچپن میں آپ ﷺ کو دودھ پلایا کرتی تھیں۔ جب وہ داخل ہوئیں تو آپ ﷺ پکار اٹھے اُمّی! اُمّی! میری ماں! میری ماں! اور آپ نے جلدی سے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے اجازت طلب کی۔

1۔ جعرانہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام۔ حضور ﷺ نے یہاں سے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

marfat.com

عمران السائب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے رضاعی والد آئے۔ آپ ﷺ نے ان کیلئے کپڑے کا ایک گوشہ سیدھا کر دیا۔ وہ اس پر بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ کی رضاعی والدہ آئیں تو کپڑے کی دوسری طرف بچھا کر اس پر ان کو بٹھا دیا۔ وہ اس پر تشریف فرما ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ کے رضاعی بھائی تشریف لائے تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھایا۔

مدینہ سے ثویبہ کیلئے تحائف و ہدایا ارسال فرماتے تھے یہ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھیں اور مکہ میں قیام پذیر تھیں۔ جب وہ انتقال فرما گئیں تو پوچھا کیا ان کا کوئی قریبی رشتہ دار عزیز ہے عرض کی گئی کوئی نہیں۔

ایک دفعہ حضرت حلیمہ سعدیہ آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں آئیں اور معاشی بدحالی کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ سے بات کی انہوں نے بیس بکریاں اور اونٹ انہیں عطا فرمائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بیس بکریاں اور ایک اونٹ عطا فرمایا۔

اور تمہارے لئے حدیث خدیجہ کے یہ الفاظ ہی بطور دلیل کافی ہیں اللہ کی قسم خدا آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں سچ بولتے ہیں۔ محتاج کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ نادار کی مدد کرتے ہیں۔ مہمان کی خاطر داری کرتے ہیں اور حقدار کی مشکلات میں امداد فرماتے ہیں۔

عجز وانکساری

آقائے دوجہاں ﷺ اپنے علو منصب اور ارفع ترین مقام کے باوجود سب لوگوں سے متواضع اور عجز وانکساری کا عظیم نمونہ تھے اور کبر و غرور نام کو بھی نہ تھا۔ سابقہ صفحات میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ آپ ﷺ کو شہنشاہیت اور نبوت لینے یا پیغمبری کے ساتھ بندگی و فقر کا اختیار دیا گیا تو آنحضرت ﷺ نے دوسری صورت پیغمبری کے ساتھ بندگی کو پسند فرمایا۔ اسرافیل نے اس وقت عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے جس چیز پر تواضع کا اظہار کیا ہے وہ بھی ہم نے آپ ﷺ کو عطا فرما دی ہے چنانچہ۔ آپ ﷺ قیامت کے دن اولاد آدم کے سردار ہوں گے۔ سب سے پہلے آپ (ﷺ) اپنی قبر اطہر سے باہر

marfat.com

تشریف لائیں گے اور سب سے پہلے آپ ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ سے زیادہ عمدہ اخلاق والا کوئی نہ تھا۔ آپ کے صحابہ یا اہل بیت میں سے کسی نے بھی آپ ﷺ کو نہیں پکارا مگر آپ ﷺ نے اس کے جواب میں لبیک کہا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے زیادہ کوئی شخص ہمیں محبوب نہ تھا۔ جب آپ ﷺ تشریف لاتے تو ہم بطور تعظیم آپ ﷺ کیلئے کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ آپ ﷺ اسے ناپسند فرماتے تھے۔ سوائے حسان بن ثابت کے وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو جاتے تھے اور کہتے وہ شخص جو دین سے شغف یا ذرا سی عقل بھی رکھتا ہے اس کیلئے یہ مناسب نہیں کہ یارسول اللہ آپ ﷺ کو دیکھے اور کھڑا نہ ہو اور حضور ﷺ ان کو بھی منع نہیں فرماتے تھے۔

ابو امامہ باہلی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ عصا پر ٹیک لگائے ہمارے سامنے تشریف لائے ہم آپ ﷺ کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا عجمیوں کی طرح کھڑے نہ ہوا کرو اس طرح وہ ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہیں۔(1)

شہنشاہ دو جہاں ﷺ کمزور مسلمانوں کے پاس تشریف لے جاتے ان سے ملاقات فرماتے ان کے بیماروں کی عیادت فرماتے اور ان کے جنازہ میں شرکت فرماتے۔

آقائے دو عالم ﷺ اس بات کو قطعی ناپسند فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کے پیچھے دو آدمی چلیں۔ حاکم کے الفاظ ہیں

"کَانَ یَکْرَہُ اَنْ یَطَاءَ اَحَدٌ عَقِبَہٗ وَلٰکِنْ یَمِیْنٍ وَشِمَالٍ"

آپ ﷺ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ کوئی آپ ﷺ کے بالکل پیچھے چلے بلکہ دائیں یا بائیں چلنے کا حکم دیتے۔

آپ ﷺ زمین پر ہی تشریف فرما ہو جاتے، زمین پر ہی بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ صرف ایک دفعہ کے علاوہ کبھی آپ ﷺ نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ اور دعا

1۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، امام مالک

marfat.com

فرماتے تھے

"اَللّٰهُمَّ اِنِّی عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ"

اے اللہ میں تیرا خاکسار بندہ اور رسول ہوں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مختار کائنات فخر موجودات ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا اے عائشہ اگر میں چاہتا تو پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ چلتے۔ میرے پاس فرشتہ آیا اس کے ازار باندھنے کی جگہ کعبہ کے برابر ہے اور عرض کی آپ کا رب آپ کو سلام کہہ رہا ہے۔ اور یہ استفسار فرما رہا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو نبی ملک (بادشاہ نبی) بنا دیا جائے اور اگر چاہیں تو آپ خاکسار نبی بن جائیں۔ جبریل نے مجھے عاجزی اور فروتنی سے کام لینے کا اشارہ کیا، تو میں نے کہا

"نَبِیًّا عَبْدًا"

یعنی میں ایک خاکسار نبی بننا چاہتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپ ﷺ تکیہ لگا کر کبھی نہیں کھاتے تھے۔ اور فرماتے۔

اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ آکُلُ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبِیْدُ وَاَجْلِسُ کَمَا یَجْلِسُ الْعَبِیْدُ(1)

بلاشبہ میں ایک خاکسار بندہ ہوں اسی طرح کھاتا ہوں جیسے عام لوگ کھاتے ہیں اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جیسے عام لوگ بیٹھتے ہیں۔

اسی واقعہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

"فَمَا اَکَلَ بَعْدَ تِلْكَ الْکَلِمَةِ طَعَامًا مُتَّکِئًا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ"

اس بات کے بعد سرور عالمیاں ﷺ نے کبھی تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا حتی کہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔

"مَنْ تَوَاضَعَ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ"

1۔ امام بخاری، امام مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ 521

marfat.com

جو تواضع اور خاکساری سے کام لے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے بلند مقام پر فائز فرمادیتے ہیں اور جو تکبر کرے رب کریم ذوالجلال والاکرام اسے رسوا فرمادیتے ہیں۔

فتح مکہ کے دن جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی کو لے کر سلام کیلئے حاضر ہوئے تو آقائے دوجہاں ﷺ نے انہیں فرمایا۔

"لِمَ عَنَّيْتَ الشَّيْخَ يَا اَبَابَكْرٍ اَلاَّ تَرَكْتَهُ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا اٰتِيْهِ فِيْ مَنْزِلِه"

اے ابو بکر تم نے بوڑھے باپ کو کیوں تکلیف دی۔ انہیں وہیں رہنے دیتے میں خود ان کے ہاں حاضر ہو جاتا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

"بِاَبِيْ وَاُمِّيْ هُوَ اَوْلٰى اَنْ يَاْتِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، وہ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

آپ ﷺ بیماروں، مریضوں اور آفت زدہ لوگوں کی مجالس اور ان کی صحبت سے نفرت نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ انہیں اپنے دسترخوان پر بٹھاتے تھے۔

ایک آدمی آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور کھانا تناول فرما رہے تھے وہ چیچک (جکر کری) کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس کا سارا جسم آبلوں سے پر تھا۔ وہ جس شخص کے پاس بھی بیٹھتا وہ اس کے پاس سے اظہار نفرت کے طور پر اٹھ جاتا۔ آخر سرکار رسالت پناہ ﷺ نے اسے اپنے پہلو میں بٹھالیا۔

مروی ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ سب لوگ کھانا کھا رہے تھے کہ دروازے پر ایک سائل نے دستک دی۔ اس کے جسم پر لنجاپن تھا جسے عام لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔ جب وہ داخل ہوا تو سرکار نے اسے اپنی ران مبارک یا تکیے پر بٹھایا۔ اور فرمایا کھاؤ۔ قریش کے ایک آدمی نے اس سے نفرت و کراہت ظاہر کی۔ جب وہ آدمی فوت ہوا تو اس کا جسم بھی اسی طرح لنجا ہو گیا تھا۔

marfat.com

بعض اوقات آپ ﷺ بلا زین ڈالے گھوڑے، خچر یا دراز گوش پر سوار ہو جاتے، اپنے پیچھے اپنے غلام یا کسی اور شخص کو بٹھا لیتے اور اپنے گھوڑے کے چہرے کو اپنی آستین یا چادر کے پلوسے پونچھتے تھے۔ بنو قریظہ سے لڑائی کے دن آپ ﷺ ایک دراز گوش پر سوار تھے جس کی لگام بھی کھجور کے پتوں کی تھی اور کاٹھی بھی۔

آپ ﷺ نے ایک بوسیدہ کجاوے پر حج کیا جس کی چادر کی قیمت چار درہم سے زائد نہ تھی۔ آپ ﷺ دعا فرما رہے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا لَا رِیَاءَ فِیْهِ وَلَا سُمْعَةَ"

اے اللہ! اسے ایسا حج بنا دے جس میں کوئی ریا اور خود نمائی نہ ہو۔

حالانکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ اس حج میں ہی آپ ﷺ نے ایک سو اونٹوں کی قربانی دی تھی۔

شہنشاہ دو جہاں، راکب دوش براق ﷺ کے عجز و انکساری کی ایک اور مثال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو اور نہ ہی مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح دو، ہم ابراہیم علیہ السلام کی نسبت شک کے زیادہ حق دار ہیں۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح میں اتنا عرصہ پس دیوار زنداں گذارتا تو بلانے والے کی آواز پر ضرور لبیک کہتا۔ میری تعریف و توصیف میں اس طرح مبالغے سے کام نہ لو جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں کیا تھا میں اللہ کا بندہ ہوں لہٰذا یوں کہو "عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ" اے اللہ کے بندے اور رسول وہ شخص جس نے آپ ﷺ کو خیر البریہ (اے تمام خلائق سے بہترین) کا لقب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا خیر البریہ تو ابراہیم تھے۔(1)

آپ ﷺ اپنے گھر کے سارے کام کاج بذات خود کرتے تھے۔ اپنے کپڑوں سے جوئیں، پسو وغیرہ خود نکال لیتے تھے، بکری دودھ لیتے، آگ خود جلاتے، کپڑوں میں پیوند لگاتے، جوتا پھٹ جاتا تو خود گانٹھ لیتے، گھر میں خود جھاڑو دیتے، اونٹ کا گھٹنا باندھ لیتے، اونٹنی

1۔ مشکوٰۃ بحوالہ بخاری، مسلم کتاب الصید والذبائح، باب بدء الخلق وذکر الانبیاء فصل اول، صفحہ 506 بعد

marfat.com

کو خود گھاس ڈالتے اور اپنا سارا کام بذات خود کر لیتے تھے۔ گھر میں کبھی آپ ﷺ کو فارغ نہیں دیکھا گیا کبھی کسی مسکین کا جوتا گانٹھ رہے ہیں تو کبھی کسی بیوہ کے کپڑے سی رہے ہیں۔

خادم یا خادمہ کے ساتھ مل کر کھاتے خواہ آزاد ہو یا غلام اور اس کے ساتھ مل کر آٹا پیستے اور گوندھتے۔ بازار خود جاتے، خرید و فروخت کرتے اپنا سامان خود اٹھا کر لاتے، راستے میں جب کوئی سامان اٹھانے کیلئے آگے بڑھتا تو فرماتے

"صَاحِبُ الشَّئِ اَحَقُّ لِشَیْئِهِ اَنْ یَحْمِلَهُ اِلاَّ اَنْ یَکُوْنَ ضَعِیفاً فَیَعْجِزُ عَنْهُ فَیُعِیْنُهُ اَخُوْهُ الْمُسْلِمُ"

اپنی چیز مالک کو خود اٹھانی چاہئے مگر جب وہ تھک جائے یا کمزور ہو تو اس کا مسلمان بھائی اس کی مدد کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ کی ایک لونڈی تھی وہ جہاں چاہتی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتی۔ آپ ﷺ اپنا ہاتھ اس وقت تک نہ چھڑواتے جب تک وہ اپنی ضرورت پوری نہ کر لیتی۔ ایک عورت آئی اس نے عرض کی مجھے آپ ﷺ سے ایک کام ہے۔ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا مدینے کے جس راستے میں چاہو بیٹھ جاؤ میں تمہارے پاس بیٹھ جاؤں گا۔(1)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کو بیواؤں مساکین، غلاموں کے ساتھ جا کر ان کی حاجات کو پورا کرنے میں کوئی عار نہ تھی۔ ایک آدمی آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کی ہیبت و جلال سے اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا گھبراؤ نہیں میں کوئی فرشتہ نہیں بلکہ میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔

جب صحابہ میں سے کوئی آپ ﷺ کو ملتا اور آپ ﷺ کو روک لیتا تو آپ ﷺ اس وقت تک ٹھہرے رہتے جب تک وہ خود اجازت نہ لے لیتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب کوئی شخص رسول اکرم ﷺ سے کان میں کوئی بات کہنے لگتا تو آپ ﷺ اپنا سر

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 256 طبع وزارت تعلیم

marfat.com

پیچھے نہ ہٹاتے جب تک وہ خود پیچھے نہ ہو جاتا۔ اگر کوئی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے جب تک وہ خود نہ چھوڑ دیتا۔

اور غلام، آزاد، لونڈی، خوشحال، فقیر، شریف اور کمینے ہر ایک کی دعوت قبول فرما لیتے خواہ ان کا گھر کتنا ہی دور کیوں نہ ہو۔ آپ ﷺ کو جو کی روٹی اور خراب گوشت پر دعوت دی جاتی۔ کھانے کے بعد آپ ﷺ ان کیلئے یوں دعا فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ"

اے اللہ ان کے رزق میں برکت دے۔ ان کے گناہ بخش دے اور ان پر رحم فرما۔

یا ان الفاظ سے دعا فرماتے

"اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ"

روزہ دار تمہارے پاس روزہ افطار کریں۔ نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے دعا کریں۔

بعض اوقات ان الفاظ سے بھی دعا فرماتے

"اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِىْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِىْ"

اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا اسے پلا۔

اور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے بکری کے پائے پر دعوت دی جائے تو قبول کرلوں اور اگر دستی (کا گوشت) مجھے ہدیۃً دیا جائے تو قبول کرلوں۔

"لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِىَ اِلَىَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ"

marfat.com

اخلاق نبوی ﷺ کی جامعیت

سرکار رسالتمآب ﷺ کے حسن اخلاق اور تواضع کا خلاصہ یہی ہے جسے ابو سلمہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر کے امور خود ہی سرانجام دے لیتے تھے۔ اونٹنی کو چارہ ڈالتے، اونٹ کو باندھ لیتے، گھر میں جھاڑو دیتے بکری دوہ لیتے، جوتا مرمت کر لیتے، کپڑے کو پیوند لگا لیتے، گھر میں جھاڑو دیتے، خادم سے مل کر کھانا تناول فرماتے اور اگر وہ عاجز ہوتا تو اس کی جگہ آٹا گوندھ لیتے۔ بازار سے سودا سلف خرید لاتے۔ اسے کپڑے میں ڈال کر یا ہاتھ میں پکڑ کر لے جانے میں آپ ﷺ کو کبھی شرم وحیا محسوس نہ ہوتی تھی چنانچہ اسی حالت میں گھر تشریف لاتے غنی، فقیر، چھوٹے، بڑے سب سے مصافحہ فرماتے۔ چھوٹے، بڑے، کالے، سرخ، آزاد اور غلام سب نمازیوں کو سلام میں پہل فرماتے۔ آمد و رفت کیلئے آپ ﷺ کے پاس کوئی مخصوص لباس نہ تھا۔ دعوت کو قبول کرنے سے آپ ﷺ کو کوئی مانع نہ تھا اگرچہ پراگندہ حال یا گرد آلود ہی ہوتے۔ دعوت کے کھانے پر نفرت و حقارت کا اظہار نہیں فرماتے تھے اگرچہ ردی کھجور ہی کیوں نہ پیش کی جائے۔ صبح کا کھانا شام کیلئے باقی نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی شام کا صبح کیلئے۔ امور معاش میں ذلیل و کمزور نہ تھے، نرم خو، کریم الطبع، حسن سلوک کرنے والے، کشادہ رو، چہرے پر مسکراہٹ، غم واندوہ میں بھی چہرے پر تاثرات نہیں، سخت لیکن درشت نہیں، متواضع لیکن ذلیل نہیں، سخی نہ کہ فضول خرچ، ہر رشتہ دار پر مہربان، رقیق القلب، ہمیشہ گردن جھکائے ہوئے، پیٹ زیادہ بھرنے کی وجہ سے کبھی آپ ﷺ کو بدہضمی نہیں ہوئی۔ کسی چیز کی طرف دست طمع نہیں بڑھایا۔

ابو سلمہ کا قول ہے کہ میں حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور ان کو ابو سعید کی روایت سنائی تو وہ فرمانے لگیں کہ انہوں نے ایک حرف بھی غلط نہیں کہا۔ تاہم انہوں نے آپ ﷺ کو یہ نہیں بتایا کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور

marfat.com

نہ ہی کسی کی شکایت فرمائی۔ فاقہ کشی آپ ﷺ کے نزدیک خوشحالی اور غناء سے زیادہ پسندیدہ اور مرغوب تھی۔ رات بھر بھوکے سوتے لیکن اس کے باوجود اگلے دن روزہ رکھتے اگر آپ ﷺ چاہتے تو اپنے رب سے دعا فرماتے تو وہ آپ کو مشرق و مغرب سے زمین کے خزانے، پھل اور فراخی رزق عطا فرما دیتا۔ کتنی مرتبہ آپ ﷺ کی بھوک کو دیکھ کر میں رو دیتی اور آپ ﷺ کے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرتی، اور عرض کرتی میری جان آپ ﷺ پر قربان اے کاش آپ (ﷺ) دنیا سے بقدر کفاف ہی لے لیتے تو آپ ﷺ جواب دیتے اے عائشہ مجھ سے پہلے اولوالعزم رسولوں نے اس سے زیادہ مشکلات پر صبر کیا۔ لیکن رضائے خداوندی پر سر تسلیم خم کئے رہے حتی کہ جب اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اس نے انہیں عمدہ ٹھکانے اور ثواب جزیل سے نوازا۔ مجھے حیاء آتی ہے کہ اگر میں نے فراخی طلب کی تو میرا مقام کل ان کی نسبت کم ہو جائے گا۔ چند دن کا صبر میرے لئے اس بات سے پسندیدہ ہے کہ کل آخرت میں میرا اجر کم ہو جائے۔ اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ ملنے سے زیادہ کوئی چیز مجھے مرغوب نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کی قسم اس کے بعد ایک جمعہ نہیں گذرا تھا کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

آپ ﷺ اپنے صحابہ کی بہت تعظیم فرماتے تھے ان کے درمیان کبھی ٹانگیں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے تاکہ ان پر جگہ تنگ نہ ہو۔ جب جگہ تنگ ہو جاتی تو ان کو مجلس میں جگہ عطا فرماتے۔ ان کے مابین اس طرح گھل مل کر بیٹھتے گویا آپ ﷺ انہی میں سے ایک ہیں۔ آپ ﷺ کے گھٹنے ہم نشینوں سے آگے نہیں بڑھتے تھے حتی کہ اگر باہر سے کوئی اجنبی شخص آتا تو آپ ﷺ کو پہچان نہ سکتا چنانچہ اسے یہ پوچھنا پڑتا کہ سرکار دو عالم ﷺ کون ہیں۔

جب آپ ﷺ اکیلے تشریف فرما ہوتے یا چند صحابہ کرام ہوتے تو کبھی تکیہ لگا لیتے اور کبھی ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھ لیتے۔ بعض اوقات اکڑوں بیٹھ جاتے (یعنی سرین کے بل بیٹھ کر ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ لیتے) جو آتا کھڑے ہو کر اس کی تکریم فرماتے، انتہائی نرمی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ بعض اوقات اپنی چادر بچھا دیتے اور تکیہ آگے کر دیتے۔ اور اگر وہ بیٹھنے میں استحیاء محسوس کرتا یا خلاف ادب سمجھتا تو اللہ کی قسم دے کر اس کو

marfat.com

بٹھانے پر اصرار فرماتے۔

حبیب کبریاء ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ رب العزت نے جس طرح مجھے فرائض اد
کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح لوگوں کی خاطر مدارت کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔

بطور تکریم صحابہ کرام کو کنیت یا ان کے پسندیدہ ترین اسماء سے پکارا کرتے اور جب کسی کا
نام معلوم نہ ہوتا تو فرماتے۔

یا ابن عبداللّٰہ

اے اللہ کے بندے کے فرزند،

جب کوئی قبیح یا ناپسندیدہ نام سنتے تو اسے احسن اور عمدہ نام سے بدل دیتے جیسے آپ
ﷺ نے "عاصیہ" کا نام "جمیلہ" اور "عاصی" اور "ابن الاسود" کا "مطیع" اور "جبار بن
حارث" کا نام "عبدالجبار" رکھ دیا۔

کسی کی بات کو نہیں کاٹتے تھے مگر جب وہ حد سے تجاوز کر جاتا تو اس کو خاموش ہو جانے
کا حکم ارشاد فرماتے یا مجلس برخواست فرمادیتے۔ اسی طرح اگر آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے
ہوتے اور کوئی آپ ﷺ کا انتظار کر رہا ہوتا تو نماز مختصر فرمادیتے اور اس کی حاجت کے
بارے میں دریافت فرماتے۔ پھر دوبارہ اپنی نماز میں مشغول ہو جاتے۔

آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ تبسم فرمانے والے اور خندہ رو تھے مگر جب آپ
ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا ہوتا یا وعظ و ارشاد کا سلسلہ جاری ہوتا تو اس وقت آپ ﷺ پر
انقباض اور جلال کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہما
فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ تبسم فرمانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

جریر بجلی کا قول ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جب بھی ملا آپ ﷺ کے چہرے پر
تبسم تھا۔ بلاشبہ کشادہ روئی مکارم اخلاق سے ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے

"تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ أَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ"

اپنے مسلمان بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا بھی صدقہ ہے۔

marfat.com

باہر سے آنیوالے کو ان الفاظ سے آپ ﷺ خوش آمدید کہتے تھے۔

جیسے "مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ" ام ہانی کو خوش آمدید۔ (اُمِّ ھانی بنت ابو طالب فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں)

"مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ" (ہجرت کرنے والے اونٹ سوار کو خوش آمدید)

یہ الفاظ آنحضرت ﷺ نے عکرمہ بن ابو جہل کے حق میں فرمائے جب وہ واپس آئے۔

اسی طرح عمار کو فرمایا۔ "مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ"

عبداللہ ابن ام مکتوم کو جب بھی دیکھتے تو ارشاد فرماتے۔

"مَرْحَبًا بِمَنْ عَاتَبَنِي فِيهِ رَبِّي"

اس شخص کو خوش آمدید! جس کے سبب میرے رب نے مجھ پر عتاب فرمایا۔

اہل مدینہ کے خدام صبح کی نماز کے بعد بغرض تبرک اپنے برتن لے کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے آپ ﷺ اپنا دست شفا ان میں رکھ دیتے۔ حالانکہ بعض اوقات صبح کے وقت شدید سردی ہوتی۔

صحابہ کرام کے ساتھ گفتگو میں شریک ہوتے اگر وہ امور آخرت کے بارے میں بات چیت کر رہے ہوتے۔ اور اگر وہ کھانے پینے کا موضوع چھیڑ دیتے تو ان پر مہربانی اور کرم نوائی فرماتے ہوئے پھر بھی ان کے ساتھ شریک گفتگو ہو جاتے۔

بعض اوقات وہ آپ ﷺ کے سامنے ایک دوسرے کو شعر سناتے اور زمانہ جاہلیت کی یاد تازہ کر کے ہنستے تو سید کونین و ثقلین ﷺ انہیں دیکھ کر تبسم فرما دیتے۔ اور حرام چیز کے سوا ان کو کبھی نہیں جھڑکا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں آپ ﷺ کا پڑوسی تھا جب آپ ﷺ پر کوئی وحی اترتی تو مجھے بلا بھیجتے میں اسے لکھ دیتا۔ جب ہم دنیا کا ذکر کر رہے ہوتے آپ ﷺ بھی موجود ہوتے اور جب ہم آخرت کا ذکر کر رہے ہوتے اس وقت بھی آپ ﷺ شامل ہوتے اور جب دعوت وطعام کا ذکر چھڑتا اس وقت بھی آپ ﷺ شریک گفتگو ہوتے۔

marfat.com

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ سو سے زیادہ مرتبہ مجھے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو صحابہ کرام آپ ﷺ کے سامنے ایک دوسرے کو شعر سنا رہے ہوتے یا زمانہ جاہلیت کا ذکر ہو رہا ہوتا۔ آپ ﷺ یا تو خاموش رہتے یا پھر کسی وقت مسکرا دیتے۔

عمر بن زید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے آپ ﷺ کو امیہ بن ابی الصلب کے سو شعر سنائے۔

مالک کون و مکان ﷺ کی رجاحت عقل (دانش و بینش)

آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ ذہین تھے۔ عقل کے سو اجزاء ہیں ان میں سے ننانویں اجزاء آپ ﷺ میں ہیں اور ایک جزو سارے لوگوں کو محیط ہے۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے اکہتر کتب میں یہ پڑھا ہے کہ آنحضرت ﷺ ابتدائے آفرینش سے لے کر قیام قیامت تک سب لوگوں سے زیادہ راجح العقل اور فائق الرائے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ان سب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو عقل عطا فرمائی ہے اس کے مقابلے میں عام لوگوں کی عقول کی نسبت اس طرح ہے جیسے ریت کا ایک ذرہ تمام دنیا کے ریت کے ٹیلوں کے سامنے۔

اس کے باوجود آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام سے مختلف امور میں مشورہ طلب فرماتے تھے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ دوسروں سے مشورہ لینے والا کوئی نہیں دیکھا۔

حضور سرور کائنات ﷺ کے الفاظ قسم کا بیان

آپ ﷺ جب قسم اٹھانا چاہتے تو فرماتے

"لاَ وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ"

نہیں دلوں کو پھیر دینے والے کی قسم

marfat.com

بعض اوقات قسم میں فرماتے

"واستغفر اللّٰہ"

اور جب قسم میں تاکید پیدا کرنا چاہتے تو فرماتے

"لاَ وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِہٖ"

نہیں اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں ابوالقاسم (محمد) کی جان ہے۔

کبھی فرماتے۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے۔

اور کبھی فرماتے

"لا والذی نفسی بیدہ"

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

جب آپ ﷺ کسی بات پر قسم اٹھالیتے اور پھر وہ کام کرنا چاہتے تو بھی قسم نہیں توڑتے تھے۔ حتی کہ جب کفارہ والی آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا آج کے بعد اگر میں کوئی قسم اٹھاؤں گا۔ اور اس کے بعد اس بات کے علاوہ دوسری بات کو زیادہ مناسب سمجھوں گا تو میں قسم کا کفارہ ادا کردوں گا اور وہ کام کروں گا جو زیادہ بہتر ہے۔

آپ ﷺ کشادہ روئی، خندہ پیشانی اور اخلاق کریمانہ سے پیش آنے کے باوجود لوگوں سے محتاط رہتے تھے۔ طاقت ور، کمزور، قریب، بعید آپ ﷺ کے نزدیک حق میں سب برابر تھے۔ حق دار کو اس کا حق دلاتے اگرچہ اس کا نقصان خود آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کو اٹھانا پڑے۔

بعض اوقات آنحضرت ﷺ ظاہر کے علاوہ باطن کے ساتھ بھی فیصلہ فرمادیتے تھے۔ حالت غضب میں بھی فتویٰ دینا اور فیصلہ کرنا آپ ﷺ کے لئے مکروہ نہیں تھا۔ غضب و رضا دونوں حالتوں میں آپ ﷺ صرف حق بات ہی کہتے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے اگر کوئی ناپسندیدہ بات کہہ دی جاتی تو آپ ﷺ کے رخسار مبارک غیظ و غضب سے سرخ ہو جاتے۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ صرف حق بات ہی فرماتے۔ غضب اور غصہ

marfat.com

آپ ﷺ کو حق سے باہر نہیں نکالتا تھا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلاَّ وَحْىٌ يُوْحٰى (سورۂ نجم۔4/3)

اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے، نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

آپ ﷺ کسی سے درشتی اور ترشروئی سے پیش نہیں آتے تھے اور نہ ہی کسی پر زبردستی فرماتے تھے۔ معذرت کرنے والے کی معذرت کو قبول فرمالیتے اور اس کے دل کا حال اللہ تعالیٰ کے سپرد فرمادیتے۔

ہادیٔ برحق ﷺ کی دروغ گوئی سے نفرت

شہنشاہ عرب و عجم ﷺ کے نزدیک جھوٹ اور کذب بیانی سے زیادہ قابل نفرین چیز کوئی نہ تھی۔ جب کسی شخص کے منہ سے کوئی جھوٹی بات نکل جاتی تو آنحضرت ﷺ بطور تنبیہ دو یا تین ماہ تک اس سے قطع تعلق فرمالیتے۔ اور جھوٹ پر اپنے صحابہ اور اہل بیت کو ڈانٹ پلادیتے۔ ان میں سے کسی کے بارے میں جب آپ ﷺ کو علم ہوتا کہ اس نے جھوٹ بولا ہے تو آپ ﷺ اس سے اعراض فرمالیتے حتیٰ کہ وہ توبہ کرتا۔

کسی کی عیب جوئی نہ فرماتے۔ اور نہ ہی مباح کام کرنے پر اس کی مذمت فرماتے اور جب حرام یا مکروہ کا ارتکاب کیا جاتا تو عار دلائے بغیر اس سے روک دیتے۔

حدیث شریف میں ہے۔

"مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَ ذَالِكَ الذَّنْبَ"

جس آدمی نے اپنے بھائی کو کسی گناہ کی عار دلائی وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک یہ گناہ نہ کرلے۔

ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"لَوْ عَيَّرَ اَحَدُكُمْ أَخَاهُ بِرِضَاعِ الْكَلْبَةِ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرْضَعَ مِنْ تِلْكَ الْكَلْبَةِ"

ترجمہ:۔ اگر کسی نے اپنے بھائی کو کتیا سے رضاعت کی عار دلائی وہ اس دنیا سے اس

marfat.com

وقت تک نہیں جائے گا۔ جب تک اس کتیا کا دودھ نہ پی لے۔

بوقت عتاب آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

"مَا لَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ اَوْ تَرِبَتْ يَدَاكَ"

کیا ہے اس کی جبین خاک آلود ہو۔ یا تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

کسی کے سامنے حیاء اور کرم نوازی کی وجہ سے ناپسندیدہ بات نہیں فرماتے تھے نہ کہ خوف اور مدارات کی وجہ سے۔ ایک آدمی آپ ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوا اس کے کپڑوں سے زعفران کے رنگ کی خوشبو آرہی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے کچھ نہ کہا جب وہ چلا گیا تو لوگوں سے فرمایا اسے کہو کہ اسے دھو دے۔

آپ ﷺ کی جلد مبارک انتہائی شفاف اور لطیف تھی حتیٰ کہ ناراضگی اور خوشی کے اثرات آپ ﷺ کے چہرے پر ظاہر ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ نرم خو، حلیم الطبع تھے اور نہ تند مزاج، نہ سخت دل نہ ترش رو، نہ بازاروں میں شور و شغب کرنے والے، نہ فحش گو، نہ بدزبان، نہ لعنت کرنے والے، نہ گالی دینے والے، نہ بخیل، نہ عیب جوئی کرنے والے، نہ مداح، اور نہ ہی مذاق اڑانے والے تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں تھے دیتے بلکہ عفو و درگذر سے کام لینے والے تھے اور کسی کو ناامید نہیں فرماتے تھے۔

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ"

اور اگر ہوتے آپ تند مزاج، سخت دل تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے آس پاس سے (ضیاء القرآن، آل عمران 159)

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے سرکار دو عالم ﷺ کو اخلاق حسنہ کا بہترین مرقع بنا کر بھیجا۔ اور ارشاد فرمایا۔

"اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ"

برائی کا تدارک اس نیکی سے کرو جو بہتر ہے پس ناگہاں وہ شخص تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت ہے یوں بن جائے گا۔ گویا تمہارا جانی دوست ہے۔

(ضیاء القرآن، حم سجدہ، 34)

marfat.com

آپ ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا آپ ﷺ پر فرض تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

حضور ﷺ نے کسی کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا مگر جہاد فی سبیل اللہ کے دوران، نہ تو کبھی خادم کو مارا اور نہ عورت کو، ایک روایت میں ہے

"قَدْ عَاشَ مَا عَاشَ وَمَا ضَرَبَ بِيَدِهٖ خَادِمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً"

جب تک حیات رہے خادم، غلام، لونڈی کو ہاتھ سے کبھی نہیں مارا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

"مَارَأَيْتُه مُنْتَصِرًا مِنْ مَظْلَمَةٍ ظُلِمَهَا قَطُّ مَالَمْ تَكُنْ حُرْمَةٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ"

میں نے آپ کو کبھی کسی زیادتی کا انتقام لیتے نہیں دیکھا مگر جب اللہ تعالیٰ کے محارم کی پامالی ہو رہی ہو۔

ایک آدمی آپ ﷺ کی بارگاہ میں لایا گیا۔ عرض کی گئی یہ آپ ﷺ کو (معاذ اللہ) قتل کرنا چاہتا تھا۔

آپ ﷺ نے اسے فرمایا مت ڈرو اگر تم چاہتے تو بھی مجھے قتل نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ کے اوپر ایک نجرانی چادر تھی ایک اعرابی نے آپ ﷺ کی چادر مبارک کو اس زور سے کھینچا کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک پر نشانات پڑ گئے۔ پھر آپ ﷺ سے کہنے لگا اے محمد! اللہ کے دیئے ہوئے مال سے میرے ان دونوں اونٹوں کو لاد دیجئے۔ آپ ﷺ مجھے اپنا مال نہیں دیں گے نہ اپنے باپ کا۔ (دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ 518)

اس محبوب خدائے لم یزل نے کچھ دیر توقف فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا۔

"اَلْمَالُ مَالُ اللّٰهِ وَاَنَا عَبْدُهٗ"

مال اللہ تعالیٰ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے اس اعرابی سے فرمایا اے بدو! کیا خیال ہے تم سے انتقام لیا جائے گا؟

marfat.com

وہ کہنے لگا نہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیوں نہیں؟ وہ کہنے لگا کیونکہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔ یہ سن کر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ اور حکم ارشاد فرمایا کہ اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دی جائیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

"اِنَّ اَحسَنَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ مَادَعَاهُ اَحَدٌ مِنْ اَزْوَاجِهِ وَذُرِیَّتِهِ وَاَقَارِبِهِ وَاَحِبَّائِهِ مِنْ غَنِیٍّ اَوْ فَقِیْرٍ اِلاَّ قَالَ لَبَّیْکَ"

"بہترین سیرت حضرت محمد ﷺ کی سیرت ہے آپ کی ازواج مطہرات، اولاد اور خویش واقارب میں سے کسی نے آپ کو نہیں بلایا مگر آپ ﷺ نے جواباً لبیک کہا۔"

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

"سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ اَوَّلُ مَا یُوضَعُ فِی الْمِیْزَانِ حُسْنُ الْخُلقِ وَالسَّخَاء"

"میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ میزان میں سب سے پہلے حسن خلق اور سخاوت کو رکھا جائے گا۔"

ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں

"اَحَبُّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبُکُمْ مِنِّی مَجلِساً یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَحْسَنُکُمْ خُلُقاً"

روز قیامت تم میں مجھے زیادہ محبوب اور میرے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اخلاق حسنہ کے لحاظ سے حضور ﷺ سب سے فائق تھے۔ ایک دن آپ نے مجھے کسی کام کیلئے جانے کا حکم دیا۔ میں نے کہا میں ہرگز نہیں جاؤں گا۔ لیکن میرے دل میں یہ تھا کہ اللہ کے نبی کا حکم ضرور پورا کروں گا۔ میں باہر نکلا بازار میں بچے کھیل رہے تھے جب میں ان کے پاس سے گزرنے لگا کہ سرکار نے پیچھے سے مجھے گدی سے پکڑا جب میں نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا تو مسکرا رہے تھے فرمایا اے انیس! جو

marfat.com

حکم میں نے دیا ہے وہاں جاؤ گے یا نہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں جا رہا ہوں۔(1)

بارگاہ خداوندی میں مختار کائنات ﷺ کی گریہ وزاری

آپ ﷺ ہمیشہ اپنے اور امت کے معاملات میں مستغرق اور متفکر رہتے تھے۔ کسی لمحے خاطر عاطر کو چین نہ تھا۔ بلا ضرورت نہ بولتے اور اکثر خاموش رہتے۔ ایک روایت میں ہے کہ صرف وہ بات ارشاد فرماتے جس میں ثواب کی امید ہوتی۔ نامناسب اور بیہودہ بات کرنے والے سے رخ اقدس پھیر لیتے تھے۔ دنیوی معاملات میں آپ ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم فرمانا تھا۔ اور اخروی معاملات میں بعض اوقات آپ اتنا ہنستے کہ آپ ﷺ کے دانتوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔ آپ ﷺ کا گریہ شریف بھی ضحک کی جنس سے تھا کہ آواز بلند نہ ہوتی تھی۔ جس طرح آپ ﷺ کے ضحک (خندہ زن ہونا) میں قہقہہ نہیں تھا (2) آپ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا جاتیں۔ آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے ایسی آواز سنائی دیتی جیسے ہنڈیا جوش مار رہی ہو۔ (3) خصوصاً قرآن کریم سنتے وقت اور بعض اوقات رات کے وقت نماز پڑھتے وقت بھی گریہ وزاری کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

آپ ﷺ اپنی کلام کی ابتدا اور انتہاء اللہ رب العزت کے مبارک نام سے فرماتے۔ کوئی بات بھی ارشاد فرماتے آپ ﷺ کے مبارک چہرے پر تبسم ہوتا۔ آپ ﷺ کی کلام مبارک جوامع الکلم پر مشتمل تھی۔ حق وباطل کے مابین قول فیصل نہ زیادہ طویل نہ مختصر، نہ درشت اور کرخت اور نہ ہی حقیر، مجمع عام میں اپنی بات کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ لوگ اچھی طرح یاد کر لیں۔ ایک بات کو تین مرتبہ دہرانے کے بعد پھر نہیں دہراتے تھے۔ گفتگو ٹھہر ٹھہر کر اور آہستہ آہستہ فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی کلام میں تمہاری طرح تفصیل نہیں ہوتی تھی لیکن آپ ﷺ واضح اور

1۔ مسلم بحوالہ "مشکوٰۃ المصابیح"، صفحہ 518، طا کراچی

2۔ ضحک کے معنی چہرے کا انبساط ہے یہاں تک کہ خوشی سے دانت ظاہر ہو جائیں اگر آواز کے ساتھ ہو۔ اور دور سے سنا جائے اسے قہقہہ کہتے ہیں۔ اگر آواز تو ہو لیکن دور سے نہ سنا جائے تو ضحک کہتے ہیں۔ اگر بالکل آواز نہ پائی جائے تو اسے تبسم بولتے ہیں۔

3۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 7، صفحہ 117، طبع بیروت۔

marfat.com

سلیس گفتگو فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک سے نورانیت اور روشنی سی ظاہر ہوتی تھی۔ آپ ﷺ بلند آواز اور شیریں گفتار تھے۔ آپ ﷺ کی گفتگو میں اعلیٰ ترین فصاحت وبلاغت تھی جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"أُوْتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ"

مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔

حضور خاتم المرسلین ﷺ کا سکوت فرمانا چار وجوہات کی بنا پر تھا۔

بردباری، احتیاط، تقدیر کے معاملہ میں اور غور و غوض کیلئے آپ ﷺ کی بارگاہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی تعظیم میں آپ ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے صرف تبسم فرماتے تھے۔

marfat.com

مجلس نبوی ﷺ

شہنشاہ کونین حضور اکرم ﷺ کی مجلس حلم (بردباری)، علم، حیاء، بھلائی، صبر اور امانت کی مجلس تھی۔ اس میں آواز بلند نہ ہوتی تھی گویا اللہ رب العزت کے اس ارشاد کے مطابق ان کیلئے آواز بلند کرنا حرام تھا۔

"لاَ تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ"

(آپ کی مجلس میں) اپنی آوازیں حضور نبی کریم ﷺ کی آوازوں سے بلند نہ کرو۔

اس میں قبیح اور حرام باتوں کا ذکر نہ ہوتا تھا۔ رازداری کا لحاظ رکھا جاتا۔ سب لوگ درجہ میں برابر ہوتے تھے کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہ تھی مگر تقویٰ کے ساتھ باہم محبت کرتے، ایک دوسرے پر ترس کھاتے، عجز و انکسار کا مجموعہ۔ بڑے کی توقیر کرتے۔ چھوٹے پر رحم کھاتے۔ صاحب حاجت کو ترجیح دیتے۔ مسافر کی تعظیم کرتے۔

جب آپ ﷺ پر وحی اتر رہی ہوتی تو آپ ﷺ شدید کرب میں مبتلا ہوتے آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ سر مبارک کو جھکا لیتے، صحابہ کرام بھی اپنے سروں کو جھکا لیتے اس وقت آواز سنائی دیتی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز، جب یہ کیفیت دور ہوتی تو آپ ﷺ اپنا سر مبارک اوپر اٹھاتے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ جب وحی کا نزول ہو رہا ہوتا تو اس وقت آپ ﷺ پر کچھ دیر کیلئے بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ جب یہ کیفیت دور ہوتی تو آپ ﷺ لوگوں کو وحی سے آگاہ فرماتے۔

جب آپ ﷺ وعظ فرمارہے ہوتے تو صحابہ اس طرح خاموش بیٹھے رہتے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ جب آپ ﷺ خاموش ہو جاتے تو وہ بولنا شروع کر دیتے۔ اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں اختلاف کا اظہار نہ فرماتے بلکہ جب ایک شخص کوئی بات کہنے لگتا تو اس وقت تک خاموش رہتے جب تک وہ اپنی بات مکمل نہ کر لیتا آپ ﷺ مدح و تعریف میں

marfat.com

مبالغہ آرائی کو ناپسند فرماتے۔ اجنبی آدمی کی گفتگو کی سختی کو برداشت فرماتے۔ جیسے ایک اعرابی آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ میں آپ کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب لوگوں کی طرف مبعوث بنا کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللھم نعم (جی ہاں بالکل) اس نے پھر پوچھا میں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ دن رات میں پانچ نماز ادا فرمائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل۔

اس اعرابی نے کہا میں اللہ رب العزت کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر سال ایک ماہ کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللھم نعم جی ہاں بالکل۔ اعرابی نے کہا میں آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھنا چاہتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے اغنیاء سے صدقہ لے کر فقراء میں تقسیم فرمائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللھم نعم بالکل صحیح ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت میں بیان کردہ وہ واقعہ بھی آپ کو یاد ہوگا کہ ایک بدو نے چادر سے آپ ﷺ کی گردن مبارک کھینچ لی تھی اور کہنے لگا اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مال دے رکھا ہے اس میں سے میرے ان دو اونٹوں کو لاد دیجئے۔ آپ اپنے یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دیں گے۔

سرکار دو عالم ﷺ سب لوگوں سے کم ناراض ہونے والے اور جلدی راضی ہو جانے والے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"المؤمنُ بَطِئُ الغضَبِ وَسَرِيعُ الرِّضَا"

مومن بدیر خفا اور جلدی راضی ہو جانے والا (زود رضا) ہوتا ہے۔

جب آپ ﷺ کسی سے خفا ہوتے تو اپنا رخ مبارک اس سے پھیر لیتے اور جب خوش ہوتے تو اپنی آنکھ مبارک بند فرما لیتے۔ جب نماز کے باہر خطبہ وغیرہ کے دوران اشارہ فرماتے تو پورے کف دست (ہتھیلی) سے اشارہ فرماتے۔ اور جب نماز کے دوران اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے تو صرف شہادت کی انگلی اٹھاتے۔ جب تعجب کی

marfat.com

حالت میں ہوتے تو ہتھیلی مبارک کو الٹا کر دیتے اور جب بات چیت فرما رہے ہوتے تو دائیں انگوٹھے کے ساتھ بائیں کو ملا دیتے۔

جب نماز کے دوران آپ ﷺ کو سہو ہو جاتا تو دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے بائیں ران میں ضرب لگاتے اور فرماتے بسم اللہ اور جب دل گرفتہ اور ملول ہوتے تو ایک سے زیادہ مرتبہ ریش مبارک کو چھوتے۔ شیرازی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

"كَانَ اِذَا اغْتَمَّ أَخَذَ لِحْيَتَهُ بِيَدِهِ يَنْظُرُ طَرَفَيْهَا"

جب آپ ﷺ افسردہ خاطر ہوتے تو ریش مبارک کو دست مبارک میں پکڑ کر موئے مبارک کی طرف دیکھنے لگتے۔

اور ایک روایت میں ہے

"اِذَا اِشْتَدَّ غَمُّهُ مَسَحَ بَيَدِهِ عَلٰى رَاْسِهِ وَلِحْيَتِهِ وَتَنَفَّس الصعداء وقال حَسْبُنِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

جب آقائے نامدار ﷺ کی آزردگی اور کبیدگی میں اضافہ ہو جاتا تو آپ ﷺ اپنی داڑھی مبارک اور سر اقدس کو چھوتے تو طویل سانس لیتے اور فرماتے حَسْبُنِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی ہے اور بہترین مددگار)

حضور سرور عالم ﷺ پورے وقار اور متانت کے ساتھ مجلس میں تشریف لاتے، آداب مجلس کا خیال فرماتے۔ حاضرین مجلس کو تعلیم و تربیت کی خاطر ٹانگیں نہیں پھیلاتے تھے، نہ تھوکتے، نہ ناک صاف فرماتے، نہ ناخن تراشتے، نہ میل کچیل صاف فرماتے مگر جب آپ ﷺ اپنے اہل و عیال میں ہوتے یا صرف خواص موجود ہوتے۔ جب آپ ﷺ کو ہنسی آتی تو اپنے مبارک چہرے پر دست مبارک رکھ لیتے تاکہ کوئی چیز ظاہر نہ ہو اور قہقہہ نہ لگائیں۔

اکثر جب آپ ﷺ مجلس میں بیٹھتے تو ہاتھوں یا کپڑے کو اپنے اردگرد لپیٹ لیتے۔ بعض اوقات تشہد کی حالت میں تشریف رکھتے۔ نماز فجر ادا فرمانے کے بعد چار زانو ہو کر بیٹھتے حتیٰ کہ سورج پوری طرح بلند ہو جاتا۔

marfat.com

آنحضرت ﷺ کی رفتار مبارک

آپ ﷺ آگے جھک کر شائستہ انداز میں پوری قوت سے زمین سے قدم اٹھاتے، آپ ﷺ کی رفتار تیز مگر پروقار ہوتی تھی۔ جب آپ ﷺ چل رہے ہوتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے بلندی سے نیچے اتر رہے ہوں۔

آپ ﷺ فرماتے تھے۔

"سُرْعَةُ الْمَشْيِ يُذْهِبُ بَهَاءَ الْمُؤْمِنِ"

تیز رفتاری مومن کے وقار کو ختم کر دیتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی رفتار نہ تو اتنی تیز تھی کہ تھکا دے اور نہ اتنی ست کہ اکتا دے۔

چلتے ہوئے آپ ﷺ دائیں بائیں چہرہ نہیں ہٹاتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی چادر کسی درخت یا جھاڑی میں اٹک جاتی تو پیچھے نہیں دیکھتے تھے حتیٰ کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کو چادر اٹھا کر پیش کرتے۔ جب آپ کسی طرف ملتفت ہوتے تو پوری طرح اس طرف رخ مبارک پھیر لیتے۔

آپ ﷺ اپنی نگاہ مبارک زمین پر گاڑے رہتے۔ آسمان کی طرف بحالت خاموشی طویل نگاہ اٹھاتے۔ دوران گفتگو اکثر آپ ﷺ کی نگاہ مبارک آسمان کی طرف اٹھ جاتی تھی۔ اکثر اوقات آپ ﷺ کن انکھیوں سے دیکھتے تھے۔

جو پہلی مرتبہ آپ ﷺ کو دیکھتا اس پر رعب طاری ہو جاتا۔ اور جب آپ ﷺ کا واقف ہو جاتا آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی ثنا گستری ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"لَمْ أَرَ قَبْلَه وَلَا بَعْدَه مِثْلَه"

میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

marfat.com

درحقیقت آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بعینہ بیان کرنا کسی واقف کیلئے ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو "مکین امین" کا لقب دیا ہے۔ قرآن کریم نے عربی زبان میں آپ کی مدح سرائی فرمائی ہے۔

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے

وَأَبْيَضَ يُسْتَسقَى الغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ اليَتَامَى عِصمَةٌ لِلأَرَامِلِ

ان کی رنگت سفید ہے ان کے رخ انور کا واسطہ دے کر بارش کی بھیک مانگی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کی پناہ ہیں۔ اور بیواؤں کی عصمت کے محافظ ہیں۔

يطوفُ بِهِ الهُلاكُ مِنْ آلِ هَاشِمِ وَهُمْ عِنْدَهُ فِي نِعْمَةٍ وَ فَوَاضِلِ

خاندان بنی ہاشم کے مسکین ہلاک ہونے سے اس کے دامن کرم میں پناہ لیتے ہیں، پس وہ لوگ آپ کے پاس ہر قسم کے انعامات اور احسانات سے مالا مال کر دیئے جاتے ہیں۔

وَمِيزَانُ حَقٍّ لَا يَخِسُّ شَعْرَةً وَزَّانُ عَدْلٍ وَزْنُهُ غَيْرُ عَائِلِ (1)

آپ ﷺ حق کی ایسی میزان ہیں جو ذرہ برابر بھی کمی نہیں کرتی۔ عدل وانصاف فرمانے والے ہیں۔ کسی پر ظلم اور زیادتی روا نہیں رکھتے۔

جب آپ ﷺ کوئی بات فرمانا چاہتے تو آپ کے رفقاء آپ کے گرد حلقہ باندھ کر خاموشی سے بیٹھ جاتے اور اگر کوئی حکم ارشاد فرماتے تو اس کی بجا آوری کیلئے لپک کر بڑھتے۔ آپ کی تعظیم کی خاطر اور ادباً آپ کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کی محفل میں تشریف لاتے۔ مہاجرین وانصار تشریف فرما ہوتے ابو بکر و عمر بھی موجود ہوتے لیکن کوئی بھی آپ کی طرف نگاہ نہ اٹھاتا۔

ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر و عمر کے سوا کوئی بھی سر نہ اٹھاتا وہ آپ ﷺ کو دیکھتے اور آپ ﷺ ان کو دیکھتے وہ آپ کو دیکھ کر مسکراتے اور آپ ﷺ انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے۔

1۔ سیرت نبوی دحلان جلد اول صفحہ 89

marfat.com

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کو اس طرح نہیں بلاتے تھے جیسے عام طور پر ایک دوسرے کو بلند آواز سے پردے کے پیچھے سے پکارتے تھے بلکہ وہ احترام کے القاب سے آپ کو یاد کرتے تھے جیسے یا نبی اللہ، یا رسول اللہ وغیرہ۔ اور تعظیم و توقیر کے ساتھ ساتھ آواز کو بلند نہیں ہونے دیتے تھے۔

جب وہ کسی موقع پر آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتے جیسے جمعہ، عیدین، جنگ یا مختلف امور میں مشورہ کیلئے تو بلا اجازت واپس گھر نہیں جاتے تھے۔ بلا اجازت آپ ﷺ کی مجلس سے اٹھ جانا ان کے نزدیک گناہ عظیم شمار ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کے احترام و اجلال کی خاطر وہ آپ ﷺ کے دروازے پر ناخنوں سے دستک دیتے تھے۔ آپ ﷺ نہ تو لوگوں کو زیارت سے منع فرماتے تھے اور نہ ہی لوگ آپ ﷺ سے اعراض کرتے تھے۔ جو بھی راستے میں ملتا سلام کرتا، صحابہ کرام آپ ﷺ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کرنے لگتے۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میں جب بھی آپ ﷺ سے ملا آپ ﷺ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا۔

آپ ﷺ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے بلکہ پہلے وہ آدمی ہی اپنا ہاتھ چھڑاتا تھا۔ اور کسی سے اپنا رخ انور نہیں پھیرتے تھے بلکہ وہ ملاقات کرنے والا ہی پہلے رخ پھیرتا تھا۔ جب بھی کوئی شخص آپ ﷺ سے ملتا تو آپ ﷺ اپنا دست شفا اس پر پھیرتے اور اس کیلئے دعا فرماتے۔ آپ ﷺ جب لوگوں سے ملتے تو سلام کے ساتھ ساتھ مصافحہ بھی فرماتے۔

سفر و حضر میں صحابہ کرام کو اپنے آگے آگے چلنے کا حکم ارشاد فرماتے اور خود پیچھے پیچھے چلتے حالت حضر میں پیچھے رہنے کی وجہ تواضع کا اظہار اور صحابہ کرام کو تعلیم دینا مقصود ہوتا۔ اور حالت سفر میں پیچھے چلنے کا مقصد یہ تھا کہ کمزور لوگوں کا خیال رکھا جاسکے کہیں وہ پیچھے نہ رہ جائیں۔ دفاعی نقطہ نگاہ بھی آپ ﷺ کے پیش نظر ہوتا۔

آقائے نامدار تاجدار مدینہ ﷺ کسی کو اپنے پیچھے چلنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ فرماتے میرے پیچھے ملائکہ کیلئے جگہ خالی رہنے دو ابو امامہ باہلی فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے چل رہے تھے۔ جوتوں کی کھڑکھڑاہٹ سن کر آپ ﷺ نے

marfat.com

توقف فرمایا اور حکم دیا کہ آگے چلو ہم نے عرض کی سرکار ﷺ ہم آپ کے آگے چلیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں اپنے پیچھے تمہارے جوتوں کی آواز سن کر سمجھا کوئی چیز میرے دل میں داخل ہو رہی ہے۔

آپ ﷺ نعلین شریفین (پاپوش مبارک) میں چلا کرتے اور بعض اوقات برہنہ پا پیدل بھی چلتے۔

جب آپ ﷺ کسی کے دروازے پر آتے تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑا ہونے کی بجائے دائیں، بائیں کھڑے ہوتے اور فرماتے السلام علیکم (تم پر سلامتی ہو)

اپنے صحابہ کیلئے تکالیف برداشت فرماتے، صفائی کا خیال رکھتے، خوشبو لگانا کسی حال میں ترک نہیں فرمایا خواہ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہو۔ آئینہ، مسواک، قینچی، روغن دان (تیل کی شیشی)، کنگھی، سرمہ دانی یہ اشیا سفر و حضر میں آپ ﷺ کے ہمراہ رہتی تھیں۔

جب آپ ﷺ لوگوں سے ملاقات کیلئے نکلنے کا ارادہ فرماتے۔ پانی کے آفتاب میں دیکھ کر ریش مبارک سر اقدس کے بال اور عمامہ درست فرمالیتے اور ارشاد فرماتے۔

"اِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ وَيُحِبُّ الجَمَالَ سَخِيٌّ يُحِبُّ السَّخَاءَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ"

بے شک اللہ تعالیٰ حسین ہے اور حسن کو پسند فرماتا ہے۔ سخی ہے سخاوت کو مرغوب رکھتا ہے صاف ہے صفائی پسند ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سرکار دو عالم ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس تشریف لے جانا چاہتے تو پانی کے مٹکے میں عمامہ اور موئے مبارک درست فرمالیتے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی

"أَوَ تَفْعَلُ ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ"

یارسول اللہ کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں۔

تو آپ ﷺ نے جواب دیا

"نعم اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَتَزَيَّنَ لِاِخْوَانِهٖ إِذَا خَرَجَ إِلَيْهِمْ"

marfat.com

ہاں، اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے یہ پسند فرماتا ہے کہ اپنے بھائیوں کے پاس جائے تو اپنے آپ کو خوبصورت بنالے۔

جب کوئی وفد آتا تو آپ ﷺ اچھے کپڑے زیب تن فرماتے۔ اکثر صحابہ کو بھی یہی حکم ارشاد فرماتے، عمامہ سر پر رکھتے اور اس کے پیچ پانی کے مٹکے میں صحیح فرماتے۔

مروی ہے کہ آقائے دو عالم ﷺ ایک دن جب باہر تشریف لائے تو آپ نے ایک رداء مبارک (چادر) اوڑھ رکھی تھی جس کی قیمت ایک ہزار درہم اور ایک روایت کے مطابق چار ہزار درہم تھی۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔

"اذا انعم اللّٰہُ علی عَبْدِہ نِعْمَۃً یَجِبُ أَنْ یُری آثَارَ النِّعْمَۃِ عَلَیہ"

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو اس کے اثرات اس پر نظر آنے چاہئیں۔

آپ ﷺ اپنے صحابہ کی خبر گیری فرماتے اور ان کے بارے میں استفسار فرماتے رہتے۔ اگر کوئی ان میں سے بیمار ہو جاتا تو اس کی عیادت فرماتے خواہ اس کا گھر مدینہ منورہ کے آخری سرے پر ہی کیوں نہ ہو۔ جو کچھ عرصہ کیلئے موجود نہ ہوتا اس کیلئے دعا فرماتے۔ جس کی وفات ہو جاتی اس کیلئے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھتے، دعا فرماتے اور جنازہ میں شرکت فرماتے۔

حضرت ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائیوں (صحابہ کرام) سے تین دن تک غائب ہو جاتا تو اس کے بارے میں دریافت فرماتے اگر سفر پر ہوتا تو اس کیلئے دعائے خیر فرماتے اور اگر وہ موجود ہوتا تو اس کی ملاقات کو تشریف لے جاتے۔ اور اگر بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کو جاتے۔

اگر کسی کے بارے میں خیال اقدس میں یہ اندیشہ ہوتا کہ اس نے کوئی بات محسوس کی ہے تو فرماتے۔

"لَعَلَّ فُلاناً وَجَدَ عَلَیْنَا فِی شَیْئٍ اَوْرَایٰ مِنَّا تَقْصِیْراً اِنْطَلِقُوْا بِنَا اِلَیْہ"

شاید فلاں ہم سے خفا ہو گیا ہے یا اس نے ہم میں کوئی کوتاہی ملاحظہ کی ہے ہمیں اس کے پاس لے چلو۔

marfat.com

چنانچہ تشریف لے جاتے اور اس کے گھر میں قدم رنجہ فرماتے۔

نماز فجر ادا کرنے کے بعد لوگوں کی طرف رخ انور پھیر کر تشریف فرما ہوتے اور استفسار فرماتے کیا تم میں سے کوئی بیمار ہے کہ میں اس کی عیادت کروں۔ اگر صحابہ عرض کرتے نہیں۔ پھر آپ ﷺ ارشاد فرماتے کیا تم میں کسی کا جنازہ ہے کہ اس کے ہمراہ چلوں۔ اگر یہ عرض کی جاتی کہ نہیں تو ارشاد فرماتے تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرے۔ اپنے اصحاب کے باغات میں تشریف لے جاتے، ان کی ضیافت میں شریک ہوتے۔

اگر آپ ﷺ سوار ہوتے تو کسی کو اپنے ساتھ پیادہ چلنے کی اجازت نہ دیتے حتی کہ اسے اپنے ساتھ سوار فرما لیتے۔ اگر وہ انکار کر دیتا تو فرماتے مجھ سے پہلے منزل تک پہنچ جاؤ۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ، ننگے دراز گوش پر سوار تھے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آگئے۔ اور آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے سرکار نے انہیں قسم دی کہ سوار ہو جاؤ۔ وہ سوار ہوگئے اور آپ ﷺ کے کپڑے مضبوطی سے پکڑ لئے۔ تو دونوں نیچے آرہے۔ سرکار نے انہیں دوبارہ سوار ہونے کا حکم دیا انہوں نے دوبارہ آپ کے کپڑے پکڑ لئے لیکن دونوں نیچے آرہے۔ سرکار نے انہیں پھر سوار ہونے کا حکم دیا لیکن انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے لئے یہ بات قابل برداشت نہیں کہ بار بار آپ کو گراتا رہوں۔ (تین مرتبہ انہوں نے ایسے ہی عرض کیا) تو آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا، یا تو میرے پیچھے کافی فاصلہ رکھ کر چلو یا پھر آگے چلے جاؤ اور ان کو اپنے پیچھے نہ چلنے دیا۔

جو آپ ﷺ کی خدمت کرتا اس کی خدمت فرماتے۔ آپ کی چند لونڈیاں اور غلام تھے۔ لیکن آپ ﷺ اپنے جیسا ہی ان کو بھی کھلاتے پلاتے۔ اور فرمایا کرتے۔

"اِنَّ اِخْوَانَکُمْ خَوَلُکُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ فَمَنْ کَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ یَدِه فَلْیُطْعِمْه مِمَّا یَاکُلُ وَلْیُلْبِسْهُ مِمَّا یَلْبَسُ وَلَا تُکَلِّفُوْ هُمْ مَا یَغْلِبُهُمْ فَاِنْ کَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا یَغْلِبُهُمْ فَاَعِیْنُوْهُمْ"

بے شک تمہارے بھائی تمہارے خادم ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضے میں دیا ہے جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے وہ پہنائے

marfat.com

جو وہ پہنتا ہے اور ان کو ایسی تکلیف نہ دو جسے برداشت کرنے کا ان میں حوصلہ نہ ہو اگر تمہارے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو تو ان کی مدد کرو۔(1)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے دس سال آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ خدا کی قسم میں سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہا مگر میری نسبت آپ نے میری زیادہ خدمت فرمائی۔ اور مجھے کبھی اف تک نہیں فرمایا۔ اور اگر میں نے کوئی کام کیا تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور اگر کوئی کام نہ کیا تو یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ کبھی مجھے کسی بات پر ملامت نہیں فرمائی اگر گھر کا کوئی فرد مجھے جھڑکتا تو آپ ﷺ فرماتے اسے چھوڑ دو۔ جو چیز خدا کی قدرت میں ہو واقع ہو کر رہتی ہے۔

ایک سفر میں آپ ﷺ نے ایک بکری کا گوشت پکانے کا حکم دیا۔ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! میں اسے ذبح کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں کھال اتاروں گا تیسرے نے کہا میں اسے پکاؤں گا۔ تو تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا میں لکڑیاں جمع کروں گا۔ سب نے عرض کی یارسول اللہ! ہم سب آپ کی طرف سے یہ کام کرنے کیلئے کافی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے جواب دیا مجھے یہ علم ہے کہ تم میری طرف سے یہ کام کرنے کیلئے کافی ہو لیکن مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ اپنے آپ کو فوقیت دے کر بیٹھا رہوں۔ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ بندے سے یہ بات ناپسند فرماتا ہے کہ اپنے ساتھیوں میں ممتاز ہو کر بیٹھا رہے۔ یہ فرمایا اور اٹھ گئے اور لکڑیاں جمع کر کے لے آئے۔

ایک سفر کے دوران نماز کیلئے ایک جگہ پڑاؤ فرمایا جب سرکار دو عالم ﷺ مصلے پر کھڑے ہوئے تو یکایک پیچھے ہٹنے لگے۔ عرض کی گئی یارسول اللہ کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا اونٹنی کو باندھ دوں۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ہم حاضر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی کسی سے مدد نہ لے اگرچہ مسواک کا چبانا ہی ہو۔

جو آپ کی خدمت کرتا اس کیلئے دعائے خیر فرماتے جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کیلئے پانی کا لوٹا رکھا تو فرمایا "اَللّٰھم فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ" اے اللہ اسے دین کی سمجھ

1۔ مشکوۃ، صفحہ 518

marfat.com

عطا فرما۔ اسی طرح ایک آدمی نے دیکھا کہ آپ ﷺ پاپوش (نعلین مبارک) کی مرمت فرمانا چاہتے ہیں تو عرض کی یارسول اللہ! لایئے میں مرمت کر دوں۔ آپ نے اسے اجازت دی جب وہ فارغ ہوا تو فرمایا۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّه اَرَادَ رِضَائِي فَارْضَ عَنْهُ"

اے اللہ اس نے میری رضامندی کے حصول کی خواہش کی ہے تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ بعض اوقات آپ ﷺ فرماتے۔

"جزاك الله خيراً"

اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

ایک شخص نے آپ ﷺ کی پاسبانی کی تو فرمایا "حفظك الله"

(اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔)

جو شخص آپ سے کوئی تکلیف دہ چیز دور کرتا تو فرماتے۔

"لَايَكُوْنُ بِكَ مَايَسُوْءُ صَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ مَاتَكْرَهُ"

تمہیں کوئی تکلیف نہ ہو، اللہ تعالیٰ ہر ناپسندیدہ بات سے تمہیں محفوظ فرمائے اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے۔ آپ کا فرمان ہے۔

"اِنَّ رَبِّيْ اَمَرَنِيْ اَنْ يَكُوْنَ نُطْقِيْ ذِكْرًا وَصَمْتِيْ فِكْرًا وَنَظْرِيْ عِبْرَةً"

بے شک میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میرا بولنا ذکر، خاموش رہنا غور و فکر اور دیکھنا عبرت کیلئے ہو۔

آپ ﷺ جب بھی مجلس سے کھڑے ہوتے تو فرماتے۔

"سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"

پاک ہے آپ کا رب، جو عزت کا مالک ہے ان (ناسزا باتوں سے)، جو وہ کیا کرتے ہیں اور سلامتی ہو سب رسولوں پر۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ (صافات۔ 180، ضیاء القرآن)

marfat.com

یا فرماتے

"سُبْحانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ"

یہ کلمات اس بات کی علامت ہوتے کہ آپ ﷺ مجلس سے اٹھنے والے ہیں۔

ابن سنی کی روایت میں ابو امامہ سے منقول ہے کہ جب آپ ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور واپس لوٹنا چاہتے تو دس سے پندرہ مرتبہ استغفار فرماتے۔ عبد اللہ حضرمی کی روایت ہے کہ جب آپ ﷺ مجلس سے اٹھتے تو بیس مرتبہ بآواز بلند استغفار فرماتے۔(1)

آپ ﷺ اپنے لئے جگہ مخصوص نہیں کرتے تھے اور مباح جگہوں پر بھی اپنے لئے نشست مخصوص کرنے سے منع فرماتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے آدمی کو مسجد میں اپنے لئے جگہ مختص کرنے سے منع فرمایا۔ جیسے اونٹ صرف اپنے ہی باڑے میں پناہ لیتا ہے۔

آپ ﷺ جب کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں بیٹھ جاتے صدر مجلس میں نہ بیٹھتے اور اپنے صحابہ کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے۔ اور فرماتے۔

"اِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ عَبْدَهُ أَنْ يَرَاهُ مُتَمَيِّزاً"

بے شک اللہ تعالیٰ بندے سے یہ ناپسند فرماتا ہے کہ وہ دوسروں پر نمایاں نظر آنے کی کوشش کرے۔

آپ ﷺ اپنے تمام ہم نشینوں پر پوری توجہ فرماتے تاکہ کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ فلاں آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ جو کوئی آدمی کسی کام کیلئے حاضر ہوتا تو جب تک وہ نہ اٹھ جاتا نہ اٹھتے۔ اسی طرح کوئی شخص کھڑا ہو کر اپنی حاجات کو بیان کرنا شروع کرتا تو آپ ﷺ کھڑے رہتے حتیٰ کہ وہ شخص خود واپس ہو جاتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

"وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ الآيه" (کہف۔28)

اور روکے رکھئے آپ (ﷺ) اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو (ضیاء القرآن)

1۔ آپ ﷺ کے استغفار کے الفاظ اس طرح ہوتے "استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ" بلند آواز سے پڑھنے کا مقصد مجلس کو تعلیم دینے کیلئے تھا۔

marfat.com

مگر جب آپ ﷺ کو جلدی ہوتی تو اس سے اجازت لے لیتے۔

آپ ﷺ مریضوں کی عیادت فرماتے، اگرچہ منکف ہی کیوں نہ ہوں۔ مساکین سے محبت فرماتے، ان کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، ان کے جنازوں کی مشایعت فرماتے۔ ابتداء اسلام میں جب کوئی جنازہ آتا تو آپ ﷺ دریافت فرماتے کیا اس کے ذمے قرض ہے؟ اگر عرض کی جاتی جی ہاں۔ تو استفسار فرماتے کیا قرض کی ادائیگی کیلئے اس نے کوئی مال چھوڑا ہے؟ اگر عرض کی جاتی ہاں تو اس کی نماز جنازہ ادا فرماتے وگرنہ ارشاد فرماتے اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھو جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتوحات و فراخی عطا فرمائی تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کہ میں مومنین کی جانوں کی نسبت ان کا زیادہ حق دار ہوں۔ آج کے بعد جو شخص قرض چھوڑ کر مرے اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے۔ اور اگر اس کے پاس مال ہو تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے کوئی حق یا مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔ اور اس کا قرض اور اہل و عیال کا نفقہ میرے ذمے ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ کے بعد یہ ہر امام پر فرض ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میرے بعد ہر امام پر آپ ﷺ نے رحمت و رافت کے دائرے کو وسعت دی امت کے باپ بن گئے اور سب لوگ آپ ﷺ کے نزدیک درجہ میں برابر ہو گئے۔

آداب طعام (خورد و نوش)

نہ کسی فقیر کو حقارت کی نظر سے دیکھتے اور نہ کسی بادشاہ کے رعب میں آتے۔ نعمت کی قدر کرتے اگرچہ تھوڑی ہو اور اس کی مذمت نہ فرماتے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کی نگاہ دیوار پر پڑے ہوئے خشک ٹکڑے پر پڑی جس پر غبار جما ہوا تھا آپ نے اسے اٹھا کر پونچھا، چوما، آنکھوں سے لگایا اور تناول فرمالیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

"يَا عَائِشَةُ أَحْسِنِي مُجَاوَرَةَ نِعَمِ اللهِ فَإِنَّ النِّعْمَةَ قَلَّمَا نَفَرَتْ عَنْ أَهْلِ بَيْتٍ لَمْ تَكَدْ تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ"

اے عائشہ! اللہ کی نعمتوں کی اچھی طرح حفاظت کر، بے شک جب کوئی نعمت کسی

marfat.com

گھر سے اعراض کرلے تو پھر کبھی لوٹ کر ان کے پاس نہیں آتی۔(1)

ایک روایت بایں الفاظ وارد ہوئی ہے۔

"اَحْسِنُوْا جِوَارَ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تُنَفِّرُوْهَا فَقَلَّمَا زَالَتْ عَنْ قَوْمٍ فَعَادَتْ إِلَيْهِمْ"

اللہ کی نعمتوں کا خیال رکھو۔ ان سے اظہار نفرت نہ کرو۔ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کوئی نعمت کسی سے چلی گئی ہو اور پھر دوبارہ ان کے پاس لوٹ کر آئے۔

"اَكْرِمُوْا الْخُبْزَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَخَّرَ لَهُ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالْحَدِيْدِ وَالْبَقَرِ وَابْنِ آدَمَ"

روٹی کی تکریم کرو بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان، اوزار (لوہے)(2)، حیوان اور ابن آدم کی برکات اس کیلئے مسخر کر دی ہیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذٰى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ"

جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس کو صاف کر کے کھالے اور شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔

ترمذی کے الفاظ میں۔

"إِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَسَقَطَتْ لُقْمَةٌ فَلْيُمِطْ مَارَآى بِهٖ مِنْهَا ثُمَّ لِيَطْعَمْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ"

جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھا رہا ہو کہ لقمہ گر جائے تو جو میل اس پر لگی ہے صاف کر کے کھالے اور شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔

1۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عورت نے روٹی کے ٹکڑے سے بچے کو استنجا کروایا۔ اور اسے ایک سوراخ میں رکھ دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس شہر کو قحط میں مبتلا کر دیا۔ بھوک سے بیتاب وہ عورت وہی ٹکڑا کھانے پر مجبور ہو گئی۔ چنانچہ اسے کھا گئی۔ (بحوالہ شرح جامع صغیر)

2۔ سخاوی و شیخ شمس الدین: المقاصد الحسنۃ"، ص 98-97، دار الکتب العلمیہ، بیروت (طبع اول 1407ھ۔ 1987ء)

marfat.com

حضور ﷺ نے کبھی مباح کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر طبیعت مبارکہ متقاضی ہوتی تو تناول فرمالیتے۔ وگرنہ چھوڑ دیتے اگر کوئی کھانا ناپسندیدگی کی بنا پر چھوڑ دیتے تو دوسروں کو اس سے کراہت نہ دلاتے۔ تاہم حرام کی مذمت فرماتے اور اس کے کھانے سے منع فرماتے تھے۔

جب آپ ﷺ کے پاس کوئی کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ استفسار فرماتے کیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ (أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ) اگر عرض کی جاتی صدقہ ہے تو اپنے صحابہ کرام کو حکم ارشاد فرماتے۔ کھاؤ اور خود نہ کھاتے۔ اور اگر عرض کی جاتی ہدیہ ہے تو ان کے ساتھ مل کر کھاتے۔

اپنے گھر میں کنواری دوشیزہ سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ کبھی کھانے کا سوال نہیں کیا اور نہ ہی کھانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اگر کوئی چیز پیش کی جاتی تو تناول فرمالیتے۔ جو کچھ پیش کیا جاتا قبول فرمالیتے۔ جو کچھ پلایا جاتا پی لیتے۔ بسا اوقات آپ ﷺ بذات خود اٹھ کر بھی کھانے پینے کی اشیاء لے لیتے تھے بوقت ضرورت گوشت اور پنیر چھری سے کاٹ لیتے۔

جب موسم کا پہلا پھل آتا تو فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا"

اے اللہ ہمارے پھل، شہر، صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔

جب کوئی چیز آتی تو مجلس میں موجود سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور اسے عطا فرما دیتے۔ طبرانی و حکیم کی روایت میں ہے کہ جب موسم کا پہلا پھل لایا جاتا اسے اپنی آنکھوں پر رکھتے، پھر ہونٹوں سے لگاتے اور فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهُ فَاَرِنَا آخِرَهُ"

اے اللہ! جس طرح تو نے ہمیں اس کا آغاز دکھایا ہے اس کا آخر بھی دکھا۔

پھر وہاں موجود بچوں میں تقسیم فرما دیتے۔

نوادر الاصول میں ہے کہ جب موسم کا پہلا پھل آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا تو اسے اپنی دونوں آنکھوں پر باری باری تین بار رکھتے۔

آپ ﷺ اندھیرے کمرے میں کبھی داخل نہ ہوتے مگر جب آپ ﷺ کیلئے چراغ

marfat.com

جلایا جاتا۔ لیکن سونے سے پہلے اسے بجھادیتے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ صبح کے وقت آپ ﷺ چراغ کو ناپسند فرماتے۔

اپنے پڑوسی کا خیال فرماتے خواہ مسلمان ہو تا یا کافر اور فرماتے پڑوسی کا احترام اپنے خون کی طرح ہے۔ اور فرماتے کہ جبریل مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت فرماتے رہے حتیٰ کہ میں نے سمجھا وہ اسے وراثت میں شریک بنادیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا۔ "واللّٰه لا یُؤْمِنُ وَاللّٰه لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ" (خدا کی قسم مومن نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم مومن نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم مومن نہیں ہو سکتا) عرض کی گئی وَمَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! (کون یارسول اللہ) فرمایا جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ ایک روایت میں لا یؤمن کی جگہ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ (جنت میں داخل نہیں ہو گا کے الفاظ ہیں)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی

یارسول اللہ ﷺ ماحد الجوار؟ پڑوس کی حد کیا ہے؟

"قَالَ اَرْبَعُوْنَ دَاراً هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا وَاَشَارَ قُدَّامًا وَیَمِیْناً وَخَلْفاً وَشِمَالاً"

چاروں سمت اشارہ کر کے فرمایا چالیس گھروں تک۔

آپ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے اے اللہ میں برے مستقل پڑوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ بے شک صحرائی پڑوسی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے اور فرماتے تھے۔

"جَارُالسُّوْءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَۃِ قَاصِمُ الظَّهْرِ"

مہمان کی تکریم فرماتے اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ حتیٰ کہ اپنی چادر اور قمیص اتار کر مشرکین کے سردار کیلئے بچھادیتے۔ اس کا ذکر پیچھے گذر چکا ہے۔

نجاشی کا وفد آیا تو آپ ﷺ بنفس نفیس ان کی خدمت کرنے لگے صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ان کی خدمت کیلئے ہم حاضر ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے ہمارے اصحاب کی خدمت و تکریم کی تھی میں چاہتا ہوں کہ انہیں اس کا بدلہ دوں لہٰذا ان کی

marfat.com

خدمت میں خود کروں گا۔ ان کیلئے اس سے بڑا اور اعزاز کیا ہو سکتا تھا کہ حضور ﷺ نے بذات خود ان کی خدمت فرمائی۔

آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔

”مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ“

جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اپنے مہمان کی تعظیم کرے اور جو شخص اللہ رب العزت اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

آپ ﷺ کا وقت تین امور کے علاوہ کسی اور بات میں نہیں گذرتا تھا۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے۔ ۲۔ ضروری امور جن کے بغیر چارہ نہ ہو۔ ۳۔ اہل بیت کے معاملات میں۔ دو باتوں میں کبھی بھی آپ ﷺ کو اختیار نہیں دیا گیا۔ مگر آپ ﷺ نے آسان چیز کو اختیار فرمایا۔ بشرطیکہ گناہ نہ ہو۔ اگر وہ گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے زیادہ آپ ﷺ اس سے دور ہوتے۔ ایک روایت کے مطابق اگر اس میں قطع رحمی ہوتی تو سب لوگوں سے زیادہ آپ ﷺ اس سے بچتے تھے۔

آپ ﷺ فال کو پسند فرماتے اور بدشگونی لینے کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

”لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطِيِّرَ لَهٗ“

جس نے بدشگونی کی یا اس کیلئے بدشگونی کی گئی تو اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ (1)

1۔ حکیم اور بغوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ بدشگونی اور بدفالی کے قائل نہیں تھے۔ لیکن فال کو اچھا جانتے (كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ وَيُعْجِبُهُ الْفَأْلُ) اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے بارے میں سوء ظن نہیں رکھتے تھے۔ قضاء اور تقدیر سے فرار اختیار نہیں کرتے۔ اہل عرب کی طرح یہ اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ مصائب کے اترنے میں اسباب موثر ہوتے ہیں۔ (کیونکہ موثر حقیقی تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔) فال سے مراد یہ ہے کہ اچھی کلام مستحسن سمجھتے اور اس کو باعث برکت خیال فرماتے۔ (جیسا کہ علامہ مناوی نے ذکر کیا ہے۔) واللہ اعلم۔

marfat.com

سرور دو عالم ﷺ کی طرف منسوب

اذکار اور وضو کی دعاؤں کا بیان

جب کوئی پسندیدہ بات ہوتی تو فرماتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یا فرماتے۔ الحمدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

اور ناپسندیدہ امور پر فرماتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ علٰی کُلِّ حَالٍ یا فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ علی کُلِّ حالٍ رَبِّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ حَالِ أَھْلِ النَّارِ

جب کسی چیز سے اندیشہ محسوس ہوتا تو فرماتے

"اللّٰہ اللّٰہ لا شریكَ لَہٗ"

قابل تعجب چیز پر فرماتے۔ "ماشاءَ اللّٰہ لاقُوَّۃَ إلاَّ بِاللّٰہ"

یا فرماتے۔ "اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الاٰخِرَۃِ"

جب کوئی مسرت آمیز خبر ملتی تو سجدہ ریز ہو جاتے اور اللہ کا شکر ادا فرماتے۔ طبرانی کی روایت کے مطابق یہ کلمات ادا فرماتے۔

"اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ شُکْراً وَلَكَ الْمَنُّ فَضْلاً"

ہر مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے حتیٰ کہ چراغ بجھانے اور تسمہ ٹوٹ جانے کے وقت بھی۔

اگر کسی بات کے بھول جانے کا خدشہ ہوتا تو چھوٹی انگلی یا انگوٹھی میں دھاگہ باندھ لیتے۔ جب کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو خاموش رہتے۔ گھر میں داخل ہوتے تو فرماتے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَآوَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَاَسْقَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ نَسْئَلُكَ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ"

marfat.com

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل یہ دعا پڑھتے۔

"بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الخُبثِ و الخَبَائِثِ"

یا فرماتے۔ "یَا ذَالْجَلاَلِ"

استنجا سے پہلے یہ دعا پڑھتے۔ "اَللّٰھُمَّ حَصِّنْ فَرْجِیْ وَیَسِّرْلِی اَمْرِی"

بیت الخلاء سے باہر آنے کے بعد یہ پڑھتے

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَذْھَبَ عَنِّی الأذٰی وعَافَانِی"

یا فرماتے۔ "غُفْرَانَكَ"

وضو کرتے وقت یہ دعائیہ کلمات ادا فرماتے۔

"بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ باللّٰہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ تَمَامَ الْوُضُوءِ وَتَمَامَ الصَّلاۃِ وَتَمَامَ رِضْوَانِكَ وَتَمَامَ مَغْفِرَتِكَ"

مسواک کرتے فرماتے۔

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سِوَاکِیْ رِضَاكَ عَنِّی وَاجْعَلْہُ طُھُوْراً وَتَمْحِیْصاً وَبَیِّضْ بِہٖ وَجْھِیْ مَاتَبْیَضُّ بِہٖ لِسَانِی"

کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالنے کے وقت آپ ﷺ کی دعا یہ ہوتی تھی۔

"اَللّٰھُمَّ لَقِّنِی حُجَّۃً وَلاَ تُحْرِمْنِیْ رَائِحَۃَ الجَنَّۃِ"

چہرہ دھوتے وقت فرماتے۔ "اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ الْوُجُوہُ"

بازو دھوتے وقت۔ "اللّٰھُمَّ اَعْطِنِی کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ"

سر کے مسح کے وقت۔ "اَللّٰھُمَّ اغْشِنِی بِرَحْمَتِكَ وَجَنِّبْنَا عَذَابَكَ"

پاؤں دھوتے وقت۔ "اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْہِ الاَقْدَامُ"

وضو سے فارغ ہونے کے بعد فرماتے۔

"اَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ"

ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ"

marfat.com

صاحب مستدرک حاکم نے یہ الفاظ ذکر کیے ہیں۔

"سُبْحانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلاَّ أَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ"

صاحب سنن نسائی مندرجہ ذیل الفاظ نقل فرماتے ہیں۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِی فِی دِیْنِی وَبَارِكْ لِی فِی رِزْقِی"

ابو یعلی کی روایت میں۔ "وَقَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِی وَلاَ تفتنی بِمَا زَوَیْتَ عَنِّی" کا اضافہ ہے۔

گھر سے نکلنے کے وقت فرماتے۔

"بِسمِ اللّٰهِ التُّكْلاَنُ عَلَى اللّٰه لاحَولَ وَلاقُوةَ اِلاَّ بِاللّٰه"

یا فرماتے۔

"اللّٰهُمَّ اِنِی اعُوذُبِكَ اَنْ اذلَّ وأزلَّ وَاَضِلَّ او اَجْهَلَ أو يُجْهَلَ عَلَيَّ اوابْغِی اَوْ يُبْغی عَلَیَّ"

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بعینہ یہ الفاظ یا اس کے مشابہ کلمات آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے ہوئے فرماتے۔

جب نماز سے فارغ ہو کر باہر آتے تو فرماتے۔

"اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِی قَلْبِی نُوراً وَ فِی بَصَرِیْ نُوْراً وَ فِیْ سَمْعِی نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِی نُوْراً وَعَنْ شِمَالِیْ نُوْراً وَخَلْفِیْ نُوْراً وَاَمَا مِیْ نُوراً وَاجْعَلْ لِی نُوْراً"

مسجد میں داخل ہوتے وقت فرماتے۔

"اَعُوْذُ بِاللّٰهِ العَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ القَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ"

ایک روایت میں ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت فرماتے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلاَمُ علی رَسُوْلِ اللّٰهِ" اور فرماتے "رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِی وَافْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" جب مسجد سے باہر آتے تو یہی فرماتے مگر "رَحْمَتِكَ" کی جگہ "فَضْلِكَ" کے الفاظ فرماتے۔ اسی طرح یہ کلمات بھی فرماتے۔

marfat.com

"بسم اللہ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد وسَلِّمْ"

جمعہ کے دن داخلے کے وقت یہ اضافہ بھی فرماتے۔

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی اَوْجَہ من توجہ اِلَیْكَ وَاَقْرَب مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْكَ وَاَفْضَلَ مَنْ سالكَ ورغب إلیك"

صف میں پہنچ کر یہ فرماتے۔

"اللھم آتِنِی اَفْضَلَ مَاتُؤتِی عِبادَكَ الصَّالِحِیْنَ"

اگر کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے سنتے تو فرماتے۔

"لاَرَدَّھَا اللّٰہُ عَلَیْكَ" (اللہ وہ چیز تم پر کبھی واپس نہ فرمائے۔)

یا کوئی ایسا شعر سنتے جس کا تعلق دینی امور سے نہ ہوتا تو فرماتے۔

"فَضَّ اللّٰہُ فَاكَ" (اللہ تعالیٰ تیرے دانت توڑے)

یا کسی کو خرید و فروخت کرتے ہوئے دیکھ کر فرماتے۔

"لاَ اَرْبَحَ اللّٰہُ تِجَارَتَكَ" (اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے)

بازار داخل ہوتے وقت فرماتے۔

"بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰھُمَّ اِنِی اَسْأَلُكَ خَیْرَ ھٰذَا السُّوقِ وَخَیْرَمَا فِیْھَا وَاَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیْھَا اللّٰھُم اِنِّی اَعُوذُبِكَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْھَا یمِیْنًا فَاجِرَۃً اَوْ صَفْقَۃً خَاسِرَۃً"

آئینہ دیکھ کر فرماتے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ کَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ"

یا فرماتے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ فَعَدِّلَہ وَکَرَّمَہٗ وَصَوَّرَ صُوْرَۃَ وَجْھِیْ فَاَحْسَنَھَا وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"

یا فرماتے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ وَزَانَ مِنِّی مَاشَانَ مِنْ غَیْرِیْ"

جب آسمان کی طرف نگاہ مبارک بلند فرماتے تو یہ دعا مانگتے

marfat.com

"یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی طَاعَتِكَ"

اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھ۔

یا فرماتے

"رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ"......الآیات

اے اللہ تو نے اسے بے کار نہیں پیدا فرمایا۔

گھر کی چھت کی طرف سر اٹھاتے تو فرماتے۔

"سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ"(1)

جب ہوا چلتی تو اس کی طرف رخ کر کے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے اور دست مبارک اٹھا کر یہ دعا مانگتے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَمَا فِیْهَا وَ خَیْرَ مَا اَرْسَلْتَ بِهَا واعوذبك

1۔استغفار کی حکمت:۔ یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے معصوم تھے اور استغفار کی تو اس وقت ضرورت پڑتی ہے جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے۔ جب حضور ﷺ معصوم تھے تو پھر استغفار کا کیا مطلب ہے؟ اس اشکال کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

1۔ حضور ﷺ دنیوی امور میں سے جو مباح کام کیا کرتے تھے مثلاً کھانا، پینا، لوگوں سے میل جول، دشمنوں سے جنگ وغیرہ۔ تو یہ چیزیں ذکر الٰہی میں مشغول ہونے میں کچھ نہ کچھ حارج ہوتی تھی سرکار دو عالم ﷺ کے مقام رفیع کے باعث حضور ﷺ ان چیزوں کو بھی ذنوب میں شمار فرماتے تھے۔ اس لئے ان سے استغفار فرماتے تھے۔

2۔دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت کی تعلیم کیلئے بکثرت استغفار فرماتے تاکہ امت آپ ﷺ کی سنت پر ہمیشہ عمل پیرا رہے اور کسی لمحے بھی توبہ سے غافل نہ ہونے پائے۔

3۔یا یہ استغفار اپنی امت کے گناہوں کیلئے فرماتے۔

4۔چونکہ بمقتضائے فرمان الٰہی وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی، ہر آنے والی گھڑی آپ ﷺ کے لئے ترقی مدارج کا باعث تھی۔ اس چھوڑی ہوئی منزل میں جو لمحہ گذر اتھا وہ بھی نگاہ مصطفوی میں ایک ذنب تھا۔ اس سے بار بار استغفار کیا جارہا ہے۔

5۔ایک اور بڑی پیاری لطیف بات کہی گئی ہے کہ استغفار بظاہر تو طلب مغفرت ہے۔ لیکن اس کا مدعا اللہ تعالیٰ کی مزید محبت کی طلب ہے۔ (سبل الہدیٰ، جلد 7، صفحہ 103-102)

اہل دل سے درخواست ہے کہ وہ اس موضوع پر مزید وضاحت کیلئے سبل الہدیٰ والرشاد جلد 7 صفحات 102 تا 106 کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔ (مختصراً) (ضیاء النبی، جلد 5، صفحہ 4-402)

marfat.com

مِنۡ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيهَا وَشَرِّمَا اُرۡسِلَتۡ بِه"

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہوا نہیں چلتی تھی مگر سرکار دو عالم ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے اور یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡهَا رَحۡمَةً وَّلاَ تَجۡعَلۡهَا عَذَاباً اللهم اجۡعَلۡهَا رِيَاحاً وَلاَ تَجۡعَلۡهَا رِيۡحًا"

جب بادل کی گرج سنتے تو یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ لاَ تَقۡتُلۡنَا بِغَضَبِكَ وَلاَ تُهۡلِكۡنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبۡلَ ذٰلِكَ"

جب بارش دیکھتے تو فرماتے:

"اللهم سيباً نافعاً" (دو یا تین مرتبہ)

اور بارش کے بعد فرماتے: "مُطِرۡنَا بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَبِرَحۡمَتِه"

اور جب بارش بکثرت ہونے لگتی اور نقصان کا اندیشہ ہوتا تو فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ حَوَالَيۡنَا وَلاَ عَلَيۡنَا اللّٰهُمَّ عَلَى الۡآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الۡأَوۡدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ"

اے اللہ ہمارے ارد گرد برسا نہ کہ ہم پر اے اللہ ٹیلوں، وادیوں اور جنگلات پر برسا۔

جب کوئی ستارہ ٹوٹتا تو فرماتے۔ "مَاشَاءَ اللّٰهُ لاَقُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ"

پہلی رات کا چاند (ہلال) نظر آتا تو آپ ﷺ یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيۡنَا بِالۡاَمۡنِ وَالۡاِمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالۡاِسۡلَامِ رَبِّى وربك اللّٰه"

یا فرماتے: "الله اكبر اللهم اَهِلَّهُ عَلَيۡنَا بِالۡاَمۡنِ وَالۡاِيۡمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالۡاِسۡلَامِ وَالتَّوۡفِيۡقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرۡضٰى رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ"

جب کوئی معاملہ آپ ﷺ کو غمگین کر دیتا تو فرماتے:

"لَاۤاِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ الۡحَلِيۡمُ لَاۤاِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ لَاۤاِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ"

حاکم اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ کسی وجہ سے آپ ﷺ کبیدہ خاطر ہو جاتے تو فرماتے۔

marfat.com

"يَا حَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ"

اے زندہ! اے قیوم! تیری رحمت کا واسطہ دیتا ہوں۔

ترمذی نے ایک دوسری روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت کیا ہے کہ جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو اپنا رخ انور آسمان کی طرف اٹھاتے اور فرماتے۔

"سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم"۔ اور جب انتہائی عاجزی سے دعا مانگتے تو فرماتے

"يَا حَيُّ يَا قَيُّوْم"

آپ ﷺ کو تین مرتبہ دعا مانگنا یا تین مرتبہ استغفار کرنا بہت محبوب تھا۔

جب آپ ﷺ کوئی دعا فرماتے تو ہتھیلی کے باطن (اندرونی حصے) کو چہرے کی طرف کر لیتے اور جب تعوذ مانگتے تو اپنے ہاتھ کی پشت اس طرف کر لیتے۔(1)

جب آپ ﷺ بارش طلب کرنے کیلئے یا فتنہ و آزمائش کو دور کرنے کیلئے دعا فرماتے تو ہاتھوں کی پشت مبارک کو آسمان کی طرف کر لیتے۔ واقعہ جتنا سخت اور مقصد جس قدر قوی ہوتا ہاتھ اٹھانے میں اتنی ہی شدت ہوتی۔

مسند ابویعلی میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے ہے جب آپ ﷺ شدت کے وقت دعا فرماتے تو ہاتھوں کو اٹھاتے حتی کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی اکثر آپ ﷺ کی یہ دعا ہوتی۔

"اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اے اللہ! اس دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب

1۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر مل لیتے جیسا کہ ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ) آپ ﷺ بطور تفاؤل ایسا فرماتے تھے۔ گویا آپ ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں میں بھلائی آگئی ہے۔ اور اسے چہرے پر مل رہے ہیں۔ ہر دعا مانگنے والے کیلئے اس میں تاکید ہے۔ جیسا کہ حلیمی نے ذکر کیا ہے۔ ایک اور حدیث سے ترمذی نے جامع میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن عمر سے روایت کیا ہے (كَانَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ) یعنی جب دعا کیلئے دست مبارک اٹھاتے تو چہرہ اقدس پر ملے بغیر نیچے نہ لاتے۔ علامہ مناوی کا قول ہے کہ ایسا کرنا اجابت مراد اور حصول امداد کیلئے تفاؤلاً ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کا یہ فعل مبارک سنت ٹھہرا اور اسی پر عمل ہے۔

marfat.com

سے بچالے۔

ابن جریر، طبرانی اور ترمذی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی دعا اکثر اوقات یہ ہوتی تھی۔ "یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ" اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم فرما۔

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کی یہ دعا قبول فرمائی۔ آپ ﷺ فرماتے تھے۔ کہ: آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جسے چاہے سیدھا رکھے اور جسے چاہے ٹیڑھا فرما دے۔(1)

ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے التماس کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے خصوصی کرم سے نوازے بے شک وہ وہاب (بہت ہبہ کرنے والا) ہے ابن ابی شیبہ کے الفاظ میں اگر چاہے تو دل کو ہدایت پر رکھے۔ اور اگر چاہے تو اسے گمراہ کر دے۔

جب صبح ہوتی تو آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ دعا ہوتی۔

"اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَیْنَا وبِكَ نَحْیٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وِاِلَیْكَ النُّشُوْرُ"

شام کے وقت آپ کی یہ دعا ہوتی۔

"اللهم بِكَ اَمْسَیْنَا وبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحیٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ"

ابو یعلی اور ابن سنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صبح اور شام کے

1۔ وہ آیات اور احادیث جن سے تشبیہ کا شائبہ ہوتا ہے اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ معاذ اللہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا جسم اور وجود ہے۔ علماء کرام کے ان کے بارے میں دو گروہ ہیں۔ ایک فریق نے سکوت اختیار کیا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان آیات اور احادیث کی مراد جو کچھ ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ جبکہ اہل سنت کا دوسرا گروہ (خلف) ان آیات و آثار کی مناسب تاویل کرتے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔ مثلاً یہاں انگلی (اصبع) سے مراد ان کے نزدیک قدرت ہے۔ اسی طرح قرآن و سنت کی نصوص میں جہاں بھی جہت، جسمانیت، شکل و صورت اور اعضاء و جوارح کا شبہ ہوتا ہے، فرقہ جسمیہ اور مشبہ کے سوا تمام اہل حق وغیرہ کا اتفاق ہے کہ ان نصوص کی تاویل کی جائے گی۔ مثلاً فوقیت (اوپر ہونا) سے مراد عظمت، استواء سے مراد استیلاء اور غلبہ۔ مجی (آنا) سے مراد امر الٰہی کا آنا، وجہ (چہرہ) سے مراد ذات اور ید (ہاتھ) اور اصبع (انگلی) سے مراد قدرت اور ارادہ لیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب (تفصیل کیلئے دیکھئے "تحفۃ المرید علی جوہرۃ التوحید" تالیف شیخ الاسلام ابراہیم الباجوری، صفحہ 107 بعد (مترجم)

marfat.com

اوقات میں آقائے نامدار ﷺ یہ دعائیں مانگا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُكَ مِنْ فَجْأَةِ الْخَیْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فَجْأَةِ الشَّرِ"

کیونکہ بندے کو یہ علم نہیں ہوتا صبح یا شام کو اسے کس صورت حال سے دوچار ہونا پڑے گا۔

ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں۔

"اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ اَوْ اَمْسٰی لِیْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ"

ایک دوسری روایت میں ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ وَاَمْسَیْتُ اُشْھِدُكَ وَاُشْھِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِیْعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ رَسُوْلُكَ" (چار مرتبہ)

اور پڑھے: فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ (دو آیتیں اور دیگر آیات)

پاک ہے اللہ تعالیٰ۔ صبح کو بھی اور شام کو بھی (اسی کی تسبیح ہے)

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کی دعائیں

جب آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں کھانا پیش کیا جاتا تو یہ دعا مانگتے

"اللھم بَارِكْ لَنَا فِیْمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

"اے اللہ! تو نے ہمیں جو رزق دیا ہے اس میں برکت دے اور آگ کے عذاب سے بچا۔"

جب کھانا کم ہو جانے کا اندیشہ ہوتا تو سورہ یس پڑھتے۔

جب دستر خوان بڑھا دیا جاتا تو آپ ﷺ یوں دعا فرماتے۔

"الحمدُ للّٰه الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَاَرْوَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"

شکر ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، سیراب کیا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

یا یہ دعا فرماتے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً كَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَكاً فِیْهِ غَیْرِ مَكْفِیٍ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا

marfat.com

مُسْتَغْنًى عَنْہُ رَبُّنَا"

یا یہ دعا فرماتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانَا وَأَرْوَانَا"

بسم اللہ سے شروع فرماتے اور اگر ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا (تسمیہ) یاد نہ رہتا تو کھانے کے دوران یہ دعا پڑھتے۔

"بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ"

اور اگر بسم اللہ پڑھنا یاد نہ رہتا یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو جاتے تو سورۂ اخلاص پڑھتے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

"اِنَّ الرَّجُلَ لَیُوْضَعُ الطَّعَامُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَمَا یُرْفَعُ حَتّٰی یُغْفَرَ لَہٗ"

آدمی کے سامنے جب کھانا رکھا جاتا ہے تو اٹھائے جانے سے قبل اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

"قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَبِمَ ذٰلِکَ"

عرض کی گئی یارسول اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا جب کھانا رکھا جائے کہے "بسم اللہ" اور جب کھانا اٹھایا جائے تو کہے "الحمد للہ" جب مجزوم یا آفت زدہ شخص ساتھ مل کر کھانا کھا رہا ہوتا تو فرماتے

"بسم اللّٰہ ثقۃ باللّٰہ وَتوَکُّلاً علیہ"

ایک روایت میں ہے کہ مجزوم کا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ پیالہ میں رکھتے اور فرماتے

"کُلْ بِسْمِ اللّٰہِ ثِقَۃً بِاللّٰہِ وَتوَکُّلاً عَلَیْہِ"

کھاؤ اللہ کے نام سے رب کریم پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہوئے۔

جب موسم سرما آتا گھر میں جمعہ کی رات داخل ہوتے اور جب موسم گرما آتا تو جمعہ کی رات باہر نکلتے۔ ابن سنی نے اور ابو نعیم نے طب میں ذکر کیا ہے کہ جب آپ ﷺ موسم گرما میں باہر آنا چاہتے تو یہ پسند فرماتے کہ جمعہ کی رات ہو۔ اور موسم سرما میں جب گھر آنا چاہتے تو یہ پسند فرماتے کہ جمعہ کی رات داخل ہوں۔

اکثر آپ ﷺ قبلہ رو ہو کر بیٹھتے اور بکثرت ذکر فرماتے رہتے۔ آپ ﷺ کے پاس

marfat.com

تسبیح نہیں تھی (1) بلکہ ہاتھوں کی انگلیوں سے ہی شمار کرتے تھے خواہ باوضو ہوں، یا بے وضو یا جنابت کی حالت میں، کھڑے، بیٹھے، پہلو کے بل لیٹ کر اور پیدل ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے رہتے۔ اسی طرح تمام حالتوں میں قرآن کریم کی تلاوت فرمانے میں آپ ﷺ کو کوئی مانع نہ تھا سوائے حالت جنابت کے۔ حضور فخر موجودات ﷺ کا ایک مخصوص وظیفہ (ورد) تھا جسے سوائے ضرورت کے آپ کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ تین دن رات سے کم میں اسے ختم نہیں فرماتے تھے۔

نماز میں آپ ﷺ کی قرات ترتیل سے ہوتی حروف مدولین وغیرہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر حرف کو واضح طور پر ادا فرماتے۔ اور آیات کے آخر میں وقف فرماتے تھے۔ اگرچہ ان کا مابعد سے تعلق ہی کیوں نہ ہو تا چنانچہ تقطیع کے ساتھ قرات فرماتے مثلاً "اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" کہہ کر توقف فرماتے پھر پڑھتے "الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پھر توقف فرماتے۔ پھر پڑھتے۔ "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ"

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نقل فرمایا ہے کہ آپ ﷺ سورت کو ترتیل سے (ٹھہر ٹھہر کر) پڑھتے تھے اگرچہ کتنی لمبی کیوں نہ ہو۔ "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" پڑھ کر فرماتے آمین! (2)

1۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ تسبیح کا استعمال بدعت ہے لیکن امام سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ سنت ہے۔ اگرچہ حضور ﷺ نے اسے بذات خود استعمال نہیں فرمایا لیکن بعض صحابیہ عورتوں کے پاس گٹھلیاں دیکھیں جن سے وہ ذکر کرتی تھیں تو آپ ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا (شفاء)

2۔ شارح کا قول ہے کہ تامین (آمین کہنا) کے وقت آنحضور ﷺ کا آواز بلند کرنا تعلیم کیلئے تھا۔ جب صحابہ اس کا طریقہ سمجھ گئے تو پھر آپ ﷺ نے باآواز بلند کہنا ترک فرمادیا اور آہستہ کہا کرتے تھے اس طرح احادیث اور فقہی روایات کے مابین تعارض کو دور کیا جاسکتا ہے۔ علماء احناف کا قول ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے گی جس طرح کہ احمد، ابو یعلی، طبرانی، دار قطنی اور حاکم نے حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ سے روایات کیا ہے کہ حضور ﷺ جب قرات کرتے ہوئے وَلَا الضَّآلِّيْنَ پر پہنچے تو آہستہ آواز سے آمین فرمایا۔ احادیث میں اختلاف آجانے کی وجہ سے صاحب ہدایہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔ انہوں نے اخفاء (دل میں کہنا) کو ترجیح دی ہے۔ اور اسی پر ان کا عمل تھا۔ قرآن کریم سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے (اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً) ترجمہ:۔ دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آہستہ۔ (اعراف: آیت 55)
اس میں کوئی شک نہیں کہ آمین حقیقۃً اور حکماً ایک دعا ہی ہے۔ قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ دیگر اوراد واذکار کی طرح اس میں بھی اخفاء ہو (دل میں کہنا ہو) (فتح القدیر، جلد 1، صفحہ 298)

marfat.com

نماز کو اختصار سے مگر مکمل طور پر ادا فرماتے۔ آپ ﷺ کا قیام، رکوع، رکوع کے بعد اٹھنا سجدہ کرنا، دو سجدوں کے مابین بیٹھنا، دوبارہ سجدہ کرنا، تشہد کی مقدار بیٹھنا، سلام پھیرنا اور دوسری رکعت کا قیام وغیرہ تقریباً برابر ہوتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضور ﷺ سے زیادہ مختصر نماز میں نے کسی کے پیچھے ادا نہیں کی آپ ﷺ کی نماز کے تمام ارکان برابر ہوتے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز بھی اسی طرح تھی جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے نماز فجر کو طویل کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو کچھ دیر کھڑے رہتے حتیٰ کہ ہم سمجھتے کہ حضور ﷺ کو شک ہو گیا ہے پھر آپ ﷺ سجدہ فرماتے اور دو سجدہ کے مابین طویل جلسہ فرماتے حتیٰ کہ ہم سمجھتے کہ آپ ﷺ کو وہم ہو گیا ہے۔

marfat.com

صف بندی

نماز فجر اندھیرے میں ادا فرماتے۔ ظہر اور جمعہ زوال آفتاب کے بعد ادا فرماتے۔ عصر کی نماز اس وقت ادا فرماتے جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو جاتا (یا اس سے زیادہ)۔ اس کے بعد جانے والا عوالی کی طرف چلا جاتا اور ان کے پاس پہنچتا تو ابھی سورج باقی ہوتا تھا۔ عوالی (بالائی مدینہ) کا فاصلہ مدینہ سے تقریباً چار میل تھا۔ مغرب غروب آفتاب کے بعد ادا فرماتے اور عشاء تہائی رات تک مؤخر فرماتے ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ زیادہ ہو جاتے تو نماز عشاء جلدی ادا فرما لیتے اور اگر کم تعداد میں ہوتے تو اس میں تاخیر فرماتے عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد بات چیت کرنا ناپسند فرماتے۔(1)

امامت کے فرائض خود سر انجام دیتے اور اذان و اقامت کسی دوسرے کے سپرد فرما دیتے۔ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ بعض اوقات آپ ﷺ نے اذان و اقامت بھی کہی ہے۔ آپ فرماتے کہ جب اقامت کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔

صفوں کی ترتیب اور سیدھا رکھنے کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ جب اقامت کہہ دی جاتی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے۔

"اَقِیْمُو اصُفُوْفَکُمْ وَتَرَاصُّوا فَاِنِّی اَرَاکُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِی"

(صفیں سیدھی رکھو اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو میں تمہیں پیٹھ پیچھے سے دیکھتا ہوں)

نعمان بن بشیر کا قول ہے کہ حضور ﷺ تیر کے ساتھ ہماری صفیں سیدھی فرماتے تھے حتی کہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ہم سمجھ گئے ہیں۔ ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے حتی کہ

2۔ احناف کے نزدیک مفتی بہ قول یہ ہے کہ عصر کی نماز اس وقت ادا کی جائے گی جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو جائے۔ کما ھو مصرح فی الکتب المعتبرۃ (مترجم)

marfat.com

آپ ﷺ تکبیر کہنے ہی والے تھے کہ ایک آدمی کو صف میں کھڑے اس طرح دیکھا کہ اس کا سینہ باہر نکلا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ"

اللہ کے بندو صفیں سیدھی کرلو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے تبدیل کردے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قدم بقدم اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے:

"لِيَلِيَنِّى مِنْكُمْ اُولُوْا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُم ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَلَاتَخْتَلِفُوْا فتختلف قلوبكم واياكم وهيشات الأسواق"

میرے پیچھے عقل مند لوگ کھڑے ہوں۔ اسی طرح درجہ بدرجہ اور اختلاف نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں۔ الخ

نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ تین مرتبہ استغفار فرماتے دائیں ہاتھ سے پیشانی مبارک کو پونچھتے پھر یہ دعا فرماتے۔

"اللهم اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت جیسا کہ خطیب نے بیان کیا ہے میں ہے کہ نماز کے بعد آپ ﷺ دایاں ہاتھ سر اقدس پر پھیرتے اور فرماتے۔

"بِسمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُم اذْهَبْ عَنِّى الْهَمَّ وَالْحُزْنَ"

اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن رحیم ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اے اللہ میرے غم واندوہ کو دور فرمادے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سلام پھیرتے تو بلند آواز سے فرماتے۔

"لَااِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِىَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ"

تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ، اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر تین دفعہ یہ کلمات پڑھتے۔

marfat.com

"سُبْحَانَ اللّٰهِ العَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ العَظِيْمِ"

پاک ہے اللہ تعالیٰ جو بزرگ ہے اور اسی کی حمد کرتے ہیں۔نہ قدرت ہے نہ قوت مگر اللہ تعالیٰ بلند و برتر اور بزرگ کی طرف سے۔

پھر یہ آیت تا آخر پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا...... الآیہ (سورۂ بنی اسرائیل۔111)

تمام تعریفیں اس ذات کیلئے جس نے اپنا بیٹا نہیں بنایا۔

پھر آیت الکرسی پھر آیت شَهِدَ اللّٰهُ...... الآیہ آخر آیت تک (آل عمران۔18)

پھر قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ...... الآیہ آخر آیت تک۔(آل عمران۔26)

اور سورہ اخلاص دس مرتبہ پڑھنے کے بعد یہ دعا فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ اُرَدَّ إِلٰی اَرْزَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ...... وغیرہ

اے اللہ! اپنے ذکر اور شکر اور تیری اچھی عبادت پر میری مدد فرما۔اے اللہ میں بزدلی اور بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔اور اس بات سے بھی کہ میں لوٹایا جاؤں رزیل عمر کی طرف۔اور دنیا کے فتنہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور قبر کے عذاب سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔

نماز کے آخر میں سلام پھیرنے کے بعد دونوں جانب رخ فرماتے کبھی دائیں کبھی بائیں۔مسجد میں سوائے فرض نماز کے اور کوئی نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔مگر جب کوئی کام ہوتا یہ مروی نہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی مغرب کی دو رکعتیں مسجد میں ادا کی ہوں۔

آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔

"صَلَاةُ الْمَرْءِ فِی بَیْتِهٖ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهٖ فِی مَسْجِدِیْ هٰذَا اِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ"

(آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا میری اس مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے ماسوائے فرض نماز کے)

marfat.com

جس جگہ فرض ادا کیے ہوں سرکار ﷺ وہاں ہی سنتیں ادا نہیں فرماتے تھے صبح کی سنتیں ادا کرنے کے بعد اگر ازواج مطہرات میں سے کوئی موجود ہوتیں تو ان سے گفتگو فرماتے وگرنہ دائیں پہلو کے بل لیٹ کر تھوڑی دیر آرام فرماتے۔ یہاں تک کہ نماز کے لئے بلانے والا آجاتا، تو نماز کیلئے باہر تشریف لاتے اور فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً وَ فِیْ لِسَانِیْ نُوْراً وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِیْ نُوْراً وَمِنْ اَمَامِیْ نُوْراً وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْراً وَمِنْ تَحْتِیْ نُوْراً اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِی نُوْراً"

اے اللہ میرے دل میں نور بھر دے۔ میری زبان میں نور کر دے، میرے پیچھے نور کر دے، میرے آگے نور کر دے، میرے اوپر نور کر دے، میرے نیچے نور کر دے، اے اللہ مجھے نور عطا فرما۔

آپ ﷺ کسی کے پاس سے نہیں گذرتے تھے مگر اسے نماز کیلئے بلاتے یا اپنے مبارک پاؤں سے اسے ہلاتے۔ نماز فجر کے بعد آلتی پالتی مار کر اسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمانا شروع کر دیتے۔ حتیٰ کہ سورج بلند ہو جاتا تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چار رکعتیں ادا فرماتے۔ اور سلام کے بعد سو مرتبہ یہ پڑھتے۔

"اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وبِكَ اُصَاوِلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ رَبِّ اغْفِرْلِی وتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ"

اے اللہ! میں تجھ سے ہی حیلہ طلب کرتا ہوں۔ تیرے لئے حملہ آور ہوتا ہوں تیرے لئے لڑائی کرتا ہوں۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ دو اوقات (اشراق اور چاشت) میں نماز ادا فرماتے تھے۔ جب سورج بلند ہوتا تو اٹھ کر دو رکعتیں ادا فرماتے اور جب خوب روشنی ہو جاتی اور سورج ابھی مشرق میں آسمان کے چوتھائی حصے میں ہی ہوتا تو کم از کم چار رکعتیں ادا فرماتے اور جو اللہ چاہتا زیادہ فرما دیتے زوال کے بعد ظہر سے قبل ایک سلام

marfat.com

سے چار رکعتیں پڑھتے۔ اور فرماتے زوال کے بعد آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور بند نہیں ہوتے حتیٰ کہ ظہر کی نماز ادا کرلی جائے۔ میں یہ محبوب رکھتا ہوں کہ اس وقت میرے لئے بھلائی اٹھائی جائے۔

وضو فرمانے کے بعد گھر میں ہی دو رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر نماز کیلئے تشریف لاتے آپ ﷺ جب گھر تشریف لاتے یا دوران سفر کسی جگہ پڑاؤ فرماتے تو نہ بیٹھتے حتیٰ کہ دو رکعتیں ادا فرمالیتے۔

نوافل کھڑے ہو کر اور بعض اوقات بیٹھ کر ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کا وصال نہیں ہوا مگر آپ ﷺ کی اکثر نماز بیٹھ کر تھی۔ موطا میں حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے کبھی آپ ﷺ کو بیٹھ کر نوافل ادا فرماتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن اپنی وفات سے ایک سال قبل بیٹھ کر نوافل ادا فرماتے تھے۔

خواجہ یثرب ﷺ کے خطبہ مبارکہ کا بیان

حضور سرور دو عالم، **عالم ما کان وما یکون** ﷺ مختصر خطبہ ارشاد فرماتے آپ ﷺ کی آواز بلند ہوتی، جلال بڑھ جاتا، حتیٰ کہ آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ خطبہ کے شروع میں حمد و ثنا سے ابتدا فرماتے پھر فرماتے۔

مَنْ يَهْدِى اللّٰه فَلاَ مُضِلَّ لَه وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَه وَخَيْرُ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ وَكُلُّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ...... وغیرہ

آپ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے دو خطبوں کے مابین وقفہ فرماتے۔ چند آیات پڑھتے لوگوں کو نصیحت فرماتے اور تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت فرماتے خطبہ میں اکثر یہ فرماتے "بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" میری بعثت اور قیامت اس طرح ہیں اور شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو جمع فرما کر اشارہ کرتے۔ اکثر اوقات منبر پر سورۂ ق کی تلاوت فرماتے ام ہشام فرماتی ہیں کہ میں نے سورۂ ق حضور اکرم ﷺ کے خطبہ جمعہ سے سن کر یاد کی ہے۔ خطبہ میں سورۂ والشمس بھی پڑھا کرتے اور "مَا اَحْضَرَتْ" پر توقف فرمالیتے۔

جب آپ ﷺ منبر کے قریب آتے تو وہاں بیٹھے لوگوں کو سلام کرتے منبر پر تشریف

marfat.com

فرما ہوتے قوم کی طرف چہرہ مبارک کر کے السلام علیکم کہتے۔ پھر بیٹھ جاتے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے۔ اذان کے بعد آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے اور لوگوں کی طرف منہ کر کے خطبہ دیتے۔ دوران خطبہ آپ ﷺ ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے۔ منبر بننے سے قبل آپ ﷺ کمان، نیزے یا عصا کا سہارا لے کر خطبہ دیتے تھے۔ منبر بننے کے بعد یہ کہیں منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے کسی چیز کا سہارا لیا ہو۔

جمعہ کے دن منبر سے اترنے کے بعد بعض اوقات کوئی بات چیت فرماتے پھر نماز کیلئے مصلے پر آگے بڑھ جاتے۔ اور لوگوں کو دو رکعتیں پڑھاتے اس میں سورۂ جمعہ اور منافقوں یا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ اور هَلْ اَتَاكَ پڑھتے۔ اس کے بعد کوئی اور نماز پڑھے بغیر گھر تشریف لے جاتے اور دو رکعتیں ادا فرماتے۔

آپ ﷺ کا منبر مبارک جھاؤ (پلچھی) کے درخت کا بنا ہوا تھا۔ صحیح روایت کے مطابق اس کا طول دو ذراع (گز) اور عرض ایک گز تھا۔ اس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ ہر سیڑھی کا عرض ایک بالشت تھا۔

نماز عیدین کا بیان

عید الاضحیٰ کے دن آپ ﷺ نماز عید سے قبل کوئی چیز تناول نہ فرماتے۔ اور قربانی کے گوشت سے تناول فرماتے۔ اس کے برعکس عید الفطر کے دن کوئی چیز کھا کر تشریف لے جاتے۔ ایک روایت میں ہے کہ طاق عدد کھجوریں کھا کر تشریف لے جاتے۔ دونوں عیدوں کے ایام میں بلند آواز سے تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے عیدگاہ تشریف لے جاتے۔ اور نماز ادا فرماتے۔ نماز سے قبل تکبیریں منقطع فرمادیتے۔ اور فرماتے اپنی عیدوں کو تکبیر سے مزین کرو۔ اپنی بیویوں اور عورتوں کو نماز عیدین کیلئے جانے کا حکم دیتے۔

عید الفطر، عید الاضحیٰ، نویں ذوالحج اور جمعہ کے دن غسل فرماتے۔ عیدین کی نماز کیلئے ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے۔ اپنے سامنے نیزہ رکھتے اسے بلال اٹھائے ہوئے ہوتے اسے آپ ﷺ کے سامنے عیدگاہ میں گاڑ دیا جاتا۔ اذان و اقامت کے بغیر آپ ﷺ نماز ادا فرماتے۔

marfat.com

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سرکار ہمیں عیدالفطر اس وقت پڑھاتے جب آفتاب ایک نیزے پر ہوتا اور عیدالاضحیٰ اس وقت پڑھاتے جب سورج دو نیزوں کے برابر بلند ہو جاتا۔ عید سے پہلے اور بعد نوافل ادا نہیں فرماتے تھے۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ گھر واپس آکر دو رکعتیں ادا فرماتے تھے۔

نماز عید کی پہلی رکعت میں سات مرتبہ اور دوسری میں پانچ مرتبہ تکبیر کہتے۔ پہلی رکعت میں سورۂ ق اور دوسری میں "اقترب" یا "الاعلی" پہلی رکعت میں اور سورۂ غاشیہ دوسری رکعت میں۔ نویں ذوالحج کی فجر سے لے کر ایام تشریق کی آخری عصر تک نماز عید اور ہر نماز کے بعد یہ تکبیر کہتے۔

"اللہ اکبرُ اللہ اکبرُ لاالہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد"

مسند کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ آئے ہیں۔

"اللہ اکبرُ کَبِیراً وَاللہُ اکبرُ کَبِیراً وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیراً اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَاھدِینَا"

قربانی کبھی ترک نہیں فرمائی فرماتے مجھ پر قربانی کرنا فرض ہے اور تم پر فرض نہیں۔ عید گاہ میں خطبہ کے بعد اپنے ہاتھ سے خود ذبح فرماتے۔ دو مینڈھے ہر دفعہ ذبح کرتے تھے۔(1)

آپ ﷺ فرماتے تھے اپنی قربانیوں کی تعظیم کرو۔ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

آپ ﷺ کے روزوں کا بیان

آقائے دو عالم ﷺ پیر اور جمعراتؒ کے دن روزہ رکھتے تھے۔ فرماتے ان دنوں میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں۔ ہفتے اور اتوار کے دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے یہ مشرکین کی عید کے ایام ہیں

1۔ قربانی ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے۔ اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفاً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَاِلَیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

marfat.com

میں یہ پسند کرتا ہوں کہ ان کی مخالفت کروں۔

اسی طرح آپ ﷺ یوم عاشوراء(1)، ذوالحج کے دس دن، ایام بیض کے روزے (ہر ماہ تین دن) سفر و حضر میں قضا نہیں فرماتے تھے۔ جمعہ کا روزہ بھی بہت کم ترک فرماتے۔ آپ ﷺ زیادہ تر شعبان میں روزہ رکھتے جب سے آپ ﷺ نے مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا رمضان کے علاوہ کوئی مہینہ مکمل روزے نہیں رکھے۔ دوران حج نویں ذوالحج کا روزہ نہیں رکھتے تھے۔

افطاری کا بیان

آپ ﷺ افطار میں جلدی فرماتے۔ جب افطار کرنے کا وقت قریب آتا تو ایک آدمی کو بلند جگہ پر کھڑے ہونے کا حکم ارشاد فرماتے۔ جب وہ کہتا سورج غروب ہو گیا ہے تو افطار فرمادیتے۔ تین کھجوروں یا ایسی چیز سے افطار کرنا پسند فرماتے جسے آگ نے مس نہ کیا ہو۔

ابن عساکر کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو نیم پکی کھجور (رُطب) سے افطار کرنا پسند ہوتا (اگر موجود ہوتی) اور خشک خرما (تمر) سے اگر رطب (خرماتر) نہ ہوتی۔ طاق عدد (تین، پانچ یا سات) کا لحاظ رکھتے۔ اگر کھجور نہ ہوتی تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔ ایک ضعیف روایت کے مطابق آپ ﷺ نے دودھ سے بھی افطار فرمایا ہے۔

وقت افطار آپ ﷺ یہ دعا فرماتے۔

"اللھم لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ"

اے اللہ تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کرتا ہوں۔

طبرانی نے معجم الکبیر میں اس پر یہ بھی اضافہ کیا ہے۔

1۔ یوم عاشوراء (دسویں محرم) یہ وہ دن ہے جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کے لشکر پر فتح عطا فرمائی۔ وہ سب غرقاب ہو گئے۔ اس روز سفینہ حضرت نوح جودی پہاڑ پر لگا ان کی قوم کی توبہ منظور ہوئی۔ اسی روز حضرت یوسف علیہ السلام قید سے رہا ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہ روزہ رکھنا مستحب ہے۔

marfat.com

"وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"

یا فرماتے

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَعَانَنِی فَصُمْتُ وَرَزَقَنِی فَاَفْطَرْتُ"

یا فرماتے

"ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی"

افطار کئے بغیر نماز مغرب ادا نہیں فرماتے تھے حتیٰ کہ پانی کے ایک گھونٹ پر ہی کیوں نہ ہو۔

marfat.com

سحری کا بیان

سحری کے کھانے پر دوام فرماتے اور تاخیر سے سحری کھاتے اور اس بات پر تاکید فرماتے آپ ﷺ فرماتے۔

"تَسَحَّرُوْا وَلَوْ بِجُرْعَةٍ مِنْ مَاءٍ"

(سحری کھاؤ اگرچہ پانی کا ایک گھونٹ ہی ہو)

دیلمی کے الفاظ میں ہے۔تسحروا ولو بحبة و فی روایة وَلَو بحبات زبیب سحری کھاؤ اگرچہ منقی ایک یا چند دانے ہی ہوں۔

آپ ﷺ فرماتے۔

"نِعْمَ سَحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ"

مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔

سحری سے فارغ ہونے اور نماز کیلئے کھڑے ہونے کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکے۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے اہل خانہ میں سحری کھاتا تھا پھر مجھے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز فجر میں شامل ہونے کی جلدی ہوتی۔

روزے کی حالت میں بعض ازواج مطہرات سے بوس و کنار بھی کرتے۔ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ حضرت عائشہ کے ساتھ مداعبت فرماتے روزے کی حالت میں ان کی زبان منہ میں لے کر چوستے۔اپنی خواہش نفسانی پر آپ ﷺ کو مکمل کنٹرول حاصل تھا۔(1)

رمضان المبارک میں آپ ﷺ طلوع فجر کے وقت جنابت کی حالت میں ہوتے۔ لیکن یہ جنابت بوجہ مباشرت تھی نہ کہ بوجہ احتلام۔ لہذا آپ ﷺ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔اکثر اوقات آپ ﷺ رات کے وقت غسل فرماتے تھے۔

جب ماہ رمضان مقدس شروع ہوتا تو آپ ﷺ ہر اسیر (قیدی) کو رہا فرمادیتے، ہر

1۔بخاری و مسلم وفقیہہ معتبرہ

marfat.com

سائل کو عطا فرماتے آپ ﷺ کا رنگ متغیر ہو جاتا، بکثرت نماز ادا فرماتے دعا میں تضرع اور عاجزی کا اظہار فرماتے اور رب کریم کی طرف مکمل دھیان ہو جاتا، اپنی کمر کس لیتے۔ پھر بستر پر نہ آتے حتیٰ کہ پورا ماہ رمضان گذر جاتا۔ صوم وصال رکھتے، لیکن دوسروں کو منع فرماتے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔

"لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَبِيتُ عِنْدَ رَبِّي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي"

میں تمہاری طرح نہیں ہوں، میرا رب مجھے کھلا پلا دیتا ہے۔

دن کے وقت کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ نہ فرماتے۔ ماہ شعبان المعظم کو بہت یاد فرماتے تھے۔ اتنا کسی اور مہینے کو یاد نہیں فرماتے تھے پھر رمضان المبارک کا چاند نظر آنے پر روزہ رکھتے اور اگر مطلع ابر آلود ہوتا تو شعبان کے تیس دن پورے ہونے پر رمضان کا روزہ رکھتے۔

رمضان کے چاند کے ثبوت کیلئے صرف ایک آدمی کی گواہی کو کافی سمجھتے جبکہ عید کیلئے کم از کم دو گواہ طلب فرماتے دوران سفر روزہ بھی رکھتے، افطار بھی فرماتے، قصر بھی کرتے اور نماز کو مکمل بھی کرتے۔

نماز تراویح رمضان المبارک کی تین راتوں تک چٹائی کے ساتھ مسجد میں آپ ﷺ کیلئے بنائے گئے حجرہ میں ادا فرمائی۔ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ مل کر نماز ادا کی۔ جب چوتھی رات آئی لوگ بکثرت مسجد میں جمع تھے۔ حتیٰ کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ لیکن سرکار تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارا جوش و خروش دیکھا مجھے تمہارے پاس آنے سے کوئی مانع نہیں تھا لیکن مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ اور اگر فرض کر دی جائے تو تم اسے ادا نہ کر سکو۔ اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ آدمی کیلئے افضل گھر میں نماز ادا کرنا ہے۔ سوائے فرضی نمازوں کے۔

marfat.com

آنحضرت ﷺ کی نیند مبارک

آقائے دو عالم عارف اسرار قدسیہ ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن قلب اطہر وحی کے انتظار میں بیدار رہتا تھا۔ آپ ﷺ کی نیند میں خراٹوں کی آواز نہیں ہوتی تھی۔ جب خواب میں کوئی بھیانک چیز نظر آتی تو پڑھتے۔

"قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لَا شَرِيْكَ لَهٗ"

جب بستر پر جاتے تو دائیں ہتھیلی کو دائیں رخسار مبارک پر رکھتے۔ اور فرماتے

"رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ يَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادُكَ"

یا فرماتے: "بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ"

آیت الکرسی، معوذتین، قل یاایھا الکافرون وغیرہ پڑھتے۔

بیدار ہوتے تو فرماتے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ"

اس ذات کیلئے تمام تعریفیں ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد جلادیا اور اسی کی طرف مر کر جانا ہے جب آپ ﷺ آرام فرماجاتے تو کوئی آپ ﷺ کو نہ جگاتا حتیٰ کہ آپ ﷺ خود ہی بیدار ہوتے۔ آپ ﷺ مسواک کیے بغیر آرام نہ فرماتے اور مسواک کو اپنے سرہانے رکھتے۔ بیدار ہو کر پھر مسواک استعمال فرماتے۔ جب سونے کا ارادہ فرماتے اور جنابت کی حالت میں ہوتے تو استنجاء کرنے کے بعد نماز کا وضو فرماتے۔ آپ ﷺ کی نیند مبارک اکثر قبلہ رو لیٹ کر ہی ہوتی تھی۔

جب سفر میں ہوتے تو اگر رات کے وقت پڑاؤ فرماتے تو اپنے سر کے نیچے ایک اینٹ رکھ لیتے اور دائیں بازو کو کھڑا فرمالیتے اور اپنے سر اقدس کو ہتھیلی مبارک پر رکھتے۔ رات کو کروٹ بدلتے تو فرماتے۔

"لا الٰه إلا اللّٰه الواحِدُ القَهَّارُ رَبُّ السَّموٰاتِ وَالأَرض وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّار"

marfat.com

تہجد کی نماز کیلئے بیدار ہوتے تو دس مرتبہ تکبیر، دس مرتبہ الحمد، دس مرتبہ تسبیح، دس مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ"

روز قیامت کی تنگی سے رب کی پناہ طلب فرماتے۔ بعض روایات میں ان پر دس کا اضافہ ہے اور فرماتے۔

"اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَاءُکَ الْحَقُّ وَقَوْلُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

آسمان کی طرف نگاہ مبارک اٹھا کر فرماتے۔

"اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ"

بے شک زمین و آسمان کی تخلیق، رات دن کی آمد و رفت میں اہل عقل کیلئے نشانیاں ہیں۔

پھر اٹھ کر وضو فرماتے، مسواک کرتے، دو مختصر رکعات تحیۃ الوضو پڑھتے۔ اس کے بعد بتوفیق تعالیٰ کچھ نوافل ادا فرماتے اور ہر دو رکعتوں پر سلام پھیر دیتے۔ سفر و حضر میں رات کا قیام ترک نہیں فرماتے تھے۔ اگر رات کو بیماری، تھکاوٹ یا نیند آ جانے کی وجہ سے تہجد ادا نہ فرما سکتے تو دن کے وقت بارہ رکعات ادا فرماتے۔

وتر کا بیان

وتر رات کی ابتداء، وسط یا اکثر آخر میں ادا فرماتے۔ پھر آپ ﷺ کا یہی معمول رہا۔ وتر سب سے آخر میں ادا کرنے کی تلقین فرماتے۔

"اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا"

رات کی آخری نماز وتر رکھو۔

marfat.com

وتر سے سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ فرماتے:

"سبحان الملك القدوس"

تیسری مرتبہ بآواز بلند لمبا کر کے پڑھتے۔ پھر پڑھتے

"ربّ الملائكة والرّوح"

وتر کے بعد کی دو رکعتیں

وتر کے بعد بیٹھ کر دو مختصر رکعتیں ادا فرماتے۔ اس میں سورہ "اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ" اور "قل یاایها الکافرون" کی قرأت فرماتے۔ رات کی نماز کے بعد آپ ﷺ اس طرح دعا مانگا کرتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْفَوْزَ فِی الْقَضَاءِ وَمَنْزِلَ الشُّهَدَاءِ وعَیْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْر عَلَی الْاَعْدَاءِ "...... وغیرہ

پھر ستر مرتبہ استغفار فرماتے۔ اور بستر، چٹائی یا خالی زمین پر استراحت فرما ہو جاتے۔ سر کے نیچے تکیہ یا دایاں بازو رکھ لیتے۔ آپ ﷺ کی نیند بہت مختصر ہوتی فرماتے۔ "اِنَّ عَیْنَیَّ تنامَانِ وَلاَ یَنَامُ قَلْبِی" میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا آپ ﷺ کا بستر اور تکیہ چمڑے کا تھا اس میں کھجور کے پتوں کی چھال بھری ہوئی تھی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے گھر میں آپ ﷺ کا بستر مبارک ٹاٹ کا تھا۔ اسے ہم دوہرا کر دیتے اور آپ ﷺ اس پر آرام فرماتے۔ ایک رات ہم نے اس کی چار تہیں کر دیں تاکہ آپ ﷺ کیلئے بستر تھوڑا نرم ہو جائے۔ صبح آپ ﷺ نے استفسار فرمایا رات تم نے میرے لئے کیا بچھایا تھا۔ ہم نے عرض کی وہی آپ (ﷺ) کا پرانا بستر مگر ہم نے اس کی چار تہیں کر دیں تاکہ آپ کیلئے نرم ہو جائے آپ نے فرمایا اسے پہلی حالت پر کر دو اس نے مجھے آج رات نماز سے روک دیا۔

آپ ﷺ کے پاس ورس اور زعفران سے رنگی ہوئی ایک چادر تھی یہی اوڑھ کر اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جایا کرتے۔ جس کی باری ہوتی وہ اس پر پانی چھڑک دیتیں آپ ﷺ کا بستر اتنا ہی تھا جتنا قبر میں آدمی کیلئے رکھا جاتا ہے۔ اس کا طول دو گز، عرض

marfat.com

چار گز اور ایک بالشت تھا۔

بعض اوقات آپ ﷺ بان (شریط) سے بنی ہوئی چارپائی پر بغیر بستر کے آرام فرماتے تو اس کے نشانات آپ کے پہلو مبارک پر پڑ جاتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا مرثیہ کہا ہے۔

يَا مَنْ لَمْ يَلْبَسِ الْحَرِيْرَ وَلَمْ يَنَمْ عَلَى الْفِرَاشِ الْوَثِيْرِ

يَا مَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ

يَا مَنْ اِخْتَارَا الْحَصِيْرَ عَلَى السَّرِيْرِ يَا مَنْ لَمْ يَنَمْ بِاللَّيْلِ مِنْ خَوْفِ السَّعِيْرِ

خشیت الٰہی (بارگاہ خداوندی میں نذرانہ عجز و نیاز)

محبوب خدائے لم یزل، خاتم الرسل ﷺ کا اپنے رب کریم سے تقویٰ اختیار فرمانا، تمام حالات میں اللہ رب العزت جل مجدہ کی بندگی اور اطاعت کرنا، عبادات کی ادائیگی میں مشقتیں برداشت کرنا اپنے رب کے دیئے ہوئے علم کے بقدر تھا۔ آپ ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اتنا علم دیا گیا جتنا آج تک اور کسی کو عطا نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ دنیا و آخرت میں جسے بھی خیر و رشد (علم) عطا کی جاتی ہے وہ سب حضور ﷺ کے طفیل ہے۔ انبیاء متقدمین علماء (جو آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ سے پہلے ہوئے) اور متاخرین سب اس میں برابر ہیں خود سرکار دو عالم ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ مجھے اولین و آخرین سب کا علم دیا گیا۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور تقویٰ اختیار کرنے والے تھے۔(1) آپ فرماتے تھے۔

1۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا "میں نے اپنے رب قدوس کو نہایت اچھی صورت میں دیکھا۔ اللہ وحدہ لاشریک نے فرمایا عالم بالا کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی اے میرے پروردگار تو ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر میرے خدا نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا، جس (کے فیض) کی ٹھنڈک میں نے اپنی دونوں چھاتیوں کے مابین محسوس کی۔ پس میں نے جان لیا جو کچھ زمین و آسمان میں ہے۔ (رواہ الدارمی مرسلا) دیکھئے (مشکاۃ۔ باب المساجد، صفحہ 70)

marfat.com

اور بعض اوقات آپ ﷺ افطار فرماتے یعنی روزہ نہ رکھتے حتیٰ کہ دیکھنے والا یہ گمان کرتا کہ آپ ﷺ نفلی روزہ نہیں رکھتے۔

عوف بن مالک۔ رضی اللہ عنہ۔ کا قول ہے کہ میں ایک رات آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ نے مسواک کی، وضو فرمایا۔ پھر اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کی میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دی اور سورۂ بقرہ شروع کر دی آیت رحمت کے پاس سے نہیں گذرتے تھے مگر توقف فرماتے اور رحمت کا سوال فرماتے تھے اور آیت عذاب کے پاس سے نہیں گذرتے تھے مگر رک کر اللہ کی پناہ طلب فرماتے۔ پھر رکوع کیا پھر رکوع کے بعد قیام کے برابر قومہ فرمایا۔ اور یہ تسبیح پڑھی۔

"سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْعَظْمَةِ"۔ اے جبر و قہر کے مالک! اے وسیع و عریض مملکت کے بادشاہ! اے ساری عظمتوں کے مالک!

پھر سجدہ کیا اور اسی طرح کہا۔ پھر دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران کی قرات کی پھر اسی طرح ایک ایک کر کے سورت پڑھتے رہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ ﷺ کا سجدہ بھی قیام کے برابر تھا اور دو سجدوں کے مابین جلسہ بھی اسی طرح تھا۔ حتیٰ کہ ان کا قول ہے آپ ﷺ نے بقرہ، آل عمران، نساء اور مائدہ کی قرأت فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات حضور ﷺ میرے پاس آئے۔ میرے ساتھ لحاف میں لیٹ گئے۔ پھر فرمایا مجھے چھوڑو مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے دو۔ پھر اٹھے اور وضو کیا پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اور رونے لگے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے آنسو سینے تک بہہ کر آگئے پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور رونے لگے۔ پھر سجدے میں جا کر گریہ وزاری کرنے لگے پھر سر اٹھایا اور رونے لگے۔ اسی طرح رہے حتیٰ کہ بلال آئے اور نماز کا وقت ہو جانے کی خبر دی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو کیا چیز رلاتی ہے حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کے تمام گناہوں کو

marfat.com

معاف فرمادیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ میں کیوں ایسے نہ کروں حالانکہ اللہ رب العزت نے آج رات مجھ پر یہ آیات نازل فرمائی ہیں۔

"اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ"

سے لے کر آخر تک اور ہر رکعت میں ایک ہی آیت کو بار بار دہراتے رہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ الآية (سورہ مائدہ:118)

اور اگر اس آیت کی قرأت فرماتے جس میں آگ کا ذکر ہے فرماتے

"وَيْلٌ لِّاَهْلِ النَّارِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ"

جب آپ ﷺ کے قلب منیر پر جلال الٰہی کا نزول ہو رہا ہوتا تو شدت خوف اور گریہ کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینہ اطہر سے ایک آواز نکلتی جیسے ہنڈیا ابل رہی ہے اور یہ مدینہ کی بعض گلیوں میں سنائی دیتی۔

ایک مجلس میں سو مرتبہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے استغفار فرماتے۔ اور توبہ کرتے تمام احوال میں آپ ﷺ دائم الترقی تھے۔ ہر مقام پر استغفار فرماتے یہی چیز آپ ﷺ کی ترقی درجات کا باعث تھی۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ"

نیک لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین بارگاہ کے حق میں برائیاں شمار ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ عام لوگوں سے میل جول کے ساتھ ساتھ مشاہدۂ حق کا مطالبہ کیا گیا۔

آپ ﷺ پر پوری نماز ادا کرنا فرض تھا۔ دن رات میں آپ ﷺ پر پچاس نمازیں فرض تھیں جیسا کہ معراج کے واقعہ میں گذر چکا ہے علامہ سیوطی نے خصائص صغریٰ میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ آپ کا وصف یوں بیان فرماتے۔

"كَانَ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ دَائِمَ الْفِكْرَةِ لَيْسَتْ لَهٗ رَاحَةٌ"

آپ ﷺ مسلسل حزین، ہمیشہ (اپنی امت کے بارے میں) متفکر رہتے تھے۔ کسی حال میں بھی آپ ﷺ کو چین نہ تھا۔

marfat.com

زہد و تقشّف

یہ وصف بھی آپ ﷺ میں کمال درجے کا تھا۔ اس کا مختصر تذکرہ اس کتاب میں پہلے گذر چکا ہے۔ تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ آپ ﷺ نے سامان دنیا میں سے بہت کم اختیار فرمایا اور دنیوی جاہ و حشمت سے اعراض فرماتے رہے آپ ﷺ کو بکثرت فتوحات حاصل ہوئیں اور دنیا ایڑیاں رگڑتی ہوئی آپ ﷺ کے دروازے پر حاضر ہوئی۔ لیکن آپ ﷺ کی وفات اون کی قمیص میں ہوئی جس پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض چمڑے کے تھے اور آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس بیس صاع جو کے عوض رہن تھی۔ جو آپ ﷺ نے اپنے اہل و عیال کے نفقہ کیلئے ادھار لئے تھے۔ اور ستر ہزار آپ ﷺ کے ذمے قرض تھے جو آپ ﷺ قرض لے کر فقراء و مساکین پر خرچ فرماتے رہے تھے یہ قرض بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ادا فرمایا۔

آپ ﷺ ہمیشہ دعا فرماتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ محمدٍ فِی الدُّنْیَا کِفَافاً"

اپنے پیٹ پر بوجہ بھوک پتھر باندھے رہتے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں آپ ﷺ کو دیں لیکن آپ ﷺ نے دنیوی نمود و نمائش کو پسند نہ فرمایا اور آخرت کو اختیار فرمالیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مسلسل تین دن تک پیٹ بھر کر کبھی گندم کی روٹی نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ مسلسل دو دن جو کی روٹی تناول نہیں فرمائی اور اگر آپ ﷺ چاہتے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو وہ کچھ عطا فرمادیتا جس کا کسی بشر کے دل میں خیال تک نہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آل محمد نے مدینہ آمد کے بعد کبھی تین دن تک پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ ایک دوسری روایت میں ہے۔

"مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ ھٰذِہِ الْبُرَّۃِ السَّمْرَاءِ حَتّٰی فَارَقَ الدُّنْیَا"

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس گندم سے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا حتیٰ کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

marfat.com

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم آل محمد کے گھر میں ایک ماہ تک چولہا نہیں جلتا تھا ہم پانی اور کھجور سے گذارہ کرتے تھے۔ایک روایت میں ہے کہ ہم آل محمد آب وخرما سے کبھی سیر نہیں ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک چاند گذر جاتا پھر دوسرا چاند گذر جاتا لیکن رسول اکرم ﷺ کے گھروں میں سے کسی گھر میں روٹی یا کھانا پکانے کیلئے آگ نہ جلتی تھی۔ عرض کی گئی اے ابوہریرہ ان کا گذارہ کس چیز پر تھا۔ فرمایا پانی اور کھجور پر ان سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارا کھانا کھجوریں اور پانی تھا۔اور ہم تمہاری یہ سرخ گندم کبھی نہیں دیکھتے تھے ہمارا لباس اون کا ہوتا تھا اور صحابہ کرام کا میوہ گندم کی روٹی تھی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم نے جو کو چھاننا شروع کر دیا حالانکہ رسول اکرم ﷺ چھنا ہوا آٹا استعمال نہیں فرماتے تھے۔ تم پتلی روٹی اور دو چیزوں کا سالن استعمال کرتے ہو، انواع واقسام کے کھانے تیار کرتے ہو، صبح وشام لباس بدلتے ہو حالانکہ حضور ﷺ کے عہد میں تم اس طرح نہیں تھے میں نے سرکار دوعالم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ تم میں سے قیامت کے دن میرے زیادہ قریب اور مجھے زیادہ محبوب وہ شخص ہوگا جس کی وفات اسی حالت پر ہوئی جس پر آج میں ہوں۔

حضرت نعمان بن بشیر کا قول ہے آج تم پیٹ بھر کر جو چاہو کھاتے ہو میں نے تمہارے نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کو پیٹ بھرنے کیلئے عام کھجور بھی میسر نہ تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار ﷺ کی وفات ہوگئی اور آپ یا آپ ﷺ کے اہل بیت نے کبھی جو کی روٹی تناول نہیں فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ مسلسل کئی راتیں بھوکے گذارتے تھے اور آپ ﷺ کے پاس شام کے کھانے کو کچھ نہ ہوتا تھا۔

حضرت ابوامامہ باہلی کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے اہل بیت کے پاس جو کی روٹی نہیں بچتی تھی۔ یہ سب کچھ فقراء پر نثار کر دینے کی وجہ سے تھا نہ کہ فقر اور بخل کی وجہ سے۔ کیونکہ ان صفات مذمومہ کا سرکار ﷺ سے تصور کرنا بھی محال ہے۔

marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے مسلسل تین دن تک سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اگر ہم چاہتے تو سیر ہو سکتے تھے لیکن ہم اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے اور ایثار کرتے تھے۔

حضرت سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو میرے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی صرف تھوڑے سے جو میرے طاقچہ میں پڑے ہوئے تھے حضور ﷺ نے ایک دن مجھے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے اختیار دیا۔ مجھے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو وادی بطحاء مکہ کو سونا بنادوں۔ میں نے عرض کی نہیں۔ اے میرے رب! میں ایک دن بھوکا رہوں گا ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا۔ جس دن خالی پیٹ رہوں گا۔ اے مولا! تیری جناب میں عاجزی وانکساری کروں گا اور تجھ سے دعا کروں گا۔ وہ دن جس میں سیر ہو کر کھاؤں گا تیری حمد و ثناء کروں گا۔(1)

حضرت عمر فاروق اعظمؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ میرے سوا وہاں کوئی نہ تھا۔ یکایک میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے سے کوئی چیز ہٹا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں "دور ہو جا۔" میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اس وقت میرے سوا یہاں کوئی نہیں آپ (ﷺ) کس سے مخاطب ہیں۔ سرکار نے فرمایا دنیا میرے پاس آئی تھی اور عرض کی اے محمد! مجھے پکڑ لیجئے۔ میں نے کہا دور ہو جاؤ تو وہ کہنے لگی اے محمد اگر آپ (ﷺ) آج مجھ سے بچ گئے ہیں تو آپ (ﷺ) کے بعد کوئی مجھ سے بچ نہیں سکے گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے اگر آپ چاہیں تو میں ان پہاڑوں کو سونا بنادوں۔ آپ جہاں چاہیں یہ آپ کے ساتھ چلتے پھریں آپ ﷺ نے کچھ دیر کیلئے سر جھکایا۔ پھر فرمایا:۔ اے جبریل! دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو۔ اور مال ہے جس کا مال نہ ہو۔ اسے وہ شخص جمع کرتا ہے جسے عقل نہ ہو۔
جبریل نے عرض کی اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو پختہ بات پر ثابت قدم رکھے۔

1۔ بخاری باب بیان ان تحمیر بامراتہ لا یکون ملا قابلیہ کتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنہ لزوجھا

marfat.com

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا آج شام آل محمد کے پاس مٹھی بھر ستو اور آٹا بھی نہیں رہا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! اللہ رب العزت نے آپ کی بات سن لی ہے اور زمین کے خزانوں کی چابیاں دے کر مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ اگر آپ پسند فرمائیں تو تہامہ کے پہاڑ زمرد، یاقوت، سونا اور چاندی بنا کر آپ کے ساتھ چلادوں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ **"لا یارب العالمین"**

نہیں اے تمام جہانوں کے پروردگار

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیس راتیں گذریں میرے اور بلال کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ صرف اس قدر جو بلال کی بغل میں سما سکے۔ آپ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور فرمایا۔

"واللہ ما امسی فی بیت محمد صاع من طعام وانھا لتسعۃ ابیات"

(بخدا! نوراتوں سے آل محمد کے گھر میں شام کو کھانے کا ایک صاع نہیں ہوتا)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! سرکار نے یہ بات رزق کی کمی کی طرف اشارہ کرنے کیلئے نہیں فرمائی تھی بلکہ اپنی امت کو تعلیم دینے کی غرض سے تھا۔

حدیث ایلاء میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ ایک چٹائی پر تکیہ لگائے ہوئے تھے یہ تکیہ چمڑے کا تھا اس میں کھجور کے پتوں کی چھال بھری ہوئی تھی۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ کے پاس صرف ایک تہہ بند تھا۔ میں نے الماری میں دیکھا اس میں تقریباً ایک صاع جو تھے۔ ایک کونے میں درخت سلم کے پتے جو دباغت (چمڑا رنگنا) کے کام آتے ہیں۔ کچھ کھالیں دیوار سے لٹک رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے ......الحدیث۔(1)

اس حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابن خطاب! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کیلئے دنیا۔ ان کی نیکیاں انہیں دنیا میں ہی حاصل ہو گئی ہیں۔

1۔ سیرت ابن ہشام

marfat.com

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جس رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی میں اور چند عورتیں میرے ساتھ موجود تھیں میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تیار کیا۔ اور سرکار ﷺ کے پاس لے گئی۔ بخدا ہم نے سرکار ﷺ کے پاس دودھ کے سوا ضیافت کیلئے کچھ نہ دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے خود تناول فرمایا پھر سیدہ عائشہ کو دیا۔ وہ شرما گئیں۔ تو میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو واپس نہ کرنا۔ لے لو۔ انہوں نے شرماتے شرماتے لے لیا اور پی گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بقایا اپنی ساتھی عورتوں کو دے دو۔ انہوں نے عرض کی ہمیں خواہش نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک بکری تحفۃً بھیجی میں اور حضور ﷺ گھر کے اندھیرے میں مل کر اسے کاٹ رہے تھے پوچھنے والے نے پوچھا کیا تمہارے پاس چراغ نہیں تھا انہوں نے فرمایا اگر چراغ ہوتا تو ہم ضرور اسے کھا لیتے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک دن روٹی کا ٹکڑا لے کر حاضر ہوئیں۔ سرکار ﷺ نے پوچھا اے فاطمہ یہ کس چیز کا ٹکڑا ہے؟ انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! روٹی کا ٹکڑا ہے میں نے اسے پکایا لیکن اکیلے کھانے کو میرا جی نہ چاہا تو آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کھانے کا پہلا ٹکڑا ہے جو تین دن کے بعد تیرے باپ کے منہ میں جا رہا ہے۔ اور جو کا آٹا چھان کر نہیں کھاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد (ﷺ) کو حق کے ساتھ بھیجا آپ ﷺ نے نہ تو چھلنی دیکھی اور نہ ہی چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ رحلت فرما گئے۔ آپ ﷺ نے نہ تو کبھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا، نہ کسی سے شکوہ کیا۔ فاقہ کشی آپ ﷺ کے نزدیک تونگری سے زیادہ پسندیدہ تھی۔ بھوک سے ساری رات کروٹیں بدلتے رہتے لیکن یہ چیز آپ ﷺ کو دن کے وقت روزہ رکھنے سے مانع نہ تھی۔ اگر آپ ﷺ چاہتے تو اپنے رب سے زمین کے تمام خزانوں، پھلوں اور زندگی کی فراخی کا سوال کر سکتے تھے۔ میں آپ ﷺ پر ترس کھاتے ہوئے روتی تھی اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے بطن اطہر پر پھیرتی تھی۔ اور کہتی

marfat.com

میری جان آپ پر قربان کاش آپ (ﷺ) دنیا سے اتنا لے لیتے جو سد رمق اور بھوک مٹانے کیلئے کافی ہوتا۔ تو آپ ﷺ فرماتے اے عائشہ! مجھ سے پہلے میرے بھائی اولوالعزم رسولوں نے اس سے بھی زیادہ مشکلات پر صبر کیا۔ تکالیف برداشت کرتے رہے، حتیٰ کہ اپنے رب سے جا ملے۔ اللہ رب العزت نے ان کو اپنے خصوصی کرم سے نوازا۔ مجھے شرم آتی ہے کہ آج دنیا میں فراخی اور خوشحالی میں زندگی گذاروں تو کل مرتبہ میں ان سے پیچھے رہ جاؤں۔ اب چند دن صبر کر لینا کل آخرت میں مرتبہ میں کمی سے زیادہ بہتر ہے۔ اپنے بھائیوں، دوستوں اور رفیق اعلیٰ سے جاملنے سے زیادہ میرے نزدیک پسندیدہ کوئی چیز نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد سرکار ﷺ صرف ایک ماہ زندہ رہے پھر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد جمعہ آنے سے قبل آپ ﷺ وفات پا گئے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ میں حضور ﷺ کے سرہانے بیٹھی رو رہی تھی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا کیا چیز تمہیں رلا رہی ہے۔ اگر تو مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو دنیا میں تجھے اتنا ہی کافی ہے جتنا ایک سوار کیلئے زادِ راہ۔ اغنیاء کے پاس بیٹھنے سے بچنا۔ کپڑے کو پرانا نہ سمجھنا حتیٰ کہ تو اس پر پیوند نہ لگا لے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سرکار ﷺ نے ایک دن روزہ رکھا لیکن رات کو افطار نہ فرمایا پھر اگلے دن روزہ رکھا لیکن شام کو افطار نہ فرمایا اور پھر روزہ رکھا اور فرمایا اے عائشہ! دنیا محمد اور آل محمد کیلئے مناسب نہیں۔ اے عائشہ! اللہ تعالیٰ اولوالعزم مرسلین سے راضی نہیں ہوا مگر اس لئے کہ انہوں نے مشکلات پر صبر کیا۔ اور مجھ سے راضی نہیں ہوا مگر مجھے بھی اسی مشکل کام کا حکم دیا جس کا ان سے مطالبہ کیا تھا۔ اور فرمایا اسی طرح صبر کرو جیسے اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا خدا کی قسم! میں اپنی طاقت کے برابر اسی طرح صبر کروں گا جیسے وہ صبر کرتے رہے اور اصلی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

تحائف قبول کرنا

آقائے دو عالم ﷺ نذرانہ قبول فرما لیا کرتے تھے اگرچہ پائے (سری پائے)، دودھ کا گھونٹ یا خرگوش کی ران ہو۔ آپ ﷺ اسے تناول فرماتے تھے اور اس کا کئی گنا بدلہ بھی عطا

marfat.com

فرماتے تھے۔ اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر کسی کا ہدیہ قبول نہ فرماتے تو اس سے معذرت فرمالیتے تھے۔ مصعب بن جثامہ نے جنگلی گدھے (زیبرا) کا گوشت پیش کیا آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔ چنانچہ سرکار ﷺ نے واپس فرمادیا۔ اور فرمایا اگر ہم احرام کی حالت میں نہ ہوتے تو اسے ضرور قبول کر لیتے۔

آپ ﷺ مشرک کا ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حکیم بن حزام کا ہدیہ واپس فرمادیا۔ وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم مشرکین کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔ مگر جب اس پر کسی مصلحت کے مرتب ہونے کا انحصار ہوتا مثلاً اسلام کے قبول کرنے کی امید ہوتی تو اس کا ہدیہ قبول فرمالیتے۔ جیسے مقوقس شاہ مصر، نجرانی، اکیدر اور ذی یزن کا ہدیہ قبول فرمالیا۔ جب آپ ﷺ کو زہر آلود بکری پیش کی گئی تو اس کے بعد ہدیہ میں سے تناول نہ فرماتے بلکہ ہدیہ لانے والے کو بھی اس کے کھانے میں شریک فرماتے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن عموماً تحائف پیش کرنے کی کوشش فرماتے۔ اور آپ ﷺ کی رضامندی طلب کرتے تھے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات دو گروہ تھیں۔ ایک گروہ میں عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں۔ دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ اور دیگر ازواج مطہرات شامل تھیں۔ ام سلمہ کے گروہ نے آپس میں طے کیا کہ ام سلمہ حضور ﷺ سے بات کریں۔ انہوں نے حضور ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو عائشہ کے سوا کسی عورت کے بستر پر مجھ پر وحی نہیں آتی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! میں اس جسارت پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتی ہوں پھر انہوں نے سیدہ فاطمہ کو بلایا اور انہیں سرکار ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا سرکار ﷺ نے فرمایا اے میری بیٹی! کیا تم وہی چیز پسند کرتی ہو جو مجھے محبوب ہے انہوں نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا اچھا اس عورت سے محبت کیا کرو۔

صدقہ تناول نہ فرمانا

آپ ﷺ صدقہ تناول نہیں فرماتے مگر جب وہ دوسرے ہاتھوں میں منتقل ہو جاتا۔

marfat.com

جیسے آپ ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے ہاں صدقہ تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ اس کیلئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ آپ ﷺ کو جو کچھ کھانے کیلئے ملتا نفاست پسندی کا لحاظ رکھے بغیر اسے تناول فرمالیتے۔ اگر کھجور ملتی تو کھالیتے اگر روٹی ہوتی یا صرف بھنا ہوا گوشت تو تناول فرمالیتے اور اگر صرف دودھ مل جاتا تو اسی پر اکتفا کر لیتے۔ روٹی کو سر کے کے ساتھ ملا کر کھاتے اور فرماتے کتنا اچھا سالن سر کہ ہے۔ اور گوشت پسند فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت ہے پھر چاول۔ ایک مرتبہ فرمایا بہترین گوشت پشت کا ہے۔

آپ ﷺ نے اونٹ، گھوڑے، جنگلی گدھے، مینڈھے، بکری، خرگوش، مرغی، بٹیر اور مچھلی کا گوشت تناول فرمایا۔ اور صحیح روایت کے مطابق آپ ﷺ نے مکڑی تناول نہیں فرمائی۔ گندگی کھانے والے جانوروں کے گوشت اور دودھ سے منع فرماتے تھے یہاں تک کہ انہیں باندھ لیا جائے۔ کدو اور دستی کا گوشت پسند فرماتے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک درزی نے آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی میں آپ ﷺ کے ساتھ گیا اس نے آپ ﷺ کے سامنے جو کی روٹی، کدو کا شوربا اور خشک گوشت پیش کیا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ پیالے میں سے کدو کی قاشیں تلاش فرما رہے ہیں۔ اس دن کے بعد کدو ہمیشہ مجھے محبوب رہا۔

پھلوں میں سے آپ ﷺ کو انگور اور خربوزہ پسند تھا۔ حلوہ اور شہد پسند فرماتے۔ جو کی روٹی چربی، کھجور، منقی اور کھجور کے شربت خربوزہ، گھی، پنیر اور زیتون کے تیل کے ساتھ تناول فرمالیتے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے زیتون سے کھاؤ اس کا تیل لگاؤ یہ مبارک درخت ہے۔

آپ ﷺ خربوزہ کھجور اور شکر کے ساتھ اور کھجور کو ککڑی کے ساتھ چھوارہ مکھن کے ساتھ، ککڑی کو نمک کے ساتھ، خشک گوشت کدو کے ساتھ اور دودھ کو کھجور کے ساتھ تناول فرمالیتے تھے۔ اکثر آپ ﷺ کی غذا کھجور اور پانی ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کا پسندیدہ کھانا روٹی کا ثرید یا کھجور اور پنیر ملا ہوا ثرید ہوتا تھا۔ گوشت دانتوں سے نوچ کر تناول فرماتے اور اسی بات کا حکم دیتے تھے اور ارشاد فرماتے یہ زود ہضم ہے۔

marfat.com

اگر جنابت کی حالت میں کھانے پینے کا ارادہ فرماتے تو نماز کا وضو فرما لیتے نسائی کی روایت میں ہے اپنے ہاتھوں کو دھوتے اور پھر کھا پی لیتے۔ تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے جب کھانا کھانے بیٹھتے تو دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کو جمع فرما لیتے جیسے نمازی بیٹھتا ہے۔ مگر گھٹنا گھٹنے کے اوپر اور پاؤں پاؤں کے اوپر ہوتا تھا۔ آپ ﷺ شاد فرماتے میں عام آدمی ہوں اسی طرح کھاتا ہوں جیسے عام لوگ کھاتے ہیں اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔

ایک مرتبہ بکری کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کھانے لگے ایک اعرابی نے کہا یہ آپ ﷺ کس طرح بیٹھے ہیں فرمایا بے شک اللہ نے مجھے کریم بندہ پیدا کیا ہے اور متکبر نہیں بنایا۔ بعض اوقات آپ ﷺ اپنی دائیں ٹانگ کو کھڑا کر کے بائیں کے سہارے بیٹھ جاتے۔

آپ ﷺ تین انگلیوں (انگوٹھے، شہادت کی انگلی، ساتھ والی اور درمیانی انگلی) کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے۔ بوقت ضرورت چوتھی اور پانچویں کو بھی ساتھ ملا لیتے تھے دو انگلیوں سے کبھی نہیں کھاتے تھے فرمایا یہ شیطان کا طریقہ ہے۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو پونچھنے سے قبل چاٹ لیتے پہلے درمیانی انگلی، پھر شہادت کی انگلی اور پھر انگوٹھا بعض اوقات اپنی انگلیاں بچوں کو چٹا دیتے تھے اور ارشاد فرماتے جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو رومال سے صاف کرنے سے پہلے انہیں چاٹ لے یا کسی سے چٹالے کیونکہ اسے معلوم نہیں کو کون سے کھانے میں برکت ہے۔

پلیٹ کو کھانے کے بعد اچھی طرح صاف فرماتے اور ارشاد فرماتے کھانے کے آخر میں ہی برکت ہوتی ہے۔ جب کوئی روغنی چیز تناول فرماتے تو اپنے ہاتھ اچھی طرح دھوتے پھر بچے ہوئے پانی سے چہرے اور بازوؤں پر مسح کر لیتے۔ جب لوگوں کے ساتھ مل کر کھاتے تو سب سے آخر میں ختم فرماتے۔

کھانے کے وقت اس آیت کریمہ کو اکثر بار بار دہراتے رہتے۔

"وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" الآیہ

اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

marfat.com

کھانا کھاتے ہوئے بات چیت کرتے رہتے۔ صرف اپنے سامنے سے کھاتے اور پلیٹ میں ادھر ادھر ہاتھ نہ مارتے۔ اپنے ہم نشینوں کو بھی اسی بات کا حکم فرماتے تاہم پھل کھاتے ہوئے آپ ﷺ کا دست مبارک برتن میں ادھر ادھر پھرتا رہتا لیکن اپنے ساتھیوں کی اجازت کے بغیر دو چیزیں یکبارگی اٹھانے سے منع فرماتے۔

کبھی خوان اور رکابی میں نہیں کھایا۔ آپ ﷺ دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے اور بعض اوقات زمین پر ہی رکھ لیتے۔ نہ تو کبھی باریک روٹی کھائی اور نہ ہی بھنا ہوا بکرا دیکھا جسے شوربے میں پکایا گیا ہو۔

آپ ﷺ کے عہد میں چھلنی نہیں ہوتی تھی آٹے پر پھونک مارتے جو اس میں سے اڑ جاتا فبہا بقایا گوندھ لیتے تھے۔

آپ ﷺ کا ایک بڑا پیالہ تھا جس کا نام "قراء" تھا جسے چار آدمی اٹھاتے تھے جب صبح ہوتی اور چاشت کی نماز پڑھ لینے کے بعد وہ پیالہ لایا جاتا اس میں ثرید بنایا گیا ہوتا۔ سب اس کے گرد جمع ہو جاتے جب وہ بہت زیادہ ہو جاتے تو سرکار ﷺ بیٹھ جاتے تو ایک اعرابی نے کہا۔ **ماھذا الجلسة** یہ کیسی بیٹھک ہے

فرمایا اللہ نے مجھے کریم بندہ بنایا ہے اور تند خو نہیں بنایا۔ پھر فرماتے اپنی طرف سے کھاؤ درمیان سے چھوڑ دو اللہ تمہیں برکت دے۔

ہر جمعہ کی نماز ادا فرمانے کے بعد حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام سمیت ایک عورت کے گھر جاتے وہ آپ ﷺ کیلئے شلجم اور جو پکاتی تھی۔ وہاں سب مل کر کھانا کھاتے حضرت سہل فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن اس کھانے کی خواہش کیا کرتے۔ آپ ﷺ اپنے پیٹ میں دو کھانے جمع نہیں فرمایا کرتے تھے۔ یا صرف گوشت کھاتے یا صرف روٹی تناول فرماتے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ مسجد قبا میں تشریف فرما ہوئے آپ ﷺ روزے سے تھے۔ اوس بن خولی نامی ایک شخص آپ ﷺ کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ جب افطار کا وقت قریب آیا اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا جس میں دودھ اور شہد تھا۔ آپ ﷺ نے وہ پیالہ لے کر زمین پر رکھ دیا اور دریافت فرمایا اے اوس! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول

marfat.com

اللہ ﷺ یہ دودھ اور شہد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دو غذائیں ایک ہی برتن میں انہیں حرام تو نہیں سمجھتا لیکن کل آخرت میں دنیا کی زائد چیزوں کے حساب کو ناپسند کرتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تواضع کرتے ہوئے میں اس کو چھوڑ رہا ہوں کیونکہ جس نے عاجزی کی اللہ نے اس کا درجہ بلند فرمادیا۔ اور جس نے تکبر کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اسے کاٹ کر رکھ دے گا۔

آپ ﷺ دنیوی ناز و نعم کے زیادہ قائل نہیں تھے۔ مروی ہے کہ حسن بن علی، ابن عباس اور ابن جعفر رضی اللہ عنہم حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور عرض کی ہمارے لئے وہ کھانا تیار کرو جو حضور ﷺ کو پسند تھا انہوں نے فرمایا بیٹو! آج تم اس کی خواہش نہ کرو انہوں نے اصرار کیا کہ ہمارے لئے یہ کھانا تیار کرو۔ وہ اٹھیں کچھ جو لئے انہیں پیسا۔ پھر ایک ہنڈیا میں ڈال کر اس میں زیتون کا تیل شامل کر دیا اور کچھ مصالحے اور مرچیں کوٹ کر ڈالیں اور پیش کر دیں اور فرمایا یہ سرکار ﷺ کا سب سے پسندیدہ کھانا تھا۔

آپ ﷺ کا دستر خوان سرخ چمڑے کا تھا آپ ﷺ اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے اور گرم جوش دیتا ہوا کھانا کھانا پسند نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ٹھنڈا کھانا کھاؤ اس میں برکت ہوتی ہے اور گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی کھانے کو کنارے سے نہ پکڑتے، کھانے پینے کی اشیاء میں پھونک نہ مارتے اور نہ ہی دودھ، انڈے، گوشت، دودھ، دودھ اور مچھلی، دودھ اور ترش (کھٹی) اشیاء، ٹھنڈی اور گرم، دو قابض اشیاء، دو مسہل اشیاء، یا مختلف یعنی قابض اور مسہل یا زود ہضم اور دیر ہضم، بھنی ہوئی اور پکی ہوئی، خشک اور تازہ گوشت کو جمع نہیں فرماتے تھے، باسی کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔

لہسن، پیاز، گیندنا، مولی وغیرہ بودار چیزیں تناول نہیں فرماتے تھے کیونکہ ملائکہ آپ ﷺ کے پاس آتے تھے۔ جبریل سے آپ ﷺ کی گفتگو ہوتی آپ فرماتے کہ لہسن، پیاز اور گیندنا ابلیس کی خوشبو ہے۔ جس نے اس بدبودار پودے سے کھایا ہو ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ ایک ہنڈیا پیش کی گئی اس میں کچھ سبزیاں تھیں آپ ﷺ نے اس کی بو محسوس کی اور اٹھا کر کسی صحابی کو دے دی۔ فرمایا کھاؤ میں اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم سرگوشی

marfat.com

نہیں کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار ﷺ نے جو آخری کھانا تناول فرمایا تھا اس میں پیاز موجود تھا اسے ہنڈیا میں پکایا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا کھانا لازمی ہو تو پکا کر اس کی ناگوار بو کو ختم کر دیا جائے۔

آپ ﷺ نے پیٹ بھر کر کبھی نہیں کھایا۔ اور نہ آپ ﷺ کو بد ہضمی ہوئی آپ ﷺ فرماتے تھے اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو کم خور، ہلکے بدن والا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے کہ بغیر بھوک کے کھانا، بغیر بیداری کے سونا، بلاوجہ ہنسنا اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔ اور فرماتے کہ زیادہ کھانا بدبختی ہے اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ تر لوگ بد ہضمی والے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا جب بھوک زیادہ لگے تو ایک روٹی اور خالص پانی کا ایک کوزہ لے لو اور کہو میری طرف سے دنیا اور اہل دنیا پر بربادی ہے ایک دوسری روایت کے الفاظ میں جب تو روٹی اور خالص پانی کے ساتھ اپنی بھوک کا سامان کر لے تو دنیا اور اہل دنیا پر بربادی ہو۔ جب صبح کے وقت کھانا کھا لیتے تو پھر شام کو کچھ نہ کھاتے اور شام کو کھا لیتے تو صبح کو کچھ نہ کھاتے۔ آپ ﷺ کے کھانے کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرکار ﷺ روزہ رکھتے حتیٰ کہ ہم کہتے اب افطار نہیں کریں گے پھر افطار کرنا (روزہ نہ رکھنا) شروع کر دیتے حتیٰ کہ ہم سمجھتے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے۔ آپ ﷺ گھر تشریف لاتے اور پوچھتے کہ گھر میں کچھ ہے اگر عرض کی جاتی ہاں تو تناول فرما لیتے اور اگر کہا جاتا گھر میں کچھ نہیں تو ارشاد فرماتے اچھا پھر میں روزے سے ہوں۔ کوئی چیز پیش کی جاتی تو فرماتے میں نے روزے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر وہ چیز تناول فرما لیتے ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے فرمایا میں روزے سے ہوں۔ تو حضرت عائشہ نے عرض کی ہمارے پاس حیس (روغن اور پنیر ملا کھانا) لایا گیا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے میں نے روزے کا ارادہ کیا تھا لیکن لاؤ یہ کدھر ہے؟ عمر بھر ایک مجلس میں نو لقموں سے زیادہ نہیں کھایا۔

marfat.com

ماکولات ومشروبات نبویہ ﷺ

آپ ﷺ بیٹھ کر پانی پیتے تھے۔ بعض اوقات آپ نے کھڑے کھڑے بھی پیا ہے۔ اور برتن سے منہ ایک طرف کر کے تین مرتبہ سانس لیتے۔ بعض اوقات دو مرتبہ اور کبھی آپ نے ایک سانس میں بھی پیا ہے۔ ہر مرتبہ ابتداء میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہتے۔

ابن سنی کے الفاظ یہ ہیں۔

"کَانَ یَشْرَبُ ثَلَاثَۃَ اَنْفَاسٍ یُسَمِّی اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْ اَوَّلِہٖ وَیَحْمَدُ اللّٰہَ آخِرَہٗ"

تین سانسوں میں پانی پیتے ابتداء میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہتے۔

طبرانی کے الفاظ میں ہر سانس سے پہلے بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں حمد و ثنا فرماتے۔

مسند الفردوس میں ہے کہ آپ ﷺ ہر مرتبہ کھانے پینے کے وقت پڑھا کرتے۔

"بسم اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ دَاءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یاقیوم"

چوس کر پیتے نہ کہ منہ لگا کر اور حکم فرماتے کہ جب تم پیو تو چوس کر پیو اور جانور کی طرح منہ لگا کر مت پیو۔ بے شک منہ لگا کر پینا جگر کے درد کو پیدا کرتا ہے پانی پینے سے فارغ ہو کر یہ دعا مانگتے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا"

ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے ابو ایوب سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کھاتے یا کوئی چیز پیتے تو پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَہٗ وَجَعَلَ لَہٗ مَخْرَجًا

اگر کوئی چیز بچ جاتی اور آپ ﷺ کسی دوسرے کو کھلانا چاہتے تو جو شخص دائیں طرف ہوتا اس سے شروع فرماتے، اگرچہ بائیں طرف کتنا بزرگ آدمی ہی کیوں نہ ہو جو آدمی دائیں طرف ہوتا اسے فرماتے سنت یہ ہے کہ تمہیں دیا جائے لیکن اگر تم چاہو تو انہیں ترجیح دے سکتے ہو۔

دودھ پیتے تو فرماتے جسے اللہ کھانا کھلائے تو یہ کہے

"اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ"

marfat.com

اے اللہ ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے بہتر عطا فرما

اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ عطا فرمائے تو کہے

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ"

مشروبات وماکولات کا بدل دودھ سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ اور فرماتے دودھ پی کر کلی کیا کرو اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ دودھ آپ ﷺ کو بہت پسند تھا خالص دودھ نوش فرماتے اور بعض اوقات اس میں پانی ملا کر پیتے۔ اگر روزہ دار ہوتے تو پینے سے شروع فرماتے۔ ہر روز صبح کے وقت ٹھنڈے پانی میں شہد ملا کر ایک پیالہ پیتے۔ یہ آپ ﷺ کو بہت ہی پسند تھا باسی پانی پسند فرماتے۔

ایک دن ابن تیہان کے باغ میں تشریف لائے۔ اور فرمایا اگر مشکیزے میں رات کا پانی ہو تو ٹھیک وگرنہ ہم نہر کا پانی پی لیں۔

آپ ﷺ کی چھینک

جب آپ ﷺ کو چھینک آتی تو اپنا ہاتھ یا کپڑا اپنے منہ پر رکھ لیتے اور اس کی آواز کو آہستہ رکھتے۔ بعض اوقات چہرے کو دونوں ہاتھوں یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے۔

ایک روایت میں ہے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے ابروؤں پر رکھتے اور الحمد للہ کہتے جواباً آپ ﷺ کو کہا جاتا یرحمک اللہ آپ ﷺ فرماتے۔

"يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ"

اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری اصلاح فرمائے۔

مسجد میں سخت چھینک کو ناپسند فرماتے اور کبھی جمائی نہیں لی اور نہ ہی آپ ﷺ کو کبھی احتلام ہوا۔

ملبوسات مبارکہ

آپ ﷺ اونی کپڑے زیب تن فرماتے۔ مرمت شدہ پاپوش استعمال فرماتے۔ اور لباس میں زیادہ عمدگی کا لحاظ نہ رکھتے بلکہ جو کچھ مل جاتا پہن لیتے کبھی کمبلی، کبھی برد یمانی (یمنی

marfat.com

چادر) اور کبھی اونی جبہ۔

اور فرماتے بے شک اللہ تعالیٰ ایسے مومن کو پسند فرماتا ہے جسے یہ پرواہ نہ ہو کہ اس نے کیا پہن رکھا ہے۔ وہ عمدہ ہے یا کم قیمت۔ آپ ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ لباس یمنی چادر ہوتی تھی جس میں سرخ اور سفید دھاریاں ہوں قمیص بھی آپ ﷺ کو بہت پسند تھی اس کی آستین کی لمبائی گرمیوں میں کلائی تک اور سردیوں میں انگلیوں کے سرے تک ہوتی اور زائد کو کاٹ دیتے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی آستین حضر میں انگلیوں کے سرے تک اور سفر میں کلائی تک ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کی قمیص کا گریبان سینے تک چیرا ہوتا تھا جیسے آج کل دیار عرب میں رائج ہے نہ کہ شانے پر سے جیسا کہ بعض لوگوں کا قول ہے۔

جب قباء پہنتے تو پہلے بائیں طرف اور پھر دائیں طرف سے پہنتے۔ سفر میں تنگ آستینوں والا جبہ استعمال فرماتے۔ سر پر ایک کپڑا رکھتے تاکہ بال آلودہ نہ ہوں۔ کمبل بھی استعمال فرماتے اور گرمی سے بچنے کیلئے اسے سر پر ڈال لیتے۔ آپ ﷺ نے شلوار بھی زیب تن فرمائی ہے جیسا کہ سیوطی نے تصریح کی ہے۔

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں سرکار ﷺ کے ساتھ مل کر بازار میں داخل ہوا۔ سرکار ﷺ بزاز کی دکان پر گئے اور چار درہم میں ایک چادر خرید فرمائی میں نے عرض کی یارسول اللہ کیا آپ (ﷺ) شلوار زیب تن فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں سفر و حضر میں اور رات دن مجھے ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے اس کیلئے اس سے زیادہ مناسب کوئی چیز نہیں۔

سبز کپڑے پسند تھے حدیث ابوداؤد میں ہے زرد رنگ سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہ تھی اس کے ساتھ اپنے تمام کپڑے حتیٰ کہ عمامہ تک رنگ لیا کرتے تھے۔ طبرانی کا قول بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ کو زرد رنگ پسند تھا۔

آپ ﷺ کا لباس اکثر اوقات موٹے کپڑے کا ہوتا تھا۔ بعض علماء کا قول ہے کہ آپ ﷺ پرانی اونی چادریں اکثر زیب تن فرماتے تھے۔ باوجودیکہ آپ ﷺ نے کتان اور سوت

marfat.com

بھی استعمال فرمایا ہے غزالی کا قول ہے کہ حضور ﷺ کے لباس کی قیمت دس درہم تھی۔ ایک چادر تھی جس پر پیوند لگے تھے اسے اوڑھ لیتے۔ اور فرماتے میں بندہ ہوں اسی طرح پہنتا ہوں جیسے بندہ پہنتا ہے۔ بعض اوقات آپ ﷺ صرف چادر ہی اوڑھ لیتے تھے کبھی صرف ایک تہہ بند ہی آپ ﷺ پر ہوتا تھا اس کے دونوں اطراف کو کندھوں پر باندھ لیتے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو کمبلی میں نماز ظہر ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس کی دونوں اطراف باندھ رکھی تھیں۔

دوسرے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کیلئے آپ ﷺ کے پاس دو کپڑے تھے۔ اور ایک سرخ حلہ اور سرخ چادر تھی ایک روایت میں ہے کہ اس کا رنگ سبز تھا اسے عیدین میں اور وفود کی آمد کے وقت زیب تن فرماتے۔ جب کوئی نیا کپڑا آتا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرماتے اور دو رکعتیں ادا فرماتے اور پرانا کسی دوسرے کو عطا فرمادیتے نیا کپڑا اکثر جمعہ کے دن زیب تن فرماتے اور اس کا نام رکھتے۔ پھر فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ اَسْئَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَاصُنِعَ لَهُ وَاَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَمِنْ شَرِّ مَاوُضِعَ لَهُ"

یا فرماتے:

"اَلْحَمْدُ اللّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَيٰوتِیْ"

یا یہ دعا پڑھتے:

"الحمدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّيَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ النَّاسِ"

جب کسی صحابی کو نیا کپڑا پہنے ہوئے دیکھتے تو اس کیلئے یہ دعا فرماتے

"يُبْلِیْ وَيخلِفُ اللّٰه" یایوں فرماتے۔ اَبْلِ وَاَخْلِقْ ثُمَّ اَبْلِ وَاَخْلِقْ ثُمَّ اَبْلِ وَاَخْلِقْ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑا پہنے ہوئے دیکھا تو دریافت فرمایا نیا ہے یا دھلا ہوا ہے۔ عرض کی دھلا ہوا۔ تو یہ دعا فرمائی

"اِلْبَسْ جَدِيْداً وَعِشْ حَمِيْداً وَ مُتْ شَهِيْداً وَيرْزُقُكَ اللّٰهُ قُرَّةَ عَيْنٍ فِیْ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ"

marfat.com

جب کپڑا پہنتے دائیں آستین یا دائیں ٹانگ سے شلوار پہننا شروع کرتے اور اتارتے وقت بائیں طرف سے اتارتے۔ پھر دائیں طرف کو اتارتے وقت یہ پڑھتے۔

"بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ"

آپ ﷺ کی قمیص، قباء اور تہہ بند کی لمبائی نصف پنڈلی تک اور بعض اوقات ٹخنوں تک ہوتی تھی۔ تہہ بند کو سامنے سے ڈھیلا چھوڑ دیتے اور پیچھے سے اٹھا کر رکھتے آپ ﷺ کے تہہ بند کی لمبائی چار ہاتھ ایک بالشت اور چوڑائی دو ہاتھ اور ایک بالشت ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کا عمامہ مبارک سوتی سفید رنگ کا تھا اسے "قطریہ" کہتے تھے۔ بعض اوقات آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ بھی سر اقدس پر رکھا ہے بعض روایات میں سرخ، زرد، زعفران اور ورس سے رنگے ہوئے عمامے کو استعمال فرمانے کا ذکر بھی آیا ہے آپ ﷺ اپنے عمامہ مبارک کو سر پر لپیٹ لیتے اور پیچھے سے باندھ دیتے۔ عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی استعمال فرماتے۔ کبھی بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ استعمال فرما لیتے اور کبھی عمامہ کے بغیر صرف ٹوپی استعمال فرما لیتے تھے۔

بعض اوقات نماز پڑھتے وقت ٹوپی اتار کر اس کا سترہ بنا لیتے۔ شامی یا یمنی سفید ٹوپی استعمال فرماتے آپ ﷺ کی ٹوپی سر اقدس سے جڑی ہوئی ہوتی تھی۔ دوران جنگ دوسری ٹوپی استعمال فرماتے لمبی ٹوپیوں کا رواج خلیفہ منصور کے زمانہ میں ہوا۔

دستار مبارک

آپ ﷺ کی دستار مبارک چھوٹی سی تھی بعض علماء کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس تین دستاریں تھیں ایک آٹھ ہاتھ لمبی تھی جسے عام طور پر استعمال فرماتے۔ اس کا شملہ نصف ہاتھ تھا دوسری دستار بارہ گز تھی اسے عام طور پر جنگوں کے دوران استعمال فرماتے تھے اس کا شملہ ایک ہاتھ تھا۔ تیسری دستار سولہ ہاتھ تھی اسے جمعہ اور عیدین میں استعمال فرماتے اس کا سرا مقعد تک تھا۔ بعض اوقات اسے پیٹھ پر اور کبھی دائیں طرف پر ڈال لیتے۔ بائیں جانب ڈالنے کا ذکر نہیں۔ بعض اوقات دونوں کنارے دونوں کندھوں پر ڈال لیتے۔ آپ ﷺ ہر وقت شملہ نہیں لٹکاتے تھے بلکہ کبھی لٹکا لیا اور کبھی چھوڑ دیا۔ کبھی اسے گردن کے نیچے باندھ لیتے دوران نماز عموماً بغیر شملہ کے عمامہ باندھتے۔

marfat.com

کفش پائے نبی ﷺ

آپ ﷺ کے نعلین مبارک گائے کی کھال سے بنے ہوئے زرد رنگ کے تھے ان پر بال نہیں تھے۔ اور ان میں دو قبال تھے۔ قبال اس تسمے کو کہتے ہیں جو دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ ہر پاپوش کا طول ایک بالشت دو انگلیاں اور عرض ٹخنوں تک سات انگلیاں تھا۔ ہر قدم مبارک کا تلوا پانچ اور اوپر کا حصہ چھ تھا۔

جب آپ ﷺ جوتے مبارک پہننے لگتے تو دائیں طرف سے شروع فرماتے اور اتارتے وقت بائیں پاؤں کا جوتا پہلے اتارتے۔

کبھی نعلین سمیت ہی نماز ادا فرمالیتے۔ اور صحابہ کو بھی یہود کی مخالفت میں اسی بات کا حکم ارشاد فرماتے بعض علماء کا قول ہے کہ آپ ﷺ اکثر نماز نعلین سمیت ادا فرماتے۔ ایک دفعہ صحابہ کو نماز پڑھاتے ہوئے دوران نماز آپ ﷺ نے اپنے جوتے اتار کر ایک طرف رکھ دیئے۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی اپنے اپنے جوتے اتار دیئے۔ جب فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے اپنے جوتے کیوں اتارے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ہم نے آپ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تو آپ ﷺ کی پیروی میں ہم نے اپنے جوتے اتار دیئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جبریل میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ ان میں گندگی لگی ہوئی ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص مسجد آنے کا ارادہ کرے تو اپنے جوتے الٹا کر دیکھ لے۔ اگر ان پر نجاست لگی ہو تو اسے زمین پر پونچھ کر صاف کرے پھر ان میں نماز ادا کرے۔

انگشتری مبارک

آقائے نامدار تاجدار ﷺ نے دائیں بعض اوقات بائیں خنصر میں چاندی کی انگوٹھی استعمال فرمائی اس کے نقش پر "محمد رسول اللہ" لکھا تھا محمد ایک سطر، رسول دوسری سطر، اللہ تیسری سطر میں نقش تھا۔ آپ ﷺ اسے پہلے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ پھر اسے چھوڑ کر بائیں کو اختیار فرمالیا۔ جیسا کہ ابن عدی کی حدیث میں ابن عمر سے اور ابن عساکر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے صحیح روایت کے

marfat.com

مطابق اس کی شکل چوکور اس طرز پر تھی۔

اللہ
رسول
محمد

انگوٹھی کا استعمال پہلی مرتبہ اس وقت شروع ہوا جب سات ہجری میں آپ ﷺ نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کی طرف مکاتیب ارسال فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ عرض کی گئی کہ وہ مہر کے بغیر خط کو قبول نہیں کرتے چنانچہ انگوٹھی ڈھالی گئی۔

بیت الخلاء میں جانے سے قبل اسے اتار لیا کرتے، اور کسی دوسرے کو اس طرح کے نقش والی انگوٹھی کا استعمال کرنے سے روک دیا۔

جب آپ ﷺ کی وفات ہو گئی تو پھر وہی انگوٹھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، پھر حضرت عمر کے ہاتھ میں اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔ تا آنکہ ان کے اپنے یا کسی ملازم کے ہاتھوں بئر اریس میں گر گئی اور تلاش کے باوجود نہ ملی۔

آپ ﷺ دنیوی زیب و زینت کو ترک کرنے میں مبالغہ سے کام لیتے حتیٰ کے نقش و نگار والی قمیص اتار دی اور دوران خطبہ سونے کی انگوٹھی اتار کر پھینک دی وغیرہ۔

کاشانہ اقدس

آپ ﷺ رہائش گاہ کا زیادہ اہتمام نہیں فرماتے تھے۔ آپ ﷺ اس دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ اینٹ پر اینٹ، یا نرسل پر نرسل نہیں رکھا ارشاد فرماتے مجھے دنیا سے کیا غرض، میری مثال اس سوار کی سی ہے جو سایہ دار درخت کے نیچے کچھ دیر آرام کرتا ہے پھر اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔ کسی صحابی کو مکان بناتے دیکھا تو فرمایا موت اس سے بھی جلد آنے والی ہے اور اس بات کو ناپسند فرمایا۔

گھر کی سیڑھی کا ایک پایہ متزلزل ہو کر گرا اس سے آپ ﷺ کا پاؤں اتر گیا اور ایک ماہ تک صاحب فراش رہے۔ عرض کی گئی اس کی مرمت کر دیں لیکن آپ ﷺ نے انکار فرما دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور یہ اسی طرح تھا۔ وہی مکان کافی سمجھتے جو گرمی، سردی سے بچاؤ کر سکے، جانوروں کے داخلے کو روک سکے۔ اور لوگوں کی آنکھوں سے پردہ ہو۔

marfat.com

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جب بندے کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو اس کا مال عمارت، پانی اور مٹی میں خرچ کروادیتا ہے طبرانی اور خطیب کے الفاظ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اینٹوں اور مٹی کو اس کیلئے خوشکن بنادیتا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے تھے جس نے اپنی ضرورت سے زیادہ تعمیر کی قیامت کے دن اسے گردن پر اٹھانے کی تکلیف دی جائے گی۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ جس نے زائد از ضرورت مکان بنایا تو یہ قیامت کے دن اس پر وبال ہوگا۔ طبرانی کے الفاظ میں جو دس ہاتھ سے زیادہ بنائے تو آسمان سے ایک منادی اسے ندا دیتا ہے کہ اے اللہ کے دشمن کہاں کا ارادہ ہے ایک روایت میں دس کی جگہ سات ہاتھ کا ذکر آیا ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ازواج مطہرات میں سے کسی کے حجرے میں داخل ہوا تو میرا سر چھت سے ٹکرانے لگا۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صغر سنی میں میں ازواج مطہرات کے حجروں میں داخل ہوا کرتا تھا یہ خلافت عثمانی کا زمانہ تھا۔ میرا ہاتھ چھت تک پہنچ جاتا تھا۔ ان کی تعداد نو تھی چار کچی اینٹوں کے بنے ہوئے تھے۔ ان کی چھت کھجور کے تنوں اور شاخوں کی تھی اسے مٹی سے لیپ دیا گیا تھا اس کی دیواریں بھی کھجور کی ٹہنیوں کی تھیں۔ سوائے ام سلمہ کے گھر کے انہوں نے اپنا حجرہ پتھروں سے تعمیر کیا۔ سرکار اس وقت غزوہ دومۃ الجندل کیلئے تشریف لے گئے تھے جب واپس تشریف لائے تو وہ سب سے پہلے حاضر ہوئیں۔ سرکار نے دریافت فرمایا یہ کیا عمارت ہے؟ انہوں نے عرض کی لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کیلئے میں نے ایسے کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بری چیز جس میں ایک مسلمان کا مال ضائع ہوتا ہے عمارت تعمیر کرنا ہے۔ کھجور کی ان دیواروں کو باہر سے بالوں کی پوشش سے ڈھانپا گیا تھا دروازوں کے پردے بھی اسی ٹاٹ کے بنے ہوئے تھے۔ ہر پردہ تین ہاتھ لمبا ایک ہاتھ چوڑا تھا۔

سہیلی کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے مکانات میں سے بعض کی بنیادیں کھجور کی شاخوں، بعض کی پتھروں کی تھیں اور سب کی چھتیں کھجور کی ٹہنیوں کی تھیں دروازوں کے پردے عرعر کی لکڑی کے ساتھ بالوں کو باندھ کر بنائے گئے تھے۔

marfat.com

بعض علماء کا قول ہے کہ حجروں کے پردے بوریے کے تھے آپ ﷺ کی مسجد مبارک سات ہاتھ بلند کچی اینٹوں سے بنی تھی۔ اس کی چھت کھجور کی شاخوں اور ستون لکڑی کے تھے۔ جب مسجد کی تعمیر مکمل ہو گئی تو ایک طرف سائبان بنایا گیا۔ یہ مساکین و فقراء کی رہائش گاہ تھی۔ اسے صفہ کہتے تھے وہاں کے رہائشی اہل صفہ کہلاتے تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ ان کے ساتھ بیٹھتے اور موانست فرماتے نماز سے فارغ ہو کر ان کے پاس تشریف لاتے کچھ دیر توقف فرماتے ان کو ارشاد فرماتے کہ اگر تمہیں یہ علم ہو جائے کہ اللہ کے ہاں تمہارا کیا درجہ ہے تو تم فقر و تنگدستی کی مزید آرزو کرو عشاء کے وقت انہیں صحابہ کے ساتھ روانہ فرماتے کچھ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔ عشاء کے وقت مسجد میں کھجور کی شاخوں سے آگ جلائی جاتی تھی۔ جب تمیم داری مدینہ آئے تو اپنے ساتھ قندیلیں، رسیاں اور تیل لے کر آئے اور انہیں مسجد کے ستونوں سے باندھ کر جلا دیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا بخدا اگر میری اور بیٹی ہوتی تو تمہیں بیاہ دیتا۔

آپ ﷺ دنیوی آن بان کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ قریش نے آپ ﷺ کو مال و دولت، جاہ و حشمت اور سرداری اس شرط پر دینے کا وعدہ کیا کہ آپ ﷺ اپنی دعوت سے دست کش ہو جائیں لیکن آپ ﷺ نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہیں فرمائی۔ فقراء و مساکین کے ساتھ آپ ﷺ حد درجہ متواضع اور اغنیاء اور ارباب ثروت کے ساتھ از حد ترفع اور برتری والے تھے نان و نفقہ، لباس اور رہائش میں اقتصار سے کام لیتے تھے کہ ازار سے مافوق، دیوار کے سائے، کوزۂ آب اور پارۂ نان سے زیادہ پر آدمی سے قیامت کے دن حساب لیا جائے گا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے امن و سلامتی کے ساتھ صبح کی اور اس کے پاس دن بھر کا قوت بھی موجود ہے گویا اسے ساری دنیا عطا کی گئی ہے۔ بیہقی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

"إِذَا أَصْبَحْتَ آمِناً فِيْ سِرْبِكَ مُعَافًى فِي بَدَنِكَ عِنْدَكَ قُوْتُ يَوْمِكَ فَعَلَى الدُّنْيَا العَفَاءُ"

کوئی کپڑا آپ ﷺ کی رائے میں پرانا نہ ہوتا حتیٰ کہ اس پر پیوند لگا لیتے اور حضرت عائشہ

marfat.com

کو فرماتے اگر مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو دنیا میں تجھے اتنا زادِ راہ کافی ہے جس قدر ایک سوار کو۔ اغنیاء کی صحبت سے بچنا اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھنا حتی کہ تو اس پر پیوند لگالے۔

جو کچھ مل جاتا پہن لیتے۔ اکثر چھوٹی کمبلی، کھردری یا موٹی چادر زیب تن فرماتے۔ اور حاضرین میں دیبا کی سونے کے پانی سے منقش قبائیں تقسیم فرمادیتے۔ مختلف ممالک کے شہنشاہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں تحائف ارسال کئے لیکن آپ ﷺ نے اپنے لئے کوئی چیز بچا کر نہ رکھی۔ اور نہ ہی کبھی ایک درہم بھی محفوظ کیا بلکہ یہ رقوم مختلف مصارف پر خرچ کردیں۔ دوسروں کو مستغنی فرمادیا اور مسلمانوں کو اسی کے ساتھ قوت بخشی۔

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میرے نزدیک اس سے زیادہ خوشی والی کوئی بات نہیں کہ احد پہاڑ سونا بن جائے میں اس کو تقسیم کروں اور شام کے وقت میرے پاس کچھ نہ ہو۔ سوائے اس رقم کے جو میں ادائیگئ قرض کیلئے محفوظ رکھوں۔ ایک دفعہ ریشمی قباء بطور ہدیہ پیش کی گئی۔ آپ ﷺ نے اسے زیب تن فرمایا اور نماز ادا فرمائی نماز کے بعد فوراً اسے اتار پھینکا اور فرمایا یہ متقی لوگوں کے مناسب نہیں ایک دفعہ نئے نعلین پہنے ان کی خوبصورتی کی وجہ سے دل کو بھا گئے آپ ﷺ سجدے میں گر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے تواضع کی ہے کہیں مجھے بتلائے عذاب نہ فرمادے۔ پھر انہیں لے کر باہر نکلے جو پہلا مسکین ملا اسے عطا فرمادیئے۔

عطر بیز مہک

آپ ﷺ خوشبو بہت پسند فرماتے تھے اور لوگوں کو اس کے استعمال پر برانگیختہ فرماتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے اللہ تعالیٰ نے میری لذت عورتوں اور خوشبو میں رکھی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ نسائی، حاکم وغیرہ کے الفاظ اس طرح ہیں

"حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ"

(تمہاری دنیا سے مجھے عورتیں اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔) آپ ﷺ فرماتے تھے بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور پاکیزہ چیز کو پسند فرماتا ہے۔ [illegible] ہے اور صفائی پسند ہے

marfat.com

آپ ﷺ فرماتے تھے بے شک ہر مسلمان پر اللہ کا حق یہ ہے کہ سات یوم کے دوران ایک مرتبہ غسل کرے۔ اگر خوشبو ہو تو لگائے اور فرماتے مردوں کی خوشبو یہ ہے کہ جس کی بو ظاہر اور رنگ مخفی ہو عورتوں کی خوشبو جس کا رنگ ظاہر اور بوئے خوش مخفی ہو۔ مہندی کی بو اور ناگوار ہوا سے احتراز فرماتے۔

فاغیہ (مہندی کا پھول) بہت پسند تھا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے دنیا و آخرت کے پھولوں کا سردار فاغیۃ ہے کبھی مرکب خوشبو جس میں کستوری ملی ہو یا صرف کستوری استعمال فرماتے۔ اسے سر اور ڈاڑھی مبارک پر لگاتے اور فرماتے سب سے عمدہ خوشبو کستوری ہے۔
اس کی خصوصیت یہ ہے کہ رات کی تاریکی میں بھی اس کا پتہ چل جاتا ہے۔ آپ ﷺ کسی راستے سے نہیں گزرتے تھے مگر آپ ﷺ کے پیچھے آنے والا یہ معلوم کر لیتا کہ آپ ﷺ اس راستہ سے گزرے ہیں۔ یہ آپ کی ذاتی خوشبو ہوتی تھی نہ کہ کستوری کی وجہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کسی عنبر، کستوری یا کسی اور خوشبو میں میں نے کبھی حضور ﷺ جیسی خوشبو نہیں سونگھی۔

آپ ﷺ اکثر "ذریرہ" نامی خوشبو استعمال فرماتے یہ ہند سے لائی جاتی تھی عود عنبر اور کافور کی دھونی لیتے اور اس کا ہدیہ رد نہ فرماتے اور فرماتے تین چیزیں واپس نہیں کی جاتیں تکئے، تیل اور خوشبو ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ جب خوشبو والا روغن دان لایا جاتا تو آپ ﷺ اس میں سے پہلے تھوڑا سا چاٹتے پھر تیل لگاتے۔ اکثر سر اور ریش مبارک کے بالوں کو پانی سے درست کر لیتے اور کبھی کبھی تیل استعمال فرماتے۔ جب تیل لگانے کا ارادہ فرماتے تو اسے پہلے بائیں ہتھیلی پر ڈالتے پہلے ابرو پر لگاتے پھر دونوں آنکھوں، پھر ریش مبارک اور پھر سر پر لگاتے۔ طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ ڈاڑھی مبارک کو تیل لگانا چاہتے تو ٹھوڑی کے اوپر والے بالوں سے شروع فرماتے ریش مبارک میں اکثر اور سر میں دوسرے دن کنگھی فرماتے۔
آپ ﷺ پہلے موئے مبارک کو جبین اقدس پر ایسے ہی چھوڑ دیتے تھے پھر اسے چھوڑ کر مانگ نکالنا شروع کی۔ صحیح روایت کے مطابق آپ ﷺ نے خضاب استعمال نہیں فرمایا۔

marfat.com

بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے مہندی اور وسمہ استعمال فرمایا ہے شیخین نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ ڈاڑھی مبارک کو ورس اور زعفران سے رنگتے تھے اور سر کو بیری کے پتوں کے پانی سے دھویا کرتے تھے۔ جب سر اقدس میں درد ہوتا تو مہندی سے سارے سر کو ڈھانپ لیتے تھے اور فرماتے باذن اللہ اس میں درد سر سے شفا ہے۔

اثمد (سرمہ) رات کو سوتے وقت لگاتے آپ ﷺ کے پاس اپنی سرمہ دانی تھی جو سفر و حضر میں آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوتی تھی۔ ہر رات ہر آنکھ میں تین سلائیاں لگاتے۔ کبھی دائیں آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائیاں لگاتے دائیں طرف سے شروع فرماتے اور دائیں پر ہی ختم فرماتے۔ بعض اوقات دن کے وقت روزہ کی حالت میں بھی آپ ﷺ نے سرمہ لگایا ہے اور فرماتے بہترین سرمہ اثمد ہے یہ بینائی کو قوت دیتا اور بال اگاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سوتے وقت خوشبودار سرمے کی تلقین فرماتے تھے۔

آپ ﷺ کنگھی کرنے، جوتا پہننے، کپڑے زیب تن کرنے، سرمہ لگانے، مسواک کرنے، ناخن اتارنے، مونچھیں سنوارنے، موئے بغل اور موئے زیر ناف صاف کرنے، وضو کرنے اور لینے دینے تمام امور میں دائیں طرف کا لحاظ فرماتے تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب آپ ﷺ کی عمر مبارک دو سال ہوئی تو آپ ﷺ کبھی کوئی چیز بائیں ہاتھ سے نہیں پکڑتے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا دست یمین وضو اور کھانے کیلئے اور بایاں ہاتھ استنجا اور گندگی کو دور کرنے کیلئے تھا۔

حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ مبارک کھانے، پینے، وضو، کپڑوں اور لینے دینے کیلئے اور بایاں ہاتھ دیگر امور کیلئے مخصوص تھا۔ اپنے امور خود سرانجام دیتے، صفائی کا خیال رکھتے، خوشبو ترک نہیں فرماتے تھے ریش مبارک درست کرتے وقت آئینہ دیکھتے حالانکہ آپ ﷺ نے پیٹ پر بوجہ بھوک پتھر باندھ رکھا ہوتا تھا۔

سفر و حضر میں تیل کی شیشی، آئینہ، کنگھی، قینچی، مسواک مورچھل (مدراء) اور سوئی دھاگہ ساتھ رہتا تھا۔ یہ سب چیزیں ایک چھوٹی صندوقچی میں رہتی تھیں۔

marfat.com

حبیب کبریاء علیہ افضل التحیۃ واجمل الثناء کی مسواک مبارک

آپ ﷺ کی مسواک اراک (ایک درخت) کی بنی ہوتی تھی۔ کنگھی ہاتھی دانت سرمہ سلائی زرد تانبے کی تھی۔ جب آپ ﷺ گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے اسی طرح سونے سے قبل بھی مسواک فرماتے اور نماز تہجد کیلئے اٹھتے وقت، بلکہ ہر نماز سے پہلے۔

ابتدا میں ہر نماز کے ساتھ آپ ﷺ کو وضو فرمانے کا حکم تھا خواہ محدث ہوں یا باوضو۔ لیکن جب یہ چیز آپ ﷺ پر دشوار ہو گئی تو صرف بوقت حدث وضو کرنے اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور پہلا حکم اٹھالیا گیا۔

مسواک کرنے کے بعد حاضرین میں سے بڑے آدمی کو مسواک دیتے اور فرماتے جبریل نے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔ رات دن میں جب بھی نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک فرماتے۔ روزہ بھی آپ ﷺ کو مسواک کرنے سے مانع نہ تھا۔

آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام جب بھی تشریف لائے تو مجھے مسواک کا حکم دیا۔ حتی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ اپنے منہ کو پست کروں۔

عمل جراحت

حضور ﷺ گردن کی دونوں پوشیدہ رگوں اور شانہ مبارک پر پچھنے لگواتے تھے اس وقت سترہ، انیس یا اکیس تاریخ ہوتی تھی۔

زہر آلود بکری کی وجہ سے سر کی چوٹی پر پچھنے لگواتے۔ روزہ آپ ﷺ کیلئے پچھنے لگوانے سے مانع نہ تھا۔

آپ ﷺ ہر ماہ پچھنے لگواتے تھے۔ اور صحابہ کو بھی اس بات کا حکم ارشاد فرماتے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ معراج کی رات میں فرشتوں کے کسی گروہ پر میرا گذر نہیں ہوا مگر انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم دیجئے۔ آپ ﷺ نے کولہے اور پاؤں کے اوپر درد کی وجہ سے پچھنے لگوائے۔ ابو طیبہ مولی محیصہ نے آپ ﷺ کو پچھنے لگائے

marfat.com

آپ ﷺ نے اسے دو صاع خوراک دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس نے آپ ﷺ کے گھر والوں سے بات کی تو اس کے بدلے میں اس کا خراج ساقط کر دیا گیا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ بہترین دوائی پچھنے لگوانا ہے۔ جب بھی کسی شخص نے سر میں درد کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا پچھنے لگاؤ اور ٹانگ میں درد کی شکایت کی تو اسے مہندی لگانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ شفا تین چیزوں میں ہے۔ پچھنے لگانے والے کے نشتر میں ۲۔ شہد کے گھونٹ میں۔ ۳۔ آگ سے داغنے میں۔ اور میں اپنی امت کو داغ دینے سے منع کرتا ہوں۔

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ حجامت (پچھنے لگانا) لعاب کی طرح ہے یہ عقل اور قوت حفظ میں اضافہ کا باعث ہے۔ آپ ﷺ جمعہ، ہفتہ اور بدھ کے دن پچھنے لگوانے سے منع فرماتے تھے آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے ہفتے اور بدھ کو پچھنے لگوائے یا طلاء کیا (یعنی زیر ناف بال صاف کرنے کیلئے نورہ لگایا) تو وہ برص میں صرف اپنے نفس کو ہی ملامت کرے گا۔

آپ ﷺ ریش مبارک کے طول وعرض سے بال اتارتے تھے اور ارشاد فرماتے آدمی کی سعادت مندی ڈاڑھی کے ہلکا ہونے میں ہے۔ ایک غریب حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ دن میں دو مرتبہ ریش مبارک میں کنگھی کرتے۔ اور ہر جمعہ کے دن نماز کو جانے سے پہلے بال کترتے، ناخن اتارتے، بیس دن میں ایک مرتبہ موئے زیر ناف اور چالیس دن میں ایک مرتبہ بغلیں صاف فرماتے تھے۔

آپ ﷺ نے بال صفا کا استعمال فرمایا لیکن کبھی حمام میں داخل نہیں ہوئے۔ اور صحیح روایت کے مطابق نہ ہی اسے دیکھا۔ اور فرمایا اس گھر سے بچو جس کا نام حمام ہے عرض کی گئی یارسول اللہ! یہ میل اتارتا اور مریض کو نفع دیتا ہے۔ اور آگ کی یاد دلاتا ہے۔ فرمایا اگر اس کے بغیر چارہ کار نہ ہو تو جو اس میں جائے باپردہ ہو کر داخل ہو۔

ایک دوسری روایت میں ہے حمام بری جگہ ہے جہاں شرم گاہ نگاہوں سے محفوظ نہیں رہتی۔ اور ایسا پانی ہے جو پاک نہیں کرتا۔ پھر اس حدیث کی روایت کرنے والی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عائشہ کیلئے اس بات میں کوئی خوشی نہیں کہ اس کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو وہ حمام میں داخل ہوں۔ جب چونے سے لیپ کرتے تو اپنی شرمگاہ پر خود

marfat.com

لگاتے اور باقی جسم پر آپ ﷺ کے گھر والے۔

آپ ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی شرمگاہ کسی نے نہیں دیکھی۔ اگر اس پر کسی کی نگاہ پڑ جائے تو اس کی بصارت جاتی رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے یہ اعزاز بخشا ہے کہ کسی کو میری شرمگاہ پر مطلع نہیں فرمایا۔

سرکار ﷺ کا حلق کرانا

آنحضرت ﷺ جب سر کا حلق کراتے تو سارے سر کے موئے مبارک صاف کر دیتے۔ حج اور عمرہ کے علاوہ پورے سر کا حلق آپ ﷺ سے منقول نہیں۔ جب آپ ﷺ حلق کراتے تو صحابہ کرام آپ ﷺ کے گرد جمع ہوتے کوئی بال بھی زمین پر گرنے نہ پاتا بلکہ صحابہ کرام اسے بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیتے۔

جب آپ ﷺ رفع حاجت کیلئے داخل ہوتے تو اپنے سر مبارک کو ڈھانپ لیتے، جوتا پہن لیتے۔ جب براز کیلئے تشریف لے جاتے تو ایسی جگہ جاتے جہاں کوئی دیکھ نہ رہا ہو۔ جب زمین پر بیٹھنے لگتے تو جب تک زمین کے قریب نہ ہو جاتے کپڑا نہ ہٹاتے اور تین پتھروں سے استنجا فرماتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے جانے لگے۔ تو مجھے تین پتھر لانے کا حکم دیا مجھے دو پتھر ملے تلاش کے باوجود تیسرا پتھر نہ ملا تو میں گوبر لے آیا۔ آپ ﷺ نے پتھر لے لئے اور گوبر پھینک دیا اور فرمایا یہ نجس ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ رفع حاجت کیلئے تشریف لے جاتے تو میں اور ایک غلام آپ ﷺ کے پیچھے چلتے ہمارے پاس لاٹھی، عصا یا نیزہ اور پانی کا ایک لوٹا ہوتا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوتے تو ہم پانی کا لوٹا پیش کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب رفع حاجت کیلئے تشریف لاتے تو میں پانی کا برتن یا آفتابہ لے کر ساتھ ہوتا۔ آپ ﷺ استنجا فرماتے پھر ہاتھوں کو زمین سے صاف کرتے پھر میں پانی کا دوسرا برتن لاتا اس سے آپ ﷺ وضو فرماتے۔ مقعد کو تین مرتبہ

marfat.com

دھوتے آپ ﷺ کی قضائے حاجت کا نشان نظر نہیں آتا تھا بلکہ اسے زمین نگل جاتی اور اس کی جگہ خوشبو پھیل جاتی۔

فضلات شریفہ

آپ ﷺ کے تمام فضلات بول و براز، قے، خون، ناک سے نکلنے والا مواد اور میل (وغ) سب پاک طیب ہیں۔ انہیں پینا، کھانا، شفا حاصل کرنا اور بطور تبرک استعمال کرنا جائز ہے۔(1)

ام ایمن نے آپ ﷺ کا بول مبارک پی لیا۔ ایک جماعت نے آپ ﷺ کا خون مبارک پی لیا۔ سرکار نے ان کو ڈانٹا نہیں بلکہ ام ایمن کو فرمایا تو کبھی پیٹ کے درد میں مبتلا نہ ہوگی۔ ایک روایت میں ہے آگ تیرے پیٹ میں داخل نہ ہوگی۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کے پچھنوں کا خون پی لیا تو فرمایا تمہیں لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو تجھ سے۔ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد کے دن آپ ﷺ کے زخموں کا خون چوس لیا تو فرمایا تمہیں آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جس کے خون میں میرا خون ملا ہوا ہے تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔

اس میں حکمت وہی ہے جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے کہ فرشتوں نے آپ ﷺ کے سینہ اطہر کو شق کیا آپ ﷺ کے بطن مبارک دھو کر پاک کر دیا۔ آپ ﷺ کا قول ہے کہ ہم گروہ انبیاء کے اجسام اہل جنت کی ہیئت پر پیدا کئے گئے ہیں۔

جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو صحابہ کرام لپک کر آپ ﷺ کے مستعمل پانی کو لے لیتے ایسا محسوس ہوتا کہ اس پر وہ لڑ پڑیں گے۔ اگر کسی کو آپ ﷺ کے جسم مبارک سے مس ہو کر گرنے والا پانی نہ ملتا تو وہ دوسرے کے ہاتھ سے مس کر کے تری حاصل کرتا اور

1۔ احادیث مبارکہ کی رو سے، حضور ﷺ کا بول و دم طیب و طاہر ہے اور اسی قیاس پر آپ ﷺ کے تمام فضلات کا حکم ہے۔ عینی شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی مذہب ہے اور شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے فضلات کی طہارت پر بہت زیادہ اور کثرت سے روشن دلائل ہیں۔ اور ہمارے ائمہ کرام اسے حضور ﷺ کی خصوصیات میں سے شمار کرتے ہیں۔

(شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی: "مدارج النبوت"، 15/1، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی)

marfat.com

جسم پر مل لیتا۔ آپ ﷺ کے لعاب دہن اور کف اقدس (کھنگار) کو ہاتھوں ہاتھ لیتے اور اپنے چہروں اور اجسام پر مل لیتے: جو موئے مبارک گرنے لگتا اسے پکڑ لیتے۔

آپ ﷺ دوران وضو اعضاء کو ایک ایک، دو دو، اور تین تین مرتبہ دھویا کرتے تھے لیکن پاک مٹی سے تیمم کرتے وقت چہرے اور ہاتھوں کا صرف ایک مرتبہ مسح فرماتے۔ وضو کے بعد چہرے کو کپڑے کے پلو سے پونچھ لیتے گھر میں دو رکعتیں ادا فرماتے پھر نماز کیلئے تشریف لے جاتے۔

وضو کیلئے کسی کی خدمت حاصل نہ فرماتے بلکہ بذات خود وضو فرماتے۔ اگر کہیں سفر کا ارادہ ہوتا تو منزل مقصود کی طرف ذو معنی انداز میں اشارہ فرماتے تاکہ عام لوگ سمجھ نہ سکیں اور چار رکعات نماز ادا فرماتے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تلاوت فرماتے۔ پھر یہ دعا مانگتے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَتَقَرَّبُ اِلَیْكَ بِهِنَّ فَاجْعَلْهُنَّ خَلِیْفَتِی فِی اَهْلِیْ وَمَالِیْ"

اے اللہ میں اس نماز کے ساتھ تیرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں ان کو میرے پیچھے میرے اہل وعیال میں میرا نائب بنادے۔

جمعرات اور ہفتے کی صبح ابتدائے دن میں نکلنے کو پسند فرماتے اور یہ دعا فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِی فِی بُكُورِهَا یَوْمَ سَبْتِهَا وَیَوْمَ خَمِیْسِهَا"

اکیلئے سفر کرنے، کتے اور گھنٹی کو ساتھ لے جانے سے منع فرماتے تھے۔ جب سفر کیلئے کمر کس لیتے تو فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ اِلَیْكَ تَوَجَّهْتُ وبِكَ اعْتَصَمْتُ اللّٰهُمَّ اكْفِنِی مَا اَهَمَّنِیْ وَمَا لَا اَهْتَمُّ لَه اللّٰهُمَّ زَوِّدْنِیْ التَّقْوٰی وَاغْفِرلِی ذَنْبِیْ وَوَجِّهْنِیْ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّهْتُ".

پھر سورۂ کافرون، اخلاص اور معوذتین پڑھتے۔ جب رکاب میں پاؤں رکھتے تو فرماتے "بسم اللہ" جب سواری کی پشت پر بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ فرماتے اللہ اکبر پھر فرماتے۔

"سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ-

marfat.com

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ فِی سَفَرِی هٰذا البِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا فِي سَفَرِنَا هٰذا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَه اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ اَللّٰهُمَّ اَصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا مِنْ اَهْلِنَا"

جب کسی گھاٹی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے، جب نیچے اترتے تو تسبیح کہتے۔جب کسی وادی میں فروکش ہوتے تو تہلیل و تکبیر کہتے اور جب کسی بلند جگہ چڑھتے تو پڑھتے۔

"اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ علی کُلِّ شَرَفٍ وَّلَكَ الحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حالٍ"

جب کوئی گاؤں یا شہر نظر آتا اور اس میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے تو اسے دیکھ کر یہ دعا پڑھتے۔

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ السمٰوٰتِ السَّبعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الأَرْضِ السَّبعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ اَسْئَلُكَ خَيرَ هٰذِهِ القَرْيَةِ وَخَيرَ اَهْلِهَا وَخَيرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا"

بوقت سحر روانگی کے وقت تین مرتبہ بلند آواز سے فرماتے۔

"سَمَّعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَنِعْمَتِه وَحُسْنِ بَلَائِه عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا فَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذاً بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ-"

دوران سفر شام کے وقت یہ دعا پڑھتے۔

"اَمْسَيْنَا وَاَمْسَی الْملك لله وَالحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ اَعُوْذُ بِالَّذِی يُمْسِكُ السَّمآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الأَرْضِ إِلاَّ بِإِذْنِه مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ وذراء وبرء"

جب کسی جگہ اترتے تو اس وقت تک نہ بیٹھتے جب تک دو رکعت نفل نہ پڑھ لیتے۔اور وہاں سے روانگی کے وقت بھی دو رکعتیں پڑھتے۔ کبھی قصر کر کے نماز پڑھتے اور بعض اوقات نماز مکمل کرتے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع تقدیم و تاخیر کے طور پر ادا فرماتے۔

marfat.com

نماز ظہر سے قبل دو رکعتیں زوال کے بعد ادا فرماتے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں اٹھارہ سال سفر میں حضور کے ہمراہ رہا تو میں نے کبھی آپ ﷺ کو ظہر کی دو رکعتیں ترک فرماتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دوران سفر وتر اور فجر کی سنتوں کے علاوہ فرائض سے قبل اور بعد کوئی سنت نہیں پڑھتے تھے۔

رات کی نماز کو ترک نہ فرماتے۔ اگر سواری پر ہوتے تو سواری پر ہی یہ نوافل ادا فرما لیتے۔ سجدے کو رکوع سے پست رکھتے۔ پھر اسی طرح وتر ادا فرماتے صبح کی نماز کے بعد تھوڑی دیر پیدل چلتے اور آپ ﷺ کی اونٹنی کو ہانک کر لایا جا رہا ہوتا۔

رمضان میں کبھی افطار فرماتے اور کبھی روزہ رکھ لیتے۔ بعض اوقات سخت گرمی میں بھی روزہ رکھ لیتے۔ ایک دفعہ رمضان میں مدینہ سے مکہ گئے روزہ رکھے رہے حتیٰ کہ عسفان جا پہنچے، عصر کے بعد پانی منگوایا اسے اوپر اٹھایا تاکہ لوگ دیکھ لیں اور روزہ افطار کر دیا حتیٰ کہ مکہ مکرمہ تشریف لے آئے اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز معاف فرما دی ہے۔

جب سفر سے واپسی کا ارادہ فرماتے تو ارشاد فرماتے **سبحان الذی سخر لنا ھذا**...... الخ۔ اور پھر یہ پڑھتے۔ "آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" جب مدینہ کے قریب پہنچتے تو صحابہ کرام بچوں سمیت آپ ﷺ کا استقبال کرتے آپ ﷺ بعض کو اپنے پیچھے اور بعض کو اپنے آگے بٹھا لیتے۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو اپنے خاندان کے بچوں سے ملتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے تو مجھے سب سے پہلے آپ ﷺ کے پاس لایا گیا آپ ﷺ نے مجھے اپنے آگے بٹھا لیا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک بیٹے کو لایا گیا ان کو اپنے پیچھے بٹھا لیا ہم تینوں ایک سواری پر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

جب آپ ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے دو رکعتیں ادا فرماتے پھر گھر جانے سے پہلے لوگوں سے ملاقات فرماتے۔ گھر میں

marfat.com

داخل ہو کر یہ دعا پڑھتے۔

"تَوْباً لِرَبِّنَا اَوْباً لَایُغَادِرُ حَوْباً"

رات کے وقت گھر نہ آتے اور صحابہ کرام کو بھی اس سے منع فرماتے۔ چاشت کے وقت سفر سے واپس آتے۔ واپسی پر اونٹ اور گائے ذبح کرتے جب سفر پر روانہ ہوتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے۔ سفر سے واپسی پر بھی سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے پھر ازواج مطہرات کے ہاں داخل ہوتے۔

آپ ﷺ نے بذات خود شکار نہیں فرمایا لیکن بعض صحابہ نے آپ ﷺ کیلئے شکار کا اقرار کیا ہے عدی بن حاتم آپ ﷺ کے ہمراہ شکار پر گئے۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کسی کام کیلئے بھیجتے تو فرماتے۔

"بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا یَسِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا"

بشارت دو، نفرت نہ پھیلاؤ، آسانی اور سہولت دو اور نفرت نہ پھیلاؤ۔

سفر پر جانے والے کو بوقت الوداع یہ دعا دیتے۔

"اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ"

تیرے دین، امانت اور خاتمہ اعمال کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور نہ چھڑاتے حتی کہ وہ آدمی خود ہی اپنا ہاتھ چھڑاتا لشکر کو الوداع فرماتے تو یوں دعا فرماتے۔

"استودع الله دينكم وامانتكم وخواتيم اعمالكم"

جو شخص عرض کرتا کہ سفر پر جا رہا ہوں وصیت فرمائیے۔ تو فرماتے میں تمہیں تقویٰ اور ہر بلند جگہ پر تکبیر کہنے کی وصیت کرتا ہوں جب وہ رخصت ہوتا تو فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ اَطْوِلَه الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ"

جب کسی کو امیر بنا کر بھیجتے تو فرماتے خطبہ کو مختصر کرنا، گفتگو کم کرنا بعض بیان تو جادو ہوتے ہیں کسی کو والی بناتے تو اپنے دست مبارک سے اس کی دستار بندی فرماتے اور اس کا شملہ دائیں جانب کان کے ساتھ لٹکاتے۔

marfat.com

مزاح اور خوش طبعی

آپ ﷺ بعض اوقات مزاح فرماتے اور صرف سچ بات کہتے۔ لیکن ذو معنی کلام فرماتے ایک عورت آئی اور سواری کا اونٹ طلب کیا عرض کی یارسول اللہ! مجھے اونٹ پر سوار فرما دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ اس نے عرض کی میں بچے پر سوار نہیں ہو سکتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تو تم کو اونٹنی کا بچہ ہی دوں گا۔ اس نے پھر عرض کی میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو؟

ایک عورت خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی یارسول اللہ! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بڑھیا بہشت میں داخل نہیں ہو گی یہ بات سن کر اس عورت کو از حد صدمہ ہوا اور روتی ہوئی واپس چلی آپ ﷺ نے فرمایا اسے بتادو کہ یہ جوان ہو کر جنت میں جائے گی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرُبًا أَتْرَابًا" (1)

ایک اور عورت حاضر خدمت ہوئی۔ عرض کی یارسول اللہ! میرا خاوند بیمار ہے اس کی آرزو ہے کہ آپ ﷺ ہمارے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید تیرے خاوند کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔ وہ واپس آئی اور اپنے خاوند کی آنکھ کھول کر دیکھنے لگی۔ اس نے پوچھا یہ کیا کر رہی ہو؟ وہ کہنے لگی رسول اکرم ﷺ نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہاری آنکھوں میں سفیدی ہے وہ کہنے لگا نیک بخت کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کی آنکھوں میں سفیدی نہ ہو؟

ایک آدمی جس کی کنیت ابو عمرہ تھی کو سرکار نے یوں پکارا اے ام عمرہ جب اس نے دریافت کیا تو فرمایا میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں میں تم سے خوش طبعی کرتا ہوں۔

(ام بمعنی اصل، بنیاد)

ایک بدوی جس کا نام طاہر تھا آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ بھیجا کرتا تھا۔ واپسی پر آپ

1۔ سورۂ واقعہ: آیت 35-37

marfat.com

ﷺ اسے انواع واقسام کی اشیاء سے لاد دیا کرتے تھے آپ ﷺ فرماتے زاہر ہمارا دیہاتی دوست ہے اور ہم اس کے شہری ساتھی آپ ﷺ اس سے بہت محبت فرماتے تھے۔ وہ ایک بدصورت (دمیم) آدمی تھا۔ ایک دفعہ سرکار ﷺ نے اسے بازار میں خرید وفروخت کرتے ہوئے دیکھا اور پیچھے سے جاکر سینے مبارک سے چمٹا لیا۔ اس نے آپ ﷺ کو دیکھا نہ تھا۔ کہنے لگا یہ کون ہیں مجھے چھوڑو۔ مڑ کر دیکھا تو آپ ﷺ کو پہچان لیا۔ اور اپنی پشت سرکار ﷺ کے سینہ مبارک سے چمٹا دی حضور ﷺ فرمانے لگے۔ "ہے کوئی جو اس غلام کو خرید لے۔" وہ عرض کرنے لگا یارسول اللہ لیکن مجھے جو بھی خریدے گا نقصان اٹھائے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ کے ہاں تمہاری قیمت بہت زیادہ ہے۔ آپ ﷺ گھوڑوں کو سدھاتے اور گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کراتے تھے وہ گھوڑے جو سدھائے گئے ہوتے تھے انہیں حیفاء سے ثنیۃ الوداع تک اور وہ گھوڑے جو ابھی سدھائے نہ گئے ہوتے انہیں ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک دوڑاتے تھے۔(1)

زیارت قبور

جب قبروں کے پاس سے گذرتے تو اپنا رخ انور ان کی طرف کر کے فرماتے۔

"السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰه لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالأَثَرِ"

یا فرماتے

"السَّلامُ عليكم اَيَّتُهَا الأَرْوَاحُ الغَائِبَةُ والأَبْدَانُ الْبَالِيَةُ والعِظَامُ النَّخِرَةُ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِىَ بِاللّٰه مُؤْمِنَةَ اللّٰهُمَّ اَدْخِلْ عليهم رَوْحًا مِنْكَ وسَلَامًا مِنِّي"

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصے میں جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے۔

"السَّلامُ عليكم دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غداً مُؤَجَّلُوْنَ وَإِنَّا

1۔ سفیان کا قول ہے کہ حیفاء سے ثنیۃ الوداع تک پانچ یا چھ میل اور ثنیۃ سے مسجد بنی زریق تک ایک میل ہے۔(بخاری شریف)

marfat.com

اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لاَ حِقُوْنَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ"

اپنی والدہ محترمہ کی قبر انور کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے اور رونے لگے حتی کہ آپ ﷺ کو دیکھ کر سب رونے لگے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے عرض کی انہیں بخش دے لیکن مجھے اجازت نہ دی گئی پھر میں نے درخواست کی مجھے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت دی جائے تو مجھے اجازت دے دی گئی قبروں کی زیارت کیا کرو یہ موت کی یاد دلاتی ہیں۔(1)

عیادت مریض (بیمار پرسی)

جب کسی بیمار کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے اس کے سرہانے بیٹھ کر دایاں ہاتھ اس پر پھیرتے اور فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اَشْفِهٖ اَنْتَ الشَّافِيْ لاَشِفَاءَ اِلاَّ شِفَاءُكَ شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا"

مسلم کی روایت میں ہے

"بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَعَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ"

ابن سنی حضور ﷺ کے معمولات یومیہ کے باب میں یہ دعا لکھتے ہیں۔

"بسم الله الرحمن الرحيم اُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُواً اَحَدٌ مِنْ شَرِّمَا تَجِدُ"

ابوداؤد اور حاکم نے مستدرک میں یہ روایت نقل کی ہے۔

"اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَاءُ لَكَ عدوًّكَ وَيَمْشِیْ لَكَ اِلَى الصَّلاَةِ"

بیہقی نے یہ دعا نقل کی ہے۔

"شَفَى اللّٰهُ سَقَمَكَ وَغَفَرَ ذَنبكَ وَعَافَاكَ فِی دِيْنِكَ وَجَسَدِكَ اِلٰى مُدَّةِ اَجَلِكَ"

پھر سورۃ انعام پڑھتے اور تین مرتبہ مریض کیلئے دعا فرماتے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے تو ان کیلئے یوں دعا فرمائی۔

1۔اس مسئلے کی وضاحت گذشتہ صفحات میں ہو چکی ہے۔

marfat.com

"اللهمَ اشْفِ سعداً اللهُمَّ اشْفِ سَعْداً"

(اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما)

مریض کے پاس داخل ہوتے وقت فرماتے تیرا مرض انشاءاللہ تمہیں گناہوں سے پاک کردے گا۔ یا فرماتے یہ گناہوں کا کفارہ اور پاکیزگی ہے۔

"لاباس طهورٌ ان شاء الله لا بأس طهورٌ ان شاء الله"

یا فرماتے: "كَفَّارَةٌ وَطُهُوْرٌ"

پھر اس کا حال دریافت فرماتے کیسے ہو؟ کیا چاہتے ہو؟ اس سے کافی سوالات کرتے اگر اسے کسی چیز کی خواہش ہوتی اور وہ چیز اس کیلئے نقصان دہ بھی نہ ہوتی تو اسے دینے کا حکم دیتے اور فرماتے جب مریض کوئی چیز مانگے تو اسے دو۔ جس شخص کو زخم ہوتا تو اس تعویذ کے ساتھ اس کا علاج فرماتے پہلے زمین پر شہادت کی انگلی رکھتے پھر اسے یہ کہتے ہوئے اٹھاتے۔

"بسم اللهِ تُربَةُ اَرْضِنَا رِيقَةُ بَعْضِنَا يَشْفِىْ سَقِيْمَنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا"

جب آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو معوذتین پڑھ کر اسے دم فرماتے۔ حسنین کریمین علیہما السلام کو یہ دم پڑھ کر پھونکتے۔

"اُعِيْذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لاَمَّةٍ"

اور فرماتے کہ تمہارے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے صاحبزادوں اسماعیل اور اسحٰق علیہما السلام کو یہی دم کیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کو بخار اور ہر قسم کی تکلیف پر یوں دم کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ"

عیادت کیلئے آپ ﷺ نے کوئی دن یا وقت مخصوص نہیں فرمار کھا تھا بلکہ رات دن کے تمام اوقات میں عیادت کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آشوب چشم والے کی بیمار پرسی فرماتے اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ تین دن کے بعد مریض کی عیادت فرماتے تھے اور فرماتے۔

"اَغِبُّوا فِى الْعِيَادَةِ وَارْبَعُوا فِى الْعِيَادَةِ وَخَيْرُ الْعِيَادَةِ اَخَفُّهَا"

عیادت ہر تیسرے یا چوتھے روز کیا کرو (یعنی اس میں ناغہ ہونا چاہئے) اور بہترین عیادت...

marfat.com

ہے جو مخفی ہو۔

اور فرماتے۔ "العِيَادَةُ فَوَاقُ نَاقَةٍ"

صحابہ کرام کو عیادت کی ترغیب دیتے اور فرماتے جس نے مریض کی عیادت کی آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے۔

"طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّءْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلاً"

تو خوش رہے تیری رفتار مبارک رہے، تیرا ٹھکانہ جنت میں ہو۔

جس نے مریض کی عیادت کی وہ رحمت کے سائے میں ہوتا ہے جب بیٹھ جائے تو اسی طرح ہے جیسے دریائے رحمت میں غوطہ زن ہو۔

"مَنْ عَادَ مَرِيْضاً لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ فِيْ الرَّحْمَةِ فَإِذَا جَلَسَ اِنْغَمَسَ فِيْهَا"

ایک اور موقع پر فرمایا۔ جو مسلمان بھائی کی عیادت کو جائے تو ایسے ہے جیسے وہ جنت کے میووں میں چل رہا ہے اور جب بیٹھ جائے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔

جب آپ ﷺ مریض کے پاس جاتے سلام کرتے اور واپسی پر بھی سلام کرتے مریض کی عیادت کی تکمیل یہ ہے کہ اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھے یا میں ہاتھ دے۔ اور پوچھے کہ تمہارا کیا حال ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کرتا ہے اور سات مرتبہ کہتا ہے۔

"اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ"

تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے شفا عطا فرما دیتا ہے بشرطیکہ اس کی موت قریب نہ آچکی ہو۔

تجہیز و تکفین میں شرکت

میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرتے اور جنازہ پر چار، پانچ یا چھ تکبیریں کہتے اور دو سلام پھیرتے۔ بعض اوقات صرف ایک سلام پر اکتفا فرماتے اور ہر تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے۔ (۱)

1۔ مفتی بہ قول کے مطابق نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ اور کل تکبیریں چار ہیں (مترجم)

marfat.com

اگر نماز جنازہ میں شریک نہ ہو پاتے تو اس کی قبر پر جنازہ ادا فرماتے خواہ ایک ماہ کے بعد ہو، غائبانہ نماز جنازہ ادا فرماتے (1) لیکن خودکشی کرنے اور مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کی نماز نہ پڑھتے تاہم شرعی حد کے نتیجہ میں فوت ہو جانے والے شخص کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے نماز جنازہ کے بعد چل کر مدفن تک تشریف لے جاتے۔اور بکثرت "لا الہ الا اللہ" پڑھتے اور جنازہ رکھے جانے سے قبل نہ بیٹھتے اور اپنے اصحاب کو بھی اسی بات کی تعلیم دیتے اور فرماتے۔

"اِذَا اتَّبَعْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا تَجْلِسُوا حتّٰی تُوْضَعَ الجَنَازَةُ"

جنازہ اور عید میں کبھی سوار نہیں ہوئے۔جب آپ ﷺ جنازہ میں شرکت فرماتے تو آپ پر شکستگی اور کبیدگی طاری ہو جاتی اور طویل خاموشی اختیار کر لیتے بہت کم گفتگو فرماتے۔

جب میت قبر میں رکھ دی جاتی تو پڑھتے۔

"مِنْهَا خَلَقْنَا كُمْ وفيها نُعِيْدُ كُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرىٰ "(2)

پھر پڑھتے۔"بِسْمِ اللّٰهِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ"

اور ایک روایت میں ہے "وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

یا پڑھتے۔

"اللهُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بك وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزِلٍ به خَلَفَ الدُّنْيَا خَلْفَ ظَهْرِه فَاجْعَلْ مَاقَدِمَ عليه خيراً مِمَّا خَلَفَ فَإِنَّكَ قُلْتَ وَمَا عِنْدَاللّٰه خيرٌ لِلْأَبْرَارِ"

یا فرماتے

"اللّٰهُمَّ جَافِ الأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَسِّعْ عَلَيْهِ حُفْرَتَهُ وَافْتَحْ اَبْوَابَ السَّماءِ لِرُوْحِه وَاَبْدِلْهُ دَاراً خَيْراً مِّنْ دَارِه"

جب کفن کے بند کھول دیئے جاتے تو فرماتے۔

1۔غائبانہ نماز جنازہ یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی۔یا پھر میت آپ کے سامنے کر دی جاتی تھی یعنی حجابات اٹھا دیئے جاتے تھے۔اب ہمارے لئے یہ نماز جائز نہیں ہے۔(مترجم)

2۔سورۂ طٰہٰ: آیت 55

marfat.com

"اَللّٰھُمَّ لَاتَحرِمنَا اَجرَہ وَلَا تَفتِنَّا بَعدَہ"

اور میت کے سرہانے کی جانب دونوں ہاتھوں سے تین لپ مٹی ڈالتے۔

اپنے فرزند ابراہیم کی قبر پر پانی کا چھڑکاؤ فرمایا۔ اسے ہموار بنایا اور اس پر کنکریاں ڈالیں۔ (1) تدفین سے فارغ ہو کر قبر پر کھڑے ہوتے دعائے استغفار فرماتے اور صحابہ کرام کو ارشاد فرماتے اپنے بھائی کیلئے اللہ سے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ ابھی اس کے ساتھ سوال وجواب ہو گا۔

تدفین کے بعد قبر کے سرہانے سورہ فاتحہ، سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پائنتی کی طرف آخری آیات کی تلاوت فرماتے۔ (2)

تعزیت وافسوس

جب کسی سے تعزیت کرنا چاہتے تو پہلے السلام علیکم کہتے پھر فرماتے (بے شک اللہ کا ہے جو اس نے لے لیا۔ اور اسی کا ہے جو اس نے عطا فرمایا۔ اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔ پس بصیرت اختیار کرو اور قناعت پر عمل پیرا ہو)

یا فرماتے

(بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر مصیبت پر صبر ہے۔ ہر فوت ہونے والی چیز پر صبر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید رکھو۔ ہر مصیبت زدہ کو ثواب ملتا ہے)

یا فرماتے

(اللہ تعالیٰ تیرے اجر میں اضافہ فرمائے، تمہیں صبر دے، ہمیں اور تمہیں صبر کی توفیق دے)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کے بیٹے کی تعزیت کرتے ہوئے لکھا۔

1۔ مسنون یہ ہے کہ قبر کوہان کی شکل میں ہو نہ کہ مربع شکل میں۔ اخبار و آثار سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے۔ ابن حبان اور ابی ابی شیبہ سے بھی یہی مروی ہے بخاری نے حضرت سفیان التمار کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کو دیکھا یہ اونٹ کی کوہان کی شکل میں تھی۔ (مشکاۃ، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، فصل اول، صفحہ 148 (مترجم)

2۔ مشکاۃ، صفحہ 149

marfat.com

"بسم اللّٰہ الرّحمن الرحیم من محمد رسول اللّٰہ إلی معاذ بن جبل سلام علیک فإنی احمد الیک اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھوا ما بعد فإن اموالنا واولادنا واھلینا من مواھب اللّٰہ الھنیئة وعواریہ المستودعة ونتمتع بھا إلی أیام معدودات ثم یقبضھا إلی أجل معلوم فحقہ فی ذلک الشکر اذا اعطی والصبر اذا ابتلی وقد کان ابنک من مواھبہ الھنیئة وعواریة المستودعۃقد متعتک بہ من سرور و غبطة ثم قبضہ الی اجرٍ وحسنة فلا تجزع فان جزع یحیط اجرک فانہ لو کشف من ثواب مصیبتک لصغرت علیک مصیبتک فنجّز موعود اللّٰہ بالصبر والسلام"

جب کسی صحابی کی وفات کا پتہ چلتا تو فرماتے

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اللھم اکتبہ من المحسنین واجعل کتابہ فی علیین واخلفہ فی اھلہ فی الغابرین فلا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ"

جب اللہ کی راہ میں کچھ لوگ شہید ہو جاتے تو فرماتے۔

"الحمدللّٰہ الذی نصر عبدہ اعز دِیْنَہ"

جب حضرت سیدہ رقیہ کی وفات کی آپ ﷺ سے تعزیت کی گئی۔ فرمایا

"الحمد للّٰہ دفن البنات من المکرمات"

بزاز کی روایت میں "دفن" کی جگہ "موتؐ" کے الفاظ آئے ہیں۔

آپ ﷺ طمانچے مارنے، گریبان پھاڑنے اور سر منڈانے وغیرہ امور سے منع فرماتے تھے۔ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے اللہ کی قضاء پر راضی رہنے، اس کی حمد و ثنا کرنے کا حکم ارشاد فرماتے لیکن رونے سے منع نہیں فرماتے تھے۔

آپ ﷺ کے رشتہ داروں میں سے کوئی فوت ہو گیا۔ عورتیں جمع ہو کر اس پر رونے لگیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر انہیں روکنے اور ہٹانے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا عمر انہیں چھوڑ دو۔ بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے دل کو مصیبت پہنچتی ہے اور یہ وقت قریب

marfat.com

ہے۔ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر انہیں کوڑے سے مارنے لگے۔ تو سرکار ﷺ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا ٹھہر وائے عمر! پھر عورتوں کو فرمایا شیطان کی آواز سے بچو۔ پھر فرمایا جو چیز آنکھ اور دل میں ظاہر ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور رحمت جو چیز زبان اور ہاتھ سے صادر ہوتی ہے وہ شیطان کی جانب سے ہے۔

جب آپ ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم فوت ہوئے تو آپ رونے لگے۔اور فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل روتا ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کریم کی رضا ہے اور اے ابراہیم ہم تیرے فراق میں غمگین ہیں۔(1)

یہ اس لئے فرمایا تاکہ آپ ﷺ کی امت کے کمزور دل لوگ آپ ﷺ کی پیروی کریں اور ان کا غم ہلکا ہو جائے۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی میت کو بوسہ دیا اور آپ ﷺ رو رہے تھے حتی کہ آپ ﷺ کے آنسو حضرت عثمان کے چہرے پر پڑ گئے۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی زینب نے پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا قریب المرگ ہے تشریف لائیے۔ آپ ﷺ نے سلام کہلا بھیجا اور صبر کی تلقین فرمائی۔انہوں نے آپ ﷺ کو قسم دی ضرور قدم رنجہ فرمائیں۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور کچھ دیگر صحابہ ہمراہ تھے۔ بچے کو اٹھا کر پیش کیا گیا۔وہ شدید اضطراب کی حالت میں تھا۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ رحمت ہے جو اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم دل بندوں پر ہی رحم کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو یوں کہے

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِىْ فَاْجِرْنِىْ فِيْهَا وَابدِلْنِى بها خيراً"

اور میت کے فضائل شمار کرنے سے منع فرماتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے جب کوئی شخص

1۔ بخاری، الجنائز 1، باب قول النبی انا لمحزونون، مسلم، الفضائل باب رحمۃ الصبیان والعلیل والتواضعہ و فضل ذلک حدیث(62)

marfat.com

فوت ہوتا ہے تو رونے والا کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے۔

واجبلاہ! واسیداہ!

ہائے عظیم آدمی، ہائے سردار! وغیرہ مگر اللہ تعالیٰ اس میت پر دو فرشتوں کو مقرر فرمادیتا ہے وہ اسے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا تھا۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اندر رکھتے پھر بایاں پاؤں بیٹھنے سے قبل تحیۃ المسجد ادا فرماتے۔ پھر حاضرین کو سلام فرماتے۔

طریقہ تسلیمات

بچوں، بوڑھوں اور مساکین پر جب بھی گذرتے السلام علیکم کہتے۔ جو بھی ملتا اسے سلام میں پہل فرماتے اور ارشاد فرماتے لوگوں کے نزدیک زیادہ اولیٰ وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے جب کسی کو سلام فرماتے تو کہتے۔ "السلام علیکم و رحمته الله و بر کاته" ابن سنی نے معمولات یومیہ کے بیان میں "ومغفرته ورضوانه" کے الفاظ زائد ذکر کیے ہیں۔

جب کوئی سلام کرتا تو فوراً اس کی مثل یا اس سے بہتر جواب ارشاد فرماتے۔ بشرطیکہ نماز میں یا کسی کام میں مشغول نہ ہوتے۔ جب نماز کے دوران کوئی سلام کرتا تو انگلی سے جواب دیتے۔ رفع حاجت کے دوران اگر کوئی سلام کرتا تو کوئی جواب نہ دیتے۔ جو سلام کی وصیت کرتا اس کا سلام پہنچاتے۔ جب کوئی شخص کسی غیر موجود آدمی کی طرف سے سلام عرض کرتا تو سلام پہنچانے والے اور جس کی طرف سے سلام دیا گیا ہے دونوں کو جواب دیتے۔

ایک شخص آیا اس نے کہا میرے والد کی طرف سے سلام قبول فرمائیے۔ فرمایا

عليك وعلى أبيك السلام تجھ پر اور تیرے باپ پر سلامتی ہو۔

جب کسی کے پاس آتے تو سلام فرماتے اور جب واپس جاتے تو دوبارہ سلام فرماتے

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"إِذَا قَعَدَ اَحَدُكُم فَلْيُسَلِّمْ وَإِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ لَيسَ الأَوَّلُ بِأَحَقَّ مِنَ الآخِرِ"

(جب تم میں سے کوئی بیٹھے تو سلام کرے اور اٹھے تو سلام کہے پہلا دوسرے سے زیادہ حق دار نہیں)

marfat.com

ایک اور موقعہ پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"إذا لقی احد کم صاحبه فلیسلم علیه فان حال بینهما شجرة أو جدار ثم لقیه فلیسلم علیه ایضاً"

جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی سے ملے تو السلام علیکم کہے اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار آ جائے اور پھر ملیں تو دوبارہ السلام علیکم کہیں۔

آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ سب سے بخیل وہ شخص ہے جو سلام کا جواب دینے میں بخل سے کام لے۔ اور واؤ کے ساتھ جواب ارشاد فرماتے تھے۔ گناہ عظیم کے مرتکب کو نہ تو سلام فرماتے اور نہ ہی اس کے سلام کا جواب فرماتے۔ جب تک کہ توبہ نہ کر لے۔

اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام کہتے اور صحابہ کرام کو بھی اسی بات کا حکم ارشاد فرماتے۔ جو سلام نہ کرتا اس کو داخلے کی اجازت نہ دیتے۔ اور فرماتے جو سلام سے ابتداء نہ کرے اس کو اجازت نہ دو۔ بات کرنے سے پہلے السلام علیکم کہتے۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مومن کے مومن پر چھ حقوق ہیں۔ ا۔ جب اسے ملے تو السلام علیکم کہے۔ ۲۔ جب دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کرے۔ ۳۔ اس کی چھینک کا جواب دے۔ ۴۔ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔ ۵۔ جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ہمراہ جائے۔ ۶۔ اور اس کے بارے میں اچھا گمان رکھے۔ ایک دوسری روایت میں آخری کی جگہ یہ الفاظ آئے ہیں کہ جب اس سے نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کرے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

افضل اور عمدہ اسلام کھانا کھلانا اور آدمی کو سلام کرنا ہے خواہ تو اسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

اہل کتاب کو سلام کہنے سے روکتے تھے۔ اور فرماتے یہود و نصاریٰ کے ساتھ سلام میں پہل نہ کرو اور جب تم راستہ میں انہیں ملو تو ان کو تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔ جب کوئی شخص آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک، قدمین شریفین اور چہرۂ اقدس کو بوسہ دینا چاہتا تو منع نہ فرماتے لیکن اگر کوئی سجدہ کرنا چاہتا تو اس کی اجازت نہ دیتے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے

marfat.com

خاوند کو سجدہ کرے۔

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو کھڑے ہو کر ان کا استقبال فرماتے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر بوسہ دیتے ایک روایت میں ہے کہ ان کے منہ اور پیشانی کو بوسہ دیتے۔ اور اپنی جگہ بٹھاتے اور جب آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے جاتے وہ آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑ کر بوسہ دیتیں۔ اور اپنی جگہ بٹھاتیں۔ حضرت جعفر بن ابی طالب سے معانقہ فرماتے ان کی دونوں آنکھوں کے مابین بوسہ دیتے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اجازت طلب کرتے تو انہیں گلے لگاتے اور بوسہ دیتے۔

بچے کا نام رکھنا، عقیقہ، مبارکباد اور خطبہ نکاح کا بیان

جب کوئی بچہ لایا جاتا تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہتے اسے گود میں لے کر کھجور سے گھٹی دیتے، اس کیلئے دعائے خیر فرماتے اور اہل خانہ کو ہدیہ تبریک پیش فرماتے۔

ساتویں دن اس کا عقیقہ کرنے کا حکم ارشاد فرماتے لڑکے کیلئے دو اور لڑکی کیلئے ایک بکری ذبح فرماتے تھے (اس بات کی کوئی قید نہیں کہ بکرا ہو یا بکری) اور فرماتے بچہ عقیقہ کے ساتھ رہن ہے۔ اس کے سر کے بال صاف کرواتے اور نام رکھتے اور ساتویں دن تک نام رکھنے، سر کے بال صاف کرنے اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرماتے اور دایہ کو بکرے کی ران عطا فرماتے۔

اپنے اہل بیت میں سے کسی بچے کا عقیقہ ترک نہ فرماتے اپنے فرزند اختر سیدنا ابراہیم کی طرف سے ساتویں دن دو مینڈھے ذبح فرمائے سر کے بال مونڈنے کے بعد ان کے وزن کے برابر چاندی فقراء و مساکین میں تقسیم فرمائی بالوں کو زمین میں دفن کرنے کا حکم دیا اور ولادت کے دن یا ساتویں دن نام رکھا۔

اور حسنین کریمین کی طرف سے ان کی ولادت کے ساتویں دن ایک ایک مینڈھا ذبح فرمایا اور نام رکھا اور سر کے بالوں کے صاف کرنے اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا حضرت فاطمہ کو حکم ارشاد فرمایا۔

marfat.com

مروی ہے کہ اعلان نبوت کے بعد اپنی طرف سے بھی عقیقے کا جانور ذبح فرمایا صحابہ کرام میں سے جو شادی کر لیتا اس کو یوں مبارکباد دیتے۔

"بَارَكَ اللّٰه لكَ وَبَارَكَ عليك وَجمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ"

نکاح اور وعظ وارشاد میں آپ ﷺ کا خطبہ اس طرح شروع ہوتا۔

"اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُه وَنَسْتَعِيْنُه وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ له ومن يُضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ له وَاَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰه اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه اَرْسَلَه بِالحَقِّ بَشِيْراً وَّنَذِيْراً بَيْنَ يَدَى السَّاعَة مَنْ يُطِع اللّٰهَ وَرَسُوْلَه فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَاِنَّه لاَ يَضُرُّ اِلاَّ نَفْسَه وَلاَ يَضُرُّاللّٰه شَيْئاً وَنَسْأَلُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنَا مِمَّنْ يُطِيْعُه وَيُطِيْعُ رَسُوْلَه وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَه وَيَجْتَنِبُ سُخْطَه فَاِنَّمَا نَحْنُ بِه ولَه"

marfat.com

جسد اطہر کی جمال آرائیاں

فصل

حضور ﷺ کے اخلاق حمیدہ، فضائل مجیدہ اور کمالی خصائل کا ایک مختصر تذکرہ گزر چکا لیکن در حقیقت یہ سمندر بہت وسیع ہے آپ ﷺ کے فضائل و کمالات اور محاسن ظاہری و باطنی بے حد و بے حساب ہیں ان کو شمار کرنا کسی فرد بشر کے بس کی بات نہیں۔ زبانیں اس کے اظہار سے عاجز ہیں، عقل انسانی ان کے ادراک اور ان کی حقیقت کی تہہ تک پہنچنے سے قاصر ہے اور قلم انہیں حیطہ تحریر میں لانے سے بے بس ہے۔

صاحب قصیدہ بردہ شریف امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِی نَبِیِّهِمْ وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحاً فِیْهِ وَاحْتَکِمِ

نصاریٰ نے اپنے نبی کی تعریف میں جو غلو کیا اسے چھوڑ دے اور حق کے ساتھ ﷺ آپ کی مدح میں جو کہہ سکتا ہے کہہ دے۔

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَاشِئْتَ من عظم

جو شرف تو چاہے ان کی ذات کی طرف منسوب کر اور جو عظمت تو چاہے اس کی نسبت اس ذات رفیعہ کی طرف کر سکتا ہے۔

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَه حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

رسول اللہ ﷺ کے فضائل و کمالات بے شمار ہیں ان کی کوئی حد نہیں جسے بیان کیا جائے۔

بے شک حضور اکرم ﷺ کی مدح و توصیف کا باب بہت وسیع ہے کماحقہ آپ ﷺ کی تعریف کرنا ناممکن ہے۔ آپ ﷺ کی صفات و خصوصیات ایک ایسا بحر ناپید اکنار ہے جسے چند ڈول مکدر نہیں کر سکتے۔ لیکن میں نے صرف صحیح سند سے ثابت اور چند مشہور صفات ذکر کرنے پر ہی اکتفاء کیا ہے۔

اس کی نسبت اسی طرح ہے جیسے ایک قطرے کے سامنے سمندر میں یہ پسند کرتا ہوں

marfat.com

کہ اس سیرت کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ والی حدیث پر ختم کروں جسے انہوں نے ابن ابی ہالہ (1) سے روایت کیا ہے کیونکہ یہ روایت شمائل نبوی کے بیان کے اعتبار سے بہت جامع ہے سیدنا حسن مجتبیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارک کے بارے میں استفسار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کسی چیز کی حقیقت بیان کرنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مجھے توقع تھی کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایسی چیزیں بیان کریں گے جن کو میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ انہوں نے فرمایا۔

حضور ﷺ عظیم الشان، بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ گویا کہ آپ ﷺ کا چہرۂ انور چودھویں کے چاند کی مانند منور و تاباں تھا۔ (کیونکہ یہ جمال الٰہی کا آئینہ اور انوار و تجلیات کا مظہر تھا) قامت زیبا پست قامت سے طویل اور طویل قامت سے کوتاہ تھی (یعنی آپ ﷺ نہ بہت دراز تھے نہ کوتاہ قامت بلکہ میانہ قد مائل بہ درازی تھے) سر مبارک بڑا تھا۔ (2) گیسوئے مبارک زیادہ گھنگھریالے نہ تھے اگر موئے مبارک الجھ جاتے تو حضور ﷺ مانگ نکال لیتے ورنہ حضور ﷺ کے گیسو کانوں کی لو سے نیچے نہ جاتے کانوں کی لو تک آویزاں رہتے رنگ مبارک گورا، فراخ و کشادہ پیشانی بھرے ہوئے باریک ابرو، لیکن ابرو کے بال ملے ہوئے نہ تھے دونوں ابرو کے درمیان ایک رگ تھی جو حالت غضب میں نمودار ہوتی تھی۔

1۔ ابوہالہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پہلے خاوند تھے۔ حضرت خدیجہ کے بطن سے ابوہالہ کے ایک لڑکے تولد ہوئے جن کا نام "ہند" تھا۔ انہوں نے عہد رسالت پایا اور نعمت ایمان سے مشرف ہوئے انہیں اللہ تعالیٰ نے گہرائی میں اتر جانے والی عقل اور حقیقت شناس آنکھ مرحمت فرمائی تھی۔ جس چیز کو دیکھتے سطحی طور پر نہ دیکھتے بلکہ اس کے ظاہر و باطن میں اترتے چلے جاتے۔ انہوں نے جن واقعات، جن شخصیات اور جن امور کے بارے میں اظہار خیال کیا وہ اس طرح سیر حاصل، جامع اور مبنی بر حقیقت ہوتا کہ پوچھنے والے کو اس کے بعد اس کے بارے میں مزید استفسار کی حاجت نہ رہتی۔ جب عام واقعات و حالات کے بارے میں ان کے تجزیئے اور تبصرے اس طرح بھرپور ہوا کرتے تو آپ خود اندازہ لگایئے کہ اپنے ہادی و مرشد ﷺ کے سراپا کے بارے میں ان کا تبصرہ کتنا جامع اور مبنی بر حقیقت ہوگا۔ (دیکھئے ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری: ضیاء النبی، لاہور ج ۲، صفحہ ۱۷۰) یہ حضور ﷺ کے ربیب تھے۔ یہ ایمان لائے ہجرت کی ۳۶ھ میں جنگ جمل میں حضرت علی کی طرف سے لڑتے ہوئے شہادت پائی۔ (مترجم)

2۔ یہاں سر کو بڑا کہنے سے کوتاہی یا چھوٹا ہونے کی نفی مقصود ہے ورنہ آپ ﷺ کے تمام اعضاء و جوارح حد درجہ متناسب تھے اور ان میں کمال اعتدال تھا اس کلیہ کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔

marfat.com

ناک (بنی مبارک) میانہ تھی اور اس پر ایک نور درخشاں تھا کہ دیکھنے والا جب تک بغور نہ دیکھے یہی سمجھتا کہ آپ کی بنی شریف بلند ہے۔ (حالانکہ بلند نہ تھی بلکہ یہ بلندی نور کی تھی جو ہر ایک عضو مبارک کو نمایاں دکھاتا تھا)، ریش مبارک میں بال بکثرت تھے، چشم مبارک سیاہ، دونوں رخسار مبارک ہموار، دہن شریف فراخ، دندان ہائے پیشین کشادہ اور شاداب (سینہ کے موئے مبارک ذومرتبہ تھے) سینہ وناف کے مابین بالوں کی باریک لکیر، گردن مبارک یوں تھی جیسے کسی چاندی کی گڑیا کی صاف گردن ہو۔ تمام اعضاء معتدل اور ان کا اعتدال آشکارا تھا۔ شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا (یعنی نہ تو شکم سینہ سے اور سینہ مبارک شکم مبارک سے بلند تھا)، سینہ مبارک کشادہ تھا، دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا ہڈیوں کے جوڑ ضخیم جس عضو سے کپڑا ہٹ جائے منور نظر آتا، سینہ کی ہڈی اور ناف کے درمیان بالوں کا خط ملا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ سینہ اور شکم بالوں سے صاف تھا دونوں بازوؤں کی ہڈی لمبی تھی۔ ہاتھ مبارک کشادہ تھے دونوں ہتھیلیاں نرم و پر گوشت تھیں اور دونوں پاؤں بھرے ہوئے تھے۔ تمام اندام ہموار تھے دونوں پاؤں کا درمیانی حصہ اٹھا ہوا تھا۔ اس پر پانی ڈالا جائے تو اپنی لطافت و پاکیزگی کی وجہ سے بہہ جائے اور تیزی سے گذر جائے جب قدم اٹھاتے تو قوت سے اٹھاتے، رکھتے تو جما کر رکھتے آہستہ خرام مگر تیز۔ جب چلتے تو یوں محسوس ہوتا کہ بلندی سے پستی کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں جب کسی کی طرف التفات فرماتے تو ہمہ تن ملتفت ہوتے نگاہیں جھکی ہوئی ہوتیں۔ آپ کی نظر زمین کی طرف طویل ہوتی تھی بہ نسبت آسمان کی طرف آپ کی نگاہ کے۔ آپ کا دیکھنا گہرا مشاہدہ ہوا کرتا تھا۔ آپ حسن تدبیر سے اپنے صحابہ کو شاہراہ ہدایت پر چلاتے۔ جس سے ملاقات فرماتے اسے پہلے خود سلام دیتے۔(1)

عَنْ الْحَسنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَئَلْتُ خَالِیَ هِنْدَ ابْنَ اَبِی هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافاً عَنْ حِلْيَةِ النَّبِیِّ ﷺ وَاَنَا اَشْتَهِیْ اَنْ يَصِفَ لِیْ مِنْهَا شَيْئًا اَتَعَلَّقُ بِه فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخماً مُفَخَّمًا يَتَلَا لَاءُ وَجْهُه تَلَالُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ اَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْع

1۔ ضیاء النبی، صفحہ ۱۷۳،۱۷۰، جلد ۲ خاتم النبیین، صفحہ ۲۶۶ ج ۱

marfat.com

وَاَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِيْمَ الهَامَةِ رَجِلَ الشَّعْرِ اِنْ انْفَرَقَتْ عَقِيْقَتُهُ فَرِقَ وَاِلاَّ فَلا يُجَاوِزُ شَعْرُه شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ فَاِذَا هُوَ وَفْرَةً اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِ قَرنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّه الغَضَبُ اَقْنَى الْعِرْنَيْنِ لَه نُورٌ يَعْلُوْهُ وَيَحْسَبُه مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ اَشَمَّ كَثَّ اللِّحيَةِ اَدْعَجَ سَهْلَ الْخَدَّيْنِ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْنَبَ مُفَلَّجَ الأَسْنَانِ دَقِيقَ الْمَسْرُبَةِ كَاَنَّ عُنُقَه جِيْدُ دُمْيَةٍ فِيْ صَفَاءِ الفِضَّةِ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ بَادِنًا مُتَمَاسِكاً سَوَاءَ البَطْنِ وَالصَّدْرِ مُشِيْحَ الصَّدرِ بَعِيْدَ مَابَيْنَ الْمَنكِبَيْنِ ضَخْمُ الكَرَادِيسِ اَنْوَرَ الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلَ مَابَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِى كَالْخطِّ عَارِىَ الثَّديين وَالبَطْنِ مِمَّا سِوَى ذَالِكَ اَشْعَرَ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَاَعَالِىَ الصَّدْرِ طَوِيْلَ الزَّنْدَيْنِ رَحْبَ الرَّاحَةِ شَثْنَ الكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلَ الاَطْرَافِ اَوْقَالَ شَائِلَ الأَطْرَافِ سَبْطَ العَصَبِ خَمصَانَ الاَخْمَصَيْنِ مَسِيحَ القَدَمين يَنْبُوعَنْهُمَا الْمَاءُ إذَا زَالَ زَالَ تَقَلُّعاً وَيَخطُوْ تَكَفُّواً وَيَمْشِىْ هَوْنًا ذَرِيْعَ الْمِشْيَةِ إذا مَشى كَاَنَّما يَنحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَإذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ جَمِيْعًا خَافِضَ الطَّرْفِ نَظْرُه إلى الْأَرْضِ اَكْثَرَ مِنْ نَظْرِه إلى السَّمَاءِ جُلُّ نَظْرِه الْمُلاَحَظَةُ يَسُوْقُ اَصْحَابَهُ وَيَبْدءُ من لَقِيَه بالسَّلام-(1)

دلآویز مسکراہٹ

قُلْتُ صِفْ لِى مَنْطِقَه (حضرت حسن علیہ السلام فرماتے ہیں) میں نے گذارش کی آپ ﷺ کی گفتگو کی کیفیت مجھ سے بیان فرمائیے۔

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مُتَواصِلَ الْاَحْزَانِ دَائِمَ الفِكْرَةِ لَيْسَتْ لَه رَاحَةٌ

انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اکثر غمگین وکبیدہ خاطر رہتے، ہمیشہ متفکر رہتے، آپ

1۔(شمائل ترمذی مع شرح ملا علی القاری، جلد ۱، صفحہ ۴۰ بعد طبع دار الاقصی، قاہرہ، کتاب "الشفاء" قاضی عیاض. صفحہ ۱۵۲ جلد ۱ بعد مطبوعہ بیروت دار الکتب العلمیہ
قاضی عیاض الشفاء بتعریف حقوق المصطفی صفحہ ۱۵۴، جلد ۱ بعد طبع بیروت)

نوٹ: صاحب شفاء نے اس طویل ترین حدیث کو ذکر کرنے کے بعد ایک علیحدہ فصل میں اس کے مشکل الفاظ کی وضاحت بھی فرمائی ہے۔(مترجم)

marfat.com

ﷺ کو کبھی چین نہیں ملا۔

طَوِیلَ السکُوْتِ ولایتکلم فی غیر حاجة یَفْتَتِحُ الکَلامَ ویَخْتِمُه بِاَشْدَاقِه وَیَتَکَلَّم بجَوَامِعَ الْکَلِم فَصْلاً لافُضُولَ فیه

آپ ﷺ زیادہ تر خاموش رہتے بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے ابتدائے کلام سے انتہائے کلام تک پورے منہ مبارک کو استعمال کرتے۔ کلام میں جوامع الکلم استعمال فرماتے۔ ایک ایک فقرہ الگ الگ اور واضح ہوتا تھا اس میں ضرورت سے زائد بات نہ ہوتی تھی۔

وَلاَ تَقْصِیْرَ　　نہ ہی کوئی کمی ہوتی کہ مقصود پوری طرح ادا نہ ہو سکے۔

دَمِثًا　　نرم اخلاق کے مالک۔

لَیْسَ بِالْجَافِیْ وَلاَ الْمَهِیْنِ　　نہ کسی پر زیادتی کرتے اور نہ کسی کی توہین و تحقیر فرماتے۔

یُعَظِّمُ النِّعْمَةَ وَاِنْ دَقَّتْ　　نعمت کی تعظیم فرماتے اگرچہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔

لاَ یَذُمُّ شَیْئًا　　کسی چیز کی مذمت نہ فرماتے۔

لَمْ یَکُنْ یَذُمُّ ذَوَاقاً وَلاَ یَمْدَحُه کھانے کی چیز کی نہ تو مذمت فرماتے اور نہ اس کی زیادہ

وَلاَ یُقَامُ لِغَضَبِه اِذَا تُعُرِّضَ　　تعریف فرماتے آپ کے غضب کے سامنے کوئی چیز ٹھہر

لِلْحَقِّ بِشَیْءٍ حَتّٰی یَنْتَصِرَلَه　　نہ سکتی جب حق کے ساتھ تعرض کیا جاتا یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کا بدلہ نہ لے لیتے۔

ولا یَغْضَبُ لِنَفْسِه وَلاَ یَنْتَصِرُلَهَا اپنی ذات کیلئے غصہ نہیں فرماتے اور نہ ہی انتقام لیتے

اِذَا أَشَارَ أَشَارَ بکفه کلّها　　جب ہاتھ سے اشارہ فرماتے تو پورا کف دست مبارک اٹھاتے۔

وَاِذَا تَعَجَّبَ قَلَّبَهَا　　جب کسی بات پر تعجب فرماتے ہتھیلی کا رخ الٹ دیتے۔

واِذا تحدّث اتصل بها　　جب گفتگو فرماتے انہیں ملا لیتے۔ اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی

فَضَرَبَ بِاِبْهَامِه الْیُمْنٰی رَاحَتَه الْیُسْرٰی پر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو مارتے۔

وَاِذَا غَضِبَ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ جب غضبناک ہوتے تو پوری طرح اعراض فرما لیتے۔

وَاِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَه　　جب مسرت کی کیفیت طاری ہوتی تو نگاہیں نیچے ہو جاتیں۔

جُلُّ ضَحِکِه التَّبَسُّمُ　　زیادہ تر آپ ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا۔

marfat.com

وَيَفتَرُّ عَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ بوقت مسکراہٹ اولوں جیسے سفید دندان مبارک چمکنے لگتے۔ (1)

حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عرصے تک اپنے برادر اصغر حضرت حسین سے اس بات کا ذکر نہ کیا۔ جب انہیں بتایا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ تو مجھ سے پہلے ہی اس کے بارے میں دریافت کر چکے تھے نیز اپنے والد ماجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کی آمدورفت، مجلس میں تشریف فرما ہونے، اور آپ ﷺ کے حلیہ مبارکہ کے بارے میں دریافت کرنے میں سبقت لے چکے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے سامنے آپ ﷺ کے اوصاف پوری جامعیت سے بیان فرمائے جیسا کہ مندرجہ ذیل سطور سے قارئین پر واضح ہو جائے گا۔

قَالَ الْحُسَيْنُ سَأَلْتُ أَبِيْ عَنْ دُخُوْلِ رَسُوْلِ اللهِ (2) ﷺ فَقَالَ كَانَ دُخُوْلُه ﷺ لِنَفسِه مَأذُوْنَالَه فِي ذَلِكَ فَكَانَ إِذَا أَوى إِلَى مَنْزِلِه جَزَّأَ دُخُوْلَه ثَلاثَةَ أَجْزَاءِ...... الخ

حضرت امام حسین فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے دریافت کیا کہ گھر میں آپ ﷺ کا وقت کیسے گذرتا تھا تو انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کو اپنی ازواج مطہرات کے گھروں میں بلا اجازت آنے کی رخصت تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوتے تو اس میں اپنے قیام کے تین حصے فرما لیتے۔

ایک حصہ اللہ کی عبادت کیلئے، ایک جزء اپنے اہل وعیال کے ساتھ معاشرت کیلئے اور ایک جز اپنی ذات مبارکہ کیلئے پھر اپنے ذاتی حصہ کو اپنے اور عام لوگوں کے مابین تقسیم فرما لیتے۔ اور خواص صحابہ کے ذریعے عام لوگوں تک اپنی گفتگو پہنچاتے (عام لوگ چونکہ آپ ﷺ کے دولت کدہ پر حاضر نہیں ہوتے تھے چنانچہ خواص انہیں حضور کے ارشادات سے آگاہ فرما دیتے) اور نصیحت و ہدایت کی کوئی بات خواص و عام سے پوشیدہ نہ رکھتے۔ حصہ امت میں

1۔ شمائل ترمذی، باب کیف کان کلام رسول اللہ ﷺ، قاضی عیاض: الشفاء صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸، جلد ۱

2۔ شمائل ترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ

marfat.com

آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ اہل فضل کو ترجیح دیتے پھر ان میں سے ہر ایک کو اس کے حسب مرتبہ ترجیح دیتے تاکہ حاضر خدمت ہو کر افادۂ عمومی کا باعث بنیں چنانچہ ان اصحاب فضل و کمال میں سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا ہو تا کسی نے دو، کسی کو بہت سے مسائل میں راہنمائی کی ضرورت ہوتی۔ آپ ﷺ ان کے معاملات میں مصروف ہوتے اور انہی امور پر بحث ہوتی جن میں امت کی فلاح و بہبود ہو ان کے مناسب حال احکام بیان فرماتے۔ پھر حاضرین کو فرماتے جو موجود نہیں ان کو یہ بات پہنچادو۔ نیز فرماتے کہ جو لوگ مجھ تک اپنی حاجتیں پہنچا نہیں سکتے تم ان کے حوائج مجھ پر پیش کرو۔ کیونکہ جو شخص ایسے آدمی کی حاجت بادشاہ تک پہنچاتا ہے جسے وہ خود پہنچانے سے قاصر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قدم پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔ آپ ﷺ کے سامنے صرف اس طرح کی مفید باتیں ہی ذکر کی جاتی تھیں اور ایسے امور کی شنوائی نہ ہوتی جن میں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ لوگ طالب ہدایت اور سائل بن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے استفادہ کرتے اور راہنما (یعنی فقہاء) بن کر نکلتے۔ (1)

حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اس کے بعد میں نے پدر بزرگوار سے پوچھا کہ آپ ﷺ کا جو وقت گھر سے باہر گذرتا تھا اس میں آپ ﷺ کی مصروفیات کیا ہوتی تھیں تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اکثر خاموش رہتے اور بجز مفید و ضروری امر کے لب کشائی نہ فرماتے۔ آپ ﷺ لوگوں سے الفت و محبت کا اظہار فرماتے اور ایسی بات نہ فرماتے جو ان کی نفرت کا سبب ہو۔ ہر قوم کے بزرگ اور سردار کی تکریم فرماتے اور اسی کو ان کا سردار بنادیتے۔ لوگوں کو (عذاب ؒ سے) ڈراتے اور کشادہ روئی اور حسن خلق کا لحاظ رکھنے کے ساتھ ساتھ لوگوں سے احتراز فرماتے اور بچتے۔ اپنے صحابہ کرام کی خبر گیری فرماتے اور اپنے خواص سے عام لوگوں کے حالات دریافت فرماتے اچھی بات کی تحسین اور تائید فرماتے۔ آپ ﷺ ہمیشہ اعتدال پسند تھے۔ اس حالت میں اختلاف نہ تھا آپ ﷺ (لوگوں کو وعظ وارشاد سے) کبھی غافل نہ ہوتے۔ اس بات کا لحاظ رکھتے کہ مبادا وہ غافل ہو جائیں یا اکتاہٹ کی طرف مائل ہو جائیں آپ ﷺ ہر حال میں مستعد رہتے۔ حق سے کوتاہی نہ

1۔ الشفاء، صفحہ ۱۵۸، ۱۵۹ بیروت

marfat.com

فرماتے اور نہ اس سے سر مو تجاوز فرماتے۔ جو لوگ آپ ﷺ کے مقرب ہوتے وہ خیر الناس ہوتے ان میں سے سب سے افضل اور بہترین آپ ﷺ کے نزدیک وہ ہوتا جو سب مسلمانوں کا خیر خواہ ہوتا اور مرتبہ میں آپ ﷺ کے نزدیک سب سے بڑھ کر وہ ہوتا جو محتاجوں کی خبر گیری کرنے والا اور اپنے بھائیوں کی (مہمات امور میں) مدد کرنے والا ہوتا۔

امام حسین فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا کہ آپ ﷺ کی مجلس کیسی ہوتی تھی فرمایا کہ حضور ﷺ کا مجلس سے اٹھنا اور مجلس میں بیٹھنا ذکر الٰہی کے سوا نہ ہوتا تھا مجلس میں اپنے لئے کوئی جگہ متعین نہ فرماتے بلکہ جو جگہ خالی پاتے وہیں جلوہ افروز ہو جاتے اور دوسروں کو بھی اسی کا حکم ارشاد فرماتے۔ جو لوگ مجلس میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھتے ان میں سے ہر ایک کو اس کے حسب حال بہرہ ور فرماتے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھنے والا ہر شخص یہ سمجھتا کہ وہ ہی سب سے زیادہ آپ ﷺ کے نزدیک بزرگ ہے۔ جو شخص آپ ﷺ کے پاس بیٹھتا یا کسی حاجت کیلئے آپ ﷺ سے کلام کرتا آپ ﷺ اس کے ساتھ ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ وہ خود واپس ہو جاتا۔ جو شخص آپ ﷺ سے کسی حاجت کا سوال کرتا آپ ﷺ اس کی حاجت کو پورا فرماتے (یا کم از کم) اس سے کوئی نرم بات فرماتے (وعدہ فرماتے)۔ آپ ﷺ کی خوش خلقی اور حسن سلوک سب لوگوں کیلئے عام تھا آپ ﷺ سب لوگوں کے باپ تھے (یعنی شفقت کے اعتبار سے) اور وہ حق میں آپ ﷺ کے نزدیک برابر تھے۔ تقویٰ کے سوا کسی کو کوئی فضیلت نہ تھی آپ ﷺ کی مجلس حلم (بردباری)، حیاء، صبر اور امانت کا حسین مرقع ہوتی تھی اس میں آوازیں بلند نہ ہوا کرتی تھیں۔ نہ کسی کی بے حرمتی کی جاتی اور نہ اشاعت ہفوات ہوتی تھی آپ ﷺ کی مجلس میں سب متساوی تھے۔ تاہم بلحاظ تقویٰ بعض کو بعض پر فضیلت تھی ہم نشین سب متواضع تھے بڑوں کی توقیر کرتے، چھوٹوں پر رحم کرتے صاحب حاجت کی مدد کرتے اور اجنبی و مسافر کا خیال رکھتے۔ (1)

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا پھر میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ

1۔ شمائل ترمذی باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ

marfat.com

ﷺ کے بارے میں پوچھا کہ آپ ﷺ کا سلوک اپنے ہم نشینوں کے ساتھ کیسا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت کشادہ رو (ہنس مکھ)، نرم اخلاق والے، نرم طبیعت کے مالک تھے۔ نہ تو سخت کلام، نہ تند خو، نہ بہت شور کرنے والے، نہ طبعاً بد خلق، نہ عیب جوئی کرنے والے، نہ بخیل، جو چیز پسند نہ فرماتے اس سے تغافل فرماتے نہ تو اس سے ناامید فرماتے اور نہ جواب دیتے تین چیزوں سے اپنے آپ ﷺ کو محفوظ فرمار کھا تھا۔ ریا، بسیار گوئی اور لایعنی باتوں سے۔ اور لوگوں کو تین باتوں سے بچار کھا تھا۔ ا۔ نہ کسی کی مذمت فرماتے۔ ۲۔ نہ کسی کو عار دلاتے۔ ۳۔ کسی کی باتوں کی ٹوہ میں نہ پڑتے۔ صرف وہی بات فرماتے جس میں ثواب کی امید ہوتی جب آپ گفتگو فرمارہے ہوتے تو آپ ﷺ کے مجلس نشین رضوان اللہ علیہم اجمعین سر جھکائے اس طرح بیٹھے ہوتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ پھر جب آپ ﷺ خاموش ہو جاتے تو وہ بات چیت کرتے لیکن آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں دوران گفتگو کسی قسم کا جھگڑا نہ کرتے۔ اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے ساتھ بات کر رہا ہوتا تو سب خاموش رہتے حتی کہ وہ اپنی بات کو مکمل کر لیتا۔ ان حضرات کی بات حضور سرور عالم ﷺ کی بارگاہ میں ایسے ہوتی جیسے پہلے شخص کی بات (جس کا ابھی ذکر گذرا) جس بات پر سب اہل مجلس ہنستے آقائے دو عالم ﷺ بھی تبسم فرماتے اور جس بات پر سب لوگ متعجب ہوتے آپ ﷺ بھی اس پر تعجب کا اظہار فرماتے۔ اجنبی آدمی کی گفتگو کی درشتی اور بے ادبی کو برداشت فرماتے حتی کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی مجلس میں بدو اور گنوار قسم کے لوگوں کو لے آتے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تم کسی ضرورت مند کو دیکھو کہ وہ اپنی حاجت کو پورا کرنا چاہتا تو اس کی امداد کرو۔ صرف اسی شخص کی مدح و نعت قبول فرماتے جو حد اعتدال سے تجاوز نہ کرتا۔ کسی کی بات کو درمیان سے کاٹ نہیں دیتے تھے حتی کہ وہ اپنی بات کو مکمل کر لیتا۔ لیکن اگر وہ حد سے تجاوز کرتا تو اسے منع فرمادیتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔ (1)

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے والد گرامی سے پوچھا کہ آپ ﷺ کی خاموشی کیسی تھی تو انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کی خاموشی چار چیزوں پر تھی۔ حلم

1۔ شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ

marfat.com

(بردباری) حذر (احتیاط)، تقدیر (تدبر) اور تفکر۔

غور و تدبر لوگوں کی بات سننے اور سوچ بچار کیلئے ہوتا۔ اور تفکر فانی اور باقی چیزوں کی حقیقت کے ادراک کیلئے ہوتا۔

حلم اور تحمل کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو صبر کی دولت بھی عطا کی گئی تھی۔ کوئی پریشان کن چیز بھی آپ ﷺ کو غصہ نہ دلاتی حذر (احتیاط) کے زمرے میں آپ ﷺ کو چار چیزیں عطا کی گئی تھیں۔ ۱۔ مستحسن بات کی اقتداء فرماتے تاکہ لوگ آپ ﷺ کی اتباع کریں۔ ۲۔ قبیح اور ناپسندیدہ بات کو ترک فرماتے تاکہ لوگ اس سے باز آجائیں۔ ۳۔ امت کی مصلحت کیلئے اپنی رائے مبارکہ سے اجتہاد فرماتے۔ ۴۔ اور دنیا و آخرت سے متعلقہ تمام معاملات میں ان کا خیال فرماتے۔

اللہ رب العزت کی توفیق و تائید سے یہ باب اب اختتام پذیر ہوتا ہے۔

marfat.com

امہات المومنین ازواج مطہرات رضوان اللہ تبارک وتعالیٰ علیہن

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں خدیجہ بنت خویلد بن اسد قریشی سے نکاح فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ مروی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں بارہ اوقیہ سونا بطور مہر عطا فرمایا۔ اس سے پہلے یہ ابوہالہ بن زرارہ کے نکاح میں تھیں۔ پھر عتیق بن عائذ مخزومی نے ان سے نکاح کیا۔ جاہلیت میں طاہرہ کے لقب سے معروف تھیں۔ ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا آپ ﷺ نے ان سے پہلے شادی نہ کی تھی اور نہ ہی ان سے نکاح کے بعد کسی دوسری عورت سے نکاح فرمایا حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی۔ یہ تمام لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں حضرت ابراہیم کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولاد انہی سے تھی۔ یہ آپ ﷺ کی مخلص وزیرہ اور تمام مہمات و شدائد میں آپ ﷺ کی مددگار تھیں مدینہ منورہ ہجرت سے قبل پانچویں، چوتھے یا تیسرے سال میں ان کا انتقال ہوا اس وقت رمضان المبارک کی دس راتیں گذر چکی تھیں۔ اور نبوت کا دسواں، آٹھواں یا ساتواں سال تھا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک پچھتر برس تھی یہ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ پچیس برس رہیں۔ اور مکہ مکرمہ کے حجون نامی قبرستان میں دفن ہوئیں۔

حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا

ان کا نام و نسب اس طرح ہے سودہ بنت زمعہ بن اسود بن قیس بن عبدالشمس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حل بن عامر بن لوی۔ ان کی والدہ عاتکہ بنت عبد مناف بنی عمر سے تھیں یہ قدیم الاسلام تھیں۔ اس سے پہلے اپنے چچازاد سکران بن عمر کے نکاح میں تھیں۔ ان کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا۔ مکہ میں ہی ان کی رخصتی ہوئی اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کو ایک سال گذر چکا تھا۔ یہ ہجرت سے

marfat.com

چار سال پہلے کا واقعہ ہے انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ جب یہ عمر رسیدہ ہو گئیں تو سرکار ﷺ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا لیکن انہوں نے عرض کی یارسول اللہ مجھے طلاق نہ دیجئے۔ میری باری حضرت عائشہ کو دے دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ جب آپ ﷺ نماز کیلئے تشریف لے جانے لگے تو آپ ﷺ کے دامن کو پکڑ کر کھڑی ہو گئیں اور عرض کی، مجھے مردوں کی کوئی حاجت نہیں لیکن میری خواہش ہے کہ روز حشر میرا شمار آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں ہو چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے رجوع فرمالیا۔ اور ان کی باری حضرت عائشہ کو دے دی۔ اس کے بعد حضور ﷺ حضرت عائشہ کے پاس دو راتیں قیام فرماتے اور دیگر ازواج مطہرات کے پاس ایک رات۔ شوال ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا کتب متداولہ میں ان سے کل پانچ احادیث مروی ہیں۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب: عائشہ بنت ابو بکر عبد اللہ بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی تیمی۔ مرہ بن کعب میں ان کا نسب حضور ﷺ سے مل جاتا ہے ان کی ماں ام رومان بنت عامر بن عویم تھیں ہجرت سے دو سال قبل دس نبوی ماہ شوال میں جمعہ کے دن مکہ میں ان سے نکاح ہوا۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ ہجرت سے تین سال پہلے کا واقعہ ہے۔ کچھ دیگر روایات بھی ہیں۔ اس وقت ان کی عمر چھ یا سات برس تھی اور صحیح روایت کے مطابق ہجرت کے آٹھ ماہ بعد شوال المکرم میں مدینہ منورہ میں رسم عروسی ادا ہوئی ایک قول کے مطابق ۲ھ میں یعنی ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد رخصتی ہوئی اس وقت ان کی عمر نو سال تھی اور یہ نو سال تک حضور ﷺ کے ہمراہ رہیں۔ آپ ﷺ کے انتقال کے وقت ان کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ حضور ﷺ نے ان کے علاوہ کسی کنواری دوشیزہ سے نکاح نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور زوجہ محترمہ کے بستر پر حضور ﷺ کو وحی آئی۔

آپ ایک فقیہہ مجتہدہ اور بہت سی احادیث کی عالمہ تھیں صحابہ اور تابعین کی ایک کثیر جماعت نے ان سے روایت کیا ہے۔ آپ کی مرویات کی تعداد دو ہزار دو سو دس احادیث بنتی

marfat.com

ہے۔ مدینہ میں ۵۵ھ، یا ۵۸ھ سترہ رمضان المبارک منگل یا ہفتہ کی رات ان کا وصال ہوا انہوں نے حکم دیا کہ ان کی تدفین رات کو کی جائے۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ ان دنوں مدینہ میں مروان کے قائم مقام تھے یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تھا۔

یہ اپنی کنیت اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے نام سے ام عبداللہ رکھتی تھیں جیسا کہ حضور ﷺ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا تھا۔ یہ اسماء بنت ابی بکر کے صاحبزادے تھے اور سیدہ عائشہ کو ماں کہہ کر پکارتے تھے۔ انہوں نے ان کی گود میں ہی پرورش پائی حضرت سیدہ کی اپنی اولاد کوئی نہیں ہوئی تاہم ایک دوسری روایت کے مطابق انہوں نے ایک بچہ جنا جس کا نام حضور ﷺ نے عبداللہ تجویز فرمایا اور ان کی کنیت ام عبداللہ رکھی لیکن پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن الریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب، کعب میں ان کا نسب حضور ﷺ سے مل جاتا ہے ان کی ماں زینب بنت مظعون عثمان بن مظعون کی بہن ہیں یہ اس سے پہلے خنیس بن عبداللہ بن حذافہ السہمی کے حرم میں تھیں۔ ان کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ غزوۂ بدر کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔

جب وہ بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیام دیا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور حضور ﷺ نے ان سے منگنی فرمائی اور تین ہجری میں ان سے نکاح فرمالیا۔

بعد میں ان کو ایک طلاق رجعی دی پھر وحی اترنے کے بعد رجوع فرمالیا مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب ان کی طلاق کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے سر پر خاک ڈال لی اور حسرت آمیز کلمات ارشاد فرمائے۔ چنانچہ اگلے دن جبرئیل حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی خاطر حفصہ سے رجوع فرمالیں۔ اور ایک روایت میں ہے بیشک یہ روزہ رکھنے، رات کو قیام کرنے والی ہیں اور جنت

marfat.com

میں آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔

کہتے ہیں کہ ان کی طلاق کا سبب یہ تھا کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ یا حفصہ کی باری کے دن سیدہ ماریہ سے خلوت فرمائی۔ حفصہ کو اس بات کا پتہ چل گیا تو وہ حضور ﷺ سے شکوہ کرنے لگیں آپ ﷺ نے انہیں خاموش رہنے کا حکم ارشاد فرمایا اور بتایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ اور تمہیں خوشخبری ہو کہ ابو بکر و عمر میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ انہوں نے حضرت عائشہ کو بتا دیا یہ دونوں دوست تھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں طلاق دے دی۔

یہ بھی مروی ہے کہ یہ آنحضور ﷺ کے گھر میں تھیں اور اپنے باپ سے ملنے کیلئے جانے کی اجازت طلب کی۔ بعض دیگر روایات بھی آئی ہیں شعبان ۴۵ھ میں مدینہ میں ان کا انتقال ہوا۔ اس وقت عمر تریسٹھ برس تھی۔ صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت نے ان سے روایت کی۔ ان کی مرویات کی تعداد ساٹھ احادیث بنتی ہے۔

حضرت سیدہ ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا

"رملہ" نام، یہ امیر معاویہ کی بہن اور ابو سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کی صاحبزادی تھیں۔ ان کی والدہ صفیہ بنت ابو العاص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان سے سات یا چھ ہجری میں نکاح فرمایا اس وقت یہ حبشہ میں تھیں۔ نجاشی نے حضور ﷺ کی طرف سے ان کو چار ہزار درہم یا چار سو دینار یا دو سو دینار مہر دیا۔ ان کے نکاح کے وکیل عثمان بن عفان یا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہما تھے سرکار ﷺ نے شرجیل بن حسنہ کو بھیجا وہ انہیں مدینہ لائے اور وہیں زفاف ہوا۔ وہ چارپائی جس پر بعد از وصال سرکار دو عالم ﷺ کو اٹھایا گیا تھا ان کے گھر میں موجود تھی۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ یہ ابھی تک مدینہ میں ان کے موالی کے پاس موجود ہے۔ ۴۴ھ میں مدینہ میں آپ کا وصال ہوا۔ ایک کثیر جماعت نے ان سے روایت کیا ان کی روایات کی تعداد پینسٹھ احادیث بنتی ہے۔

marfat.com

حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

اسم گرامی ہند: یہ ابوامیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی دختر بلند اختر تھیں۔ حضور ﷺ نے ان سے شوال ۴ھ میں نکاح فرمایا۔ اس سے پہلے یہ اپنے چچازاد ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد کے حرم میں تھیں۔ جو حضور ﷺ کی پھوپھی برۃ بنت عبدالمطلب کے فرزند اور حضور ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔

حضور ﷺ نے جب ان سے نکاح فرمایا تو ان کی چار صاجزادیاں تھیں۔ حضور ﷺ نے سیدہ زینب ام المساکین کے گھر کو ان کی رہائش کیلئے متعین فرمایا جو وفات پا چکی تھیں۔ جب ام سلمہ اس میں داخل ہوئیں تو اس میں ایک چھوٹا گھڑا دیکھا۔ جس میں کچھ جو تھے۔ ایک چکی اور ایک پتھر کی ہانڈی، تھوڑا سا گھی اور ایک پیالہ تھا ارشاد فرماتی ہیں۔ میں نے جو چکی میں ڈال کر پیسے پھر انہیں ہنڈیاں میں ڈال کر ان کا عصیدہ بنایا (ایک کھانا جسے آٹے میں تین گنا پانی ڈال کر آگ پر پکایا جاتا ہے۔ پھر اس پر گھی یا شہد یا شکر ملا ہوا دودھ ڈال دیا جاتا ہے۔) یہی شب زفاف حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت کا کھانا تھا۔

مدینہ منورہ میں ۵۹ھ یا ۶۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ امہات المومنین میں سے یہ اور ایک روایت کے مطابق سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔ ان کی عمر اس وقت چوراسی سال تھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابن عباس، سیدہ عائشہ، ان کی اپنی صاجزادی زینب، بیٹے میتب اور ان کے علاوہ صحابہ و تابعین کی ایک کثیر جماعت نے ان سے روایات لی ہیں۔ ان کی تمام مرویات کی تعداد تین سو اٹھاسی احادیث ہے۔

حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

نام و نسب: زینب بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن داؤدان بن اسد بن خزیمہ۔

یہ آپ ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاجزادی تھیں پہلے یہ حضور ﷺ

marfat.com

کے مولیٰ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ اعلان نبوت سے قبل حضور ﷺ نے انہیں اپنا متبنی بنالیا تھا حتی کہ لوگ انہیں زید بن محمد کے نام سے پکارتے تھے۔ حضرت زینب کے اخلاق میں سختی اور مزاج میں تیزی تھی۔ یہ زید کو ذہنی اذیت دیتیں اور حضور ﷺ سے قرابت کے سبب ان پر بڑائی جتاتی رہتیں تھیں۔ جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو زید نے انہیں طلاق دے دی۔ جب ان کی عدت پوری ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح جاہلیت کی رسم کو ختم کرنے کیلئے اپنے نبی ﷺ سے کر دیا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ اپنے متبنی بیٹے کی مطلقہ سے نکاح نہیں کرتے تھے۔(1)

ان کی رخصتی کے دن پردے والی آیت (آیت حجاب) اتری۔ سرکار ﷺ نے ان کے ولیمہ میں روٹی اور گوشت کھلایا۔ ان کا نکاح ذیقعد ۵ھ یا ۴ھ میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر پینتیس برس تھی۔ یہ دیگر ازواج مطہرات کے سامنے فخر سے کہا کرتیں میں دیگر ازواج مطہرات کی طرح نہیں ہوں۔ ان کا نکاح مہر سے ہوا اور ان کے اولیاء (سرپرستوں) نے کیا۔ لیکن میرا نکاح اللہ نے فرمایا اور اپنی کتاب مقدس قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمایا۔ ان کا اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف ہوتا۔

"فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا...... الاية"

ترجمہ:۔ پھر جب پوری کر لی زید نے اسے طلاق دینے کی خواہش تو ہم نے اس کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا تاکہ (اس عملی سنت کے) بعد ایمان والوں پر کوئی حرج نہ ہو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں جب وہ انہیں طلاق دینے کا ارادہ کریں۔ (سورۃ احزاب۔ ۳۷ ترجمہ از ضیاء القرآن)

1۔ بعض اہل سیر و اہل تفسیر و تواریخ یہ قصہ اس طرح بیان کرتے ہیں جو نہ واقع کے مطابق ہے اور نہ حضور اکرم ﷺ کی شان عالی کے مناسب ہے۔ محققین اس کو مفسرین کی زلات یعنی غلطیوں میں شمار کرتے ہیں۔ یہ قصہ اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ کہ زلیخا کے ساتھ خلوت میں گئے، اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کا اوریا کے ساتھ والا قصہ، حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری گم ہونے کا قصہ، یہ تمام قصے محققین کے نزدیک متروک و مخطور، طریقہ صدق و سداد اور ادب سے دور ہیں۔ (مدارج النبوۃ صفحہ ۸۲۱ جلد ۲ ط لاہور۔)

marfat.com

اور ارشاد فرماتی تھیں کہ یارسول اللہ! میں آپ کی ازواج مطہرات میں سے حق کے اعتبار سے سب سے فائق ہوں۔ میں نکاح کے اعتبار سے ان سے بہتر ہوں اور سفیر کے اعتبار سے اعلیٰ اور رشتہ کے اعتبار سے حضور کے زیادہ قریب ہوں۔ رحمٰن نے عرش بریں کے اوپر سے میرا نکاح کیا۔ جبریل اس نکاح کے گواہ وسفیر تھے۔ میں آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں، میرے علاوہ آپ ﷺ کی کوئی زوجہ آپ ﷺ سے اتنا قریبی تعلق نہیں رکھتی۔

مدینہ منورہ میں ۲۰ھ یا ۲۱ھ کو ان کا انتقال ہوا اور بقیع میں دفن ہوئیں اس وقت ان کی عمر ترپن برس تھی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے حضور کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کا انتقال ہوا انہوں نے ہی سب سے پہلے ان کی چارپائی کو اٹھایا کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کی چارپائی کو کندھا دیا۔

حضور ﷺ نے ان کو خبر دی کہ تم میں سے جس کے ہاتھ سب سے دراز ہیں وہ سب سے پہلے مجھے ملے گی۔ حضرت زینب بکثرت صدقہ کرتی تھیں اپنے ہاتھ سے دستکاری کرتیں اور صدقہ کرتی تھیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں فرمایا آپ سے بہتر دیندار، متقی، گفتگو میں سچی، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی، بکثرت صدقہ کرنے والی، ہر لحظہ صدقہ کرنے کیلئے محنت کرنے والی اور تقرب الٰہی کی خاطر عبادت کرنے والی آپ رضی اللہ عنہا سے بہتر کوئی عورت نہ تھی۔

حضرت عائشہ، ام حبیبہ وغیرہما نے ان سے روایات کیں۔ ان کی کل روایات کی تعداد گیارہ حدیثیں ہیں۔

حضرت سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

نام ونسب: جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن الحارث بن العائذ بن ملک بن مصطلق۔

غزوۂ بنی مصطلق ۵ھ یا ۶ھ میں گرفتار ہو کر آئیں اور ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے ۹ اوقیہ سونے کے بدلے ان سے کتابت کا معاہدہ کر لیا۔ (گویا ۹ اوقیہ سونا دے کر آزاد ہو سکتی تھیں) یہ رسول اکرم ﷺ سے مدد طلب کرنے کیلئے آئیں۔

marfat.com

یہ خوبرو اور وجیہہ تھیں۔ جو کوئی دیکھتا اس کا دل دھک سے رہ جاتا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟ کہ میں تمہاری طرف سے یہ رقم ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں انہوں نے قبول کر لیا تو سرکار ﷺ نے ان کی طرف سے بدل کتابت ادا کر کے ان سے نکاح فرمالیا۔ آن کی عمر اس وقت بیس سال تھی۔ اس سے پہلے یہ مساغ بن صفوان کے پاس تھیں۔

مدینہ منورہ میں ربیع الاول ۵۶ھ میں ان کا انتقال ہوا والی مدینہ مروان بن حکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس وقت ان کی عمر ستر یا پینسٹھ سال تھی۔ ابن عباس، ابن عمر، جابر رضی اللہ عنہم نے ان سے روایت کیا ان کی روایت کردہ احادیث کی تعداد سات ہے۔

حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

صفیہ بنت حُیَیّ ابن اخطب ابی یحییٰ بن کعب الخزرج النضیر یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ اس سے پہلے کنانہ بن ابی الحقیق کے پاس تھیں۔ وہ غزوۂ خیبر کے دن مارا گیا اور یہ گرفتار ہو کر آ گئیں۔ دحیہ کلبی آئے اور آ کر لونڈی کا مطالبہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور لونڈی کا انتخاب کر لو وہ صفیہ کو پسند کر کے لے گئے ایک آدمی آیا اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ نے دحیہ کو بنی قریظہ اور نضیر کی سردار صفیہ دے دی یہ تو صرف آپ ﷺ کیلئے مناسب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں بلاؤ۔ وہ صفیہ کو لے آئے تو آپ ﷺ نے ان کو دوسری لونڈی عطا فرمادی اور صفیہ کو آزاد کر کے خود ان سے نکاح فرمالیا۔ اور آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔ راستے میں ہی ام سلیم نے ان کو کپڑے پہنائے۔ اور تیار کر کے حضور ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس کوئی چیز ہو لے آئے تو کوئی شخص کھجوریں لاتا، کوئی مکھن اور کوئی پنیر اس سے حیس (1) تیار کیا گیا۔ یہ ان کا ولیمہ تھا۔ یہ محرم ۷ھ کا واقعہ ہے۔ ان کی وفات ماہ رمضان المبارک ۵۲ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ جنت البقیع میں انہیں دفن کیا گیا حضرت انس، ابن عمر وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے ان کی کل مرویات دس احادیث ہیں۔

1۔ حیس: ایک کھانا جو کھجوریں، پنیر اور گھی ملا کر ثرید کی طرح تیار کیا جاتا ہے۔ (مترجم)

حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہرم بن رویبۃ بن عبد مناف بن ہلال بن عامر۔

یہ حضرت خالد بن ولید اور عبداللہ بن عباس کی خالہ تھیں۔ حضور سرور عالمیاں ﷺ نے ذیقعد ۷ھ میں عمرہ قضاء کے موقع پر مقام "سرف" پر ان سے نکاح فرمایا اور اپنے گھر لائے۔ یہ جگہ مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔

ان کی وفات بھی مقام "سرف" پر ہی ۶۱ھ، ۵۱ھ یا ۶۳ھ میں ہوئی۔ اگر اس آخری قول کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو ازواج مطہرات میں سب سے آخر میں انہی کا انتقال ہوا انہیں یہیں دفن کیا گیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کی عمر اسی سال تھی۔ ابن عباس سمیت بعض دیگر صحابہ نے ان سے روایت کی ہے ان سے چھہتر احادیث مروی ہیں۔

ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

یہ حضرت میمونہ کی اَخیَافِی (ماں کی طرف سے سگی) بہن تھیں۔ اپنی فیاضی اور سخاوت کی وجہ سے ام المساکین کے لقب سے معروف تھیں اس سے پہلے یہ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ (یہی روایت صحیح ترین ہے)۔ یہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تو حضور ﷺ نے ۳ھ میں ان سے نکاح فرما لیا۔

اس کے بعد یہ زیادہ عرصہ بقید حیات نہ رہیں اور دو، تین یا آٹھ ماہ بعد ۴ھ میں مدینہ منورہ ہی میں وفات پا گئیں۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ اس وقت ان کی عمر مبارک تقریباً تیس سال تھی ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ آپ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ازواج مطہرات میں سے صرف ان کا اور حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تھا۔

حضرت سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا

یہ شمعون یا زید کی بیٹی تھیں۔ باپ کی طرح یہودی المذہب تھیں۔ بنی قریظہ کے قیدیوں میں

marfat.com

آئیں۔ یہ بہت خوبصورت تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنے لئے منتخب فرمایااور اسلام قبول کرنے یااپنے مذہب پر قائم رہنے کے بارے میں اختیار دیا توانہوں نے اسلام قبول فرمالیا۔ سرکار ﷺ نے انہیں آزاد فرماکر نکاح فرمالیااور ساڑھے بارہ اوقیہ سونامہر عطا فرمایا۔ یہ سنہ ۶ھ کا واقعہ ہے اس سے پہلے یہ بنی قریظہ کے ایک یہودی کے نکاح میں تھیں اس کانام حکم تھا۔ بعض علماء کی رائے میں سرکار ﷺ نے انہیں آزاد نہیں فرمایااور ملک یمین کے سبب (بطور لونڈی) ان کو گھر میں رکھا۔ اس صورت میں ان کا شمار لونڈیوں میں سے ہوگا نہ کہ ازواج مطہرات سے۔ عراقی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے حافظ دمیاطی کے نزدیک آن کا ازواج مطہرات میں سے ہونااہل علم کے نزدیک ثابت ہے۔

کہاجاتاہے کہ ان کی وفات حجۃ الوداع سے واپسی پر مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

سیدہ فاطمہ بنت ضحاک رضی اللہ عنہا

حضور انور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا تھااور جب آیت تخییر

"یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا" الآیہ

ترجمہ:۔ اے نبی مکرم آپ فرمادیجئے اپنی بیبیوں کو کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی آلائش (وآسائش) کی خواہاں ہو تو آؤ تمہیں مال ومتاع دے دوں۔

انہوں نے دنیا کو اختیار کرلیا تو سرکار ﷺ نے انہیں گھر بھیج دیا۔ اس کے بعد یہ اونٹ چرایا کرتی تھیں۔ اور کہتیں میں وہ بدنصیب ہوں جس نے دنیا کو ترجیح دی تھی۔

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خوشحالی اور تنگدستی میں اختیار دیا، آپ ﷺ نے فقر کو پسند فرمالیا۔ تو آپ ﷺ کو ازواج مطہرات کو بھی اختیار دینے کا حکم دیا گیا۔ تاکہ ان میں سے جو آپ ﷺ کو اختیار کرلے اس کا اختیار بھی آپ ﷺ کے موافق ہوجائے۔

(۲) ازواج مطہرات میں باہمی منافست اور رشک کا جذبہ بہت زیادہ ہوگیا تھا۔ حضور ﷺ نے یہ قسم اٹھائی کہ ان سے ایک ماہ تک بات چیت نہیں کریں گے پھر آقائے دوعالم ﷺ

maktabah.org

نے انہیں حکم الٰہی کے بموجب اختیار عطا فرمایا۔

(۳) انہوں نے حضور ﷺ سے زیورات اور نئے نئے کپڑوں کا مطالبہ کیا حضور ﷺ کو اس سے دلی رنج ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ازواج مطہرات کو اختیار دینے کا حکم دیا یہ قول بھی ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی نے آپ ﷺ سے سونے کی انگوٹھی کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوا کر دی۔ تو وہ ناراض ہو گئیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی منشاء میں آیت تخییر کے ساتھ ازواج مطہرات کا امتحان مقصود تھا تا کہ وہ بہترین بیویاں ثابت ہوں۔

(۵) اس آیت کے نزول کا سبب واقعہ ماریہ تھا جو سیدہ حفصہ کے گھر میں پیش آیا یا قصہ شہد جو آپ ﷺ نے زینب بنت جحش کے گھر میں نوش فرمایا تھا یہ دونوں واقعے باہم قریب ہیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابتداء کرتے ہوئے فرمایا اے عائشہ! میں ایک بات تمہیں کہنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ تو اس کا جواب دینے میں جلدی نہ کرے تا آنکہ تو اپنے والدین سے مشورہ کرلے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کیا چیز ہے؟ تو آنحضرت ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ وہ جواباً عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ! کیا میں آپ (ﷺ) کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی بلکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ اور آپ (ﷺ) سے درخواست کرتی ہوں کہ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو میرے اس جواب کے بارے میں آگاہ مت کرنا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ازواج مطہرات میں سے کسی نے مجھ سے اس کے بارے میں نہیں پوچھا مگر میں نے اسے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے اور تکلیف پہنچانے والا بنا کر مبعوث نہیں فرمایا۔

اس کے علاوہ حضور ﷺ نے دحیہ کلبی کی بہن اساف، خولہ بنت ہزیل یا بنت حکیم سے بھی نکاح کیا یہ وہی تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کو بخش دیا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ اپنے آپ کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرنے والی ام شریک بنت جابر، زینب بنت خزیمہ (ام المساکین) یا میمونہ بنت حارث تھیں۔

اور لفظ ھبہ سے نکاح کا منعقد ہونا بعض علماء کرام (جیسے امام شافعی) کے نزدیک حضور

marfat.com

ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ لیکن ہمارے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک یہ لفظ آقائے دو عالم ﷺ کی خصوصیات میں سے نہیں بلکہ اس کے ساتھ دوسروں کا نکاح بھی منعقد ہو جاتا ہے اور مہر کے وجوب کے بارے میں دو قول ہیں۔

اور اسماء بنت کعب الجونیہ اور عمرہ بنت یزید سے بھی نکاح کیا تھا پھر انہیں رخصتی سے پہلے ہی طلاق دے دی اسی طرح آپ ﷺ نے بنو غفار کی ایک عورت سے منگنی کی جب اس کی بغلوں میں سفید نشانات دیکھے تو فرمایا جا اپنے میکے چلی جا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے بنو تمیم کی ایک عورت سے بھی شادی کی۔ جب آپ ﷺ اس کے پاس آئے تو وہ کہنے لگی میں تم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ نے پناہ مانگنے والی کو روک دیا ہے۔ جا تو بھی اپنے میکے چلی جا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک خوبرو عورت سے نکاح کیا تھا۔ اسے تلقین کی گئی کہ وہ آپ کے سامنے یہ کلمات کہے کہ میں تم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتی ہوں۔ جب اس نے یہ کلمات کہے تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے بہت بڑی پناہ طلب کی ہے جا اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جا۔ ایک روایت میں ہے کہ ازواج مطہرات نے اس عورت کو یہ کلمات سکھائے تھے۔

حاکم کے الفاظ میں ہے حمزہ بن ابو اسید اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسماء بنت نعمان جونیہ سے نکاح کیا اور مجھے بھیجا میں اسے لے آیا۔ حفصہ نے عائشہ سے کہا تم اسے مہندی لگاؤ۔ میں اسے کنگھی کرتی ہوں چنانچہ انہوں نے اس کا بناؤ سنگھار کیا اور ان میں سے کسی ایک نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی عورت کے پاس جائیں اور وہ انہیں کہے (أعوذ باللّٰه منك) میں تم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتی ہوں تو آپ خوش ہوتے ہیں۔ سرکار جب خلوت میں ان کے پاس آئے تو اس نے وہی کلمات دہرا دیئے حضور ﷺ نے اپنی آستین سے چہرے کو چھپا لیا اور فرمایا تو نے عظیم پناہ طلب کی ہے۔ پھر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابا اسید! اس کو اپنے اہل خانہ کے پاس چھوڑ آؤ اور دو رازقی سوتی کپڑے بطور متعہ اسے دے دو۔ چنانچہ یہ کہتی تھیں مجھے بدبخت کہو۔ ایک روایت میں پناہ مانگنے والی کا نام عمرہ بنت جون مذکور ہے۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ سرکار نے اسے طلاق دینے کے بعد رازق کے بنے ہوئے تین کپڑے بطور متعہ دیئے۔ بعض روایات میں اس عورت کا نام عالیہ، فاطمہ، امیمہ بنت نعمان بن نضر یا بنت شرجیل بھی مذکور ہے۔

marfat.com

آپ ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ جب کوئی عورت آپ ﷺ سے نکاح کو ناپسند کرے تو آپ ﷺ کیلئے اس عورت کو اپنے پاس رکھنا جائز نہیں۔ اسی طرح ایک قول کے مطابق اگر وہ آیت تخییر کے بعد آپ ﷺ کو اختیار کرلیں تو ان کو طلاق دینا بھی حرام ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے غالیہ بنت ظبیان سے بھی نکاح کیا تھا۔ جب اسے آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اسے طلاق دے دی اور صلت کی بیٹی سے بھی نکاح کیا تھا لیکن دخول سے قبل اس کا انتقال ہو گیا۔ اسی طرح "ملیکہ اللیثیہ" سے بھی لیکن جب آپ اس کے پاس آئے تو اس نے نفرت کا اظہار کیا اور کہنے لگی کیا ایک شہزادی ایک عام آدمی کے پاس جا سکتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی تسکین کیلئے اپنا ہاتھ مبارک نیچے کیا لیکن اس نے کہا "اعوذ باللہ منك" تو آپ ﷺ نے اسے طلاق دے کر بطور متعہ کچھ کپڑے دے دیئے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ امیمہ بنت نعمان بن شرجیل جونیہ کے ساتھ پیش آیا تھا اسی طرح آپ ﷺ نے ایک عورت سے منگنی کی اس کا باپ از راہ انکار کہنے لگا اسے برص ہے حالانکہ اسے برص کی بیماری نہ تھی لیکن جب وہ واپس گیا تو اسے واقعی برص لاحق ہو چکی تھی۔

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک عورت کے باپ کے سامنے اس سے منگنی کی تو وہ کہنے لگا اس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اس میں کوئی خیر نہیں چنانچہ اسے چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے نکاح کیا تھا لیکن جب اس کے باپ نے یہ بات کہی تو اسے گھر لانے سے پہلے ہی طلاق دے دی۔

جب منگنی کرنے کے بعد ختم کر دی جاتی تو آپ ﷺ دوبارہ رجوع نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک عورت سے منگنی کی اس نے انکار کر دیا اور پھر قبول کر لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہم نے تیرے سوا دوسرا لحاف اوڑھ لیا ہے یعنی کسی دوسری عورت سے منگنی کر لی ہے۔

آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد مختلف اوقات میں نو، گیارہ یا اس سے کم و بیش بھی رہی ہے۔ اور لونڈیوں کی تعداد چار تھی۔

ان میں سب سے مشہور ماریہ قبطیہ بنت شمعون تھیں جن سے حضرت ابراہیم تولد ہوئے ان کا انتقال ۱۶ھ میں ہوا۔ اور سیدہ ریحانہ ان کا تذکرہ ازواج مطہرات کے ضمن میں گذر چکا ہے۔ ایک زینب بنت جحش تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو سرکار کی بارگاہ میں پیش کر دیا ایک اور لونڈی تھیں جو کسی غزوہ کے بعد آپ ﷺ کے حصہ میں آئیں۔

marfat.com

ابن سعد کا قول ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی کل تعداد اکیس تھی ان میں سے چھ کو طلاق دے دی۔ پانچ کا آپ کی زندگی میں ہی انتقال ہو گیا اور دس آپ ﷺ کی وفات کے وقت زندہ تھیں ان میں سے ایک سے آپ ﷺ نے زفاف نہیں فرمایا۔ اور نو کے پاس ان کی باری کے مطابق جاتے تھے۔

ابن حجر کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے انتقال پر ملال کے وقت نو ازواج مطہرات موجود تھیں۔ یہ عائشہ، سودہ، حفصہ، ام سلمہ، زینب بن جحش، صفیہ، جویریہ، ام حبیبہ، میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں اور سیدہ ریحانہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ لونڈی تھیں یا کہ زوجہ پھر ان کے سن وفات کے بارے میں بھی اختلاف ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں ان کا انتقال ہوا یا بعد میں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں آپ ﷺ نے کوئی دوسری شادی نہیں کی اسی طرح حضرت زینب ام المساکین سے بھی نکاح کیا تھا۔ صفیہ وغیرہ دیگر ازواج مطہرات سے نکاح سے قبل ان کی بھی وفات ہو گئی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے شادی کی۔ گیارہ کی رخصتی ہوئی اور آپ کے انتقال پر ملال کے وقت ان میں سے نو بقید حیات تھیں۔ تاہم جن عورتوں سے آپ ﷺ نے نکاح فرمایا اور رخصتی نہیں ہوئی یا منگنی فرمائی اور نکاح نہیں فرمایا۔ ان عورتوں کی تعداد ہمارے خیال میں تقریباً تیس بنتی ہے علی الاصح روایت کے مطابق آپ ﷺ کیلئے نو سے زائد عورتوں سے نکاح کرنا بھی جائز تھا۔ آپ ﷺ پوری طرح عدل کرنے پر قادر تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اس دنیا سے کوچ نہیں فرمایا مگر آپ ﷺ کیلئے عورتیں حلال کر دی گئی تھیں۔ ان کا اشارہ اس آیت کی طرف تھا جس میں آپ ﷺ کو مزید نکاح کرنے سے روک دیا گیا تھا۔

"لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ الآيه" (1)

آج کے بعد آپ کیلئے مزید عورتوں سے نکاح جائز نہیں۔

1۔ سورہ احزاب: آیت 52

marfat.com

ایک دوسری روایت کے الفاظ میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس دنیا سے انتقال نہیں فرمایا مگر آپ ﷺ کیلئے اللہ نے جائز قرار دے دیا تھا کہ جتنی عورتوں سے نکاح کرنا چاہیں آپ ﷺ کو اختیار ہے۔

آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ جب آپ ﷺ کسی غیر شادی شدہ عورت سے نکاح فرمانا چاہیں تو بغیر لفظ نکاح یا ہبہ نیز بغیر ولی اور گواہوں کے بھی اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت زینب بنت جحش کے نکاح میں ہوا۔ اور اس کی رضامندی بھی شرط نہیں۔

اور اگر کسی شادی شدہ عورت سے آپ ﷺ نکاح کی خواہش فرمائیں تو اس کے خاوند کو اسے طلاق دینا واجب ہے۔ اور اگر کسی لونڈی میں رغبت ظاہر فرمائیں تو اس کے آقا کو اسے آپ ﷺ کو ہبہ کر دینا واجب ہے۔ اور اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کی معتقد عورت سے نکاح آپ ﷺ کیلئے حرام ہے۔

آپ ﷺ کو دنیا میں تین چیزیں مرغوب تھیں۔ کھانا، عورتیں اور خوشبو۔ دو چیزیں آپ ﷺ نے لے لیں عورت اور خوشبو اور ماکولات کی کثرت کو ترک فرمادیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے اور عورتیں اور خوشبو میرے نزدیک پسندیدہ بنادی گئی ہیں۔ بھوکا سیر ہو جاتا ہے اور پیاسا سیراب ہو جاتا ہے لیکن عورتوں سے میرا جی نہیں بھرتا۔

کثرت ازواج کی حکمت

عورتوں سے محبت اور کثرت سے نکاح کرنے میں کیا حکمت ہو سکتی ہے اس میں چند آراء ہیں۔

۱۔ تاکہ حب نساء دعوت دین کے معاملات میں رکاوٹ کا باعث نہ ہو۔

۲۔ مشرکین آپ ﷺ پر جادوگر ہونے کا جو الزام لگاتے تھے تاکہ اس کا ازالہ ہو سکے۔

۳۔ اپنی امت کو نسل بڑھانے پر برانگیختہ کرنا۔

۴۔ تاکہ قبائل عرب آپ ﷺ کے ساتھ رشتہ مصاہرت سے مشرف ہو سکیں۔

marfat.com

۵۔ تاکہ سسرالی قبائل تبلیغ واشاعت میں آپ ﷺ کے اعوان وانصار ثابت ہو سکیں۔

۶۔ شریعت کے ان احکام کا علم ہو سکے جن سے مرد آگاہ نہیں ہو سکتے۔

۷۔ آپ ﷺ کے باطنی محاسن کو امت تک منتقل کرنا مقصود تھا۔

آپ ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا اس وقت ان کے والد آپ ﷺ کے جانی دشمن تھے۔ اور سیدہ صفیہ جس وقت آپ ﷺ کے حبالہ عقد میں آئیں ان کا باپ اور خاوند قتل ہو چکے تھے۔ اگر وہ آپ ﷺ کے باطن کو دیکھ کر اس نتیجے پر نہ پہنچتیں کہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں تو وہ آپ ﷺ سے لازماً نفرت کرنے لگتیں۔

۸۔ جانبین میں سے جو بھی آپ ﷺ کے ساتھ رشتہ مصاہرت میں منسلک ہو کبھی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔(1)

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میں امت میں سے کسی کو نکاح کر کے نہیں دوں گا یا کسی بھی خاندان میں نکاح نہیں کروں گا مگر وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ تو میرے رب نے منظور فرمالیا۔

آپ ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کیلئے آپ کی وفات کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا حرام ہے وہ آپ ﷺ کے ساتھ جنت میں ہوں گی۔ اسی وجہ سے وہ معتدہ کے حکم میں شمار کی گئیں اور مال بنی نضیر اور فدک سے ان کا نفقہ مقرر کیا گیا۔ آپ ﷺ کے بعد ان کیلئے اپنے حجروں میں بیٹھے رہنا واجب ہے اور نکلنا جائز نہیں۔ ایک قول کے مطابق اگرچہ حج یا عمرہ کیلئے ہو اور آپ ﷺ کی مَوْطُوْءَۃ سے دوسرے لوگوں کیلئے نکاح کرنا حرام ہے (خواہ نکاح سے ہو یا لونڈی ہو) مگر جب آپ ﷺ

1۔ اس دور میں اہل عرب کے ہاں یہ رواج تھا کہ وہ کثیر عورتوں سے شادی کرتے تھے۔ مثلاً غیلان ابن سلمۃ ثقفی جب اسلام لائے تو ان کی دس بیویاں تھیں۔ جو مسلمان ہو گئیں سرکار نے انہیں کوئی چار رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ فیروز دیلمی اور قیس بن حارثہ کا واقعہ بھی اسی طرح ہے۔ (فتح القدیر، جلد 3، صفحہ 240) پتہ چلا کہ زیادہ بیویاں ہونا کوئی جرم نہیں خصوصاً جبکہ سابقہ انبیاء میں سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے زہد و تقویٰ کے باوجود ننانویں نکاح فرمائے اور "اوریا" کی بیوی ملا کر سو ہو گئیں۔ (محمد رسول اللہ ﷺ: محمد رضا مصری، 66-360)

marfat.com

اسے اپنی زندگی میں بیچ دیں یا ہبہ کر دیں (اگر اسے فرض کر لیا جائے تو) لیکن ماوردی نے اسے بھی حرام قرار دیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اشعث بن قیس نے اس عورت سے نکاح کر لیا جس نے حضور ﷺ سے پناہ طلب کی تھی۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ لیکن جب انہیں خبر دی گئی کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں دخول سے پہلے طلاق دے دی تھی تو انہیں چھوڑ دیا۔ بعض علماء کرام کی رائے میں دخول سے پہلے بھی آپ ﷺ کی زوجات دوسروں پر حرام ہیں اگرچہ انہوں نے جدائی کو اختیار کر لیا ہو۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صغیر میں ایسی عورت سے نکاح کو جائز قرار دیا ہے جو جدائی کو اختیار کر لے۔

حضور ﷺ کا اپنی ازواج مطہرات کو مہر دینا

صحیح ترین روایت کے مطابق خدیجہ، ام حبیبہ، جویریہ اور صفیہ کے سوا حضور اکرم ﷺ نے ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کو بارہ اوقیہ اور پانچ سو درہم بطور مہر عطا فرمائے۔ ایک روایت کے مطابق مہر کی طرح آپ ﷺ کیلئے ان کو نان و نفقہ دینا بھی واجب نہیں۔ اور اگر اس کے وجوب کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس کی مقدار متعین نہیں۔

اسی طرح ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کیلئے طلاق کا عدد تین میں محصور نہیں۔ اور اگر اسے تسلیم کر بھی لیا جائے تو وہ آپ ﷺ کیلئے بغیر حلالہ کے حلال ہے اور ایک قول کے مطابق ہمیشہ کیلئے حرام ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے کبھی اپنی ازواج مطہرات سے ظِہَار (بیوی کو محرمات یا ان کے اعضاء سے تشبیہ دینا) نہیں کیا۔ یہی صحیح روایت ہے تاہم ایک مرتبہ ایک ماہ کی مدت تک ان سے اِیلاء (مقاربت نہ کرنے کی قسم اٹھانا) ضرور کیا تھا۔ یہ ۹ھ کا واقعہ ہے جب آپ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کی ٹانگ مبارک زخمی ہو گئی۔ سرکار دو عالم ﷺ اپنے بالا خانے میں تشریف فرما ہوئے جس کی سیڑھی کھجور کے تنے کی بنی ہوئی تھی۔ صحابہ کرام وہیں عیادت کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ سرکار انتیس دن پورے ہونے پر اتر آئے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ نے تو ایک ماہ کیلئے ایلاء فرمایا تھا۔ تو حضور ﷺ نے جواب دیا مہینہ کبھی

marfat.com

انتیس دن کا ہوتا ہے۔

نکاح کے وقت حضور ﷺ زوجین کے سر پر چھوہارے لٹاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے کسی عورت سے نکاح فرمایا تو چھوہارے گرائے اور آہستہ آواز سے فرمایا جو چاہے لوٹ لے۔

جب اپنی ازواج کے ساتھ خلوت میں ہوتے تو اپنے سر کو ڈھانپ لیتے اور سرین کے بل بیٹھ کر بوس و کنار فرماتے۔ اور پست آواز سے اپنی عورت کو فرماتے آرام و سکون سے رہو۔ اور رات یا دن کے کسی حصے میں اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے ان کی تعداد اس وقت گیارہ تھی نو آزاد اور دو لونڈیاں۔ ہر ایک سے مقاربت کے بعد غسل فرماتے یا بعض اوقات سب سے فارغ ہونے کے بعد ایک ہی غسل پر اکتفا فرما لیتے۔(1)

جب کسی زوجہ کے پاس رات کے ابتدائی حصے میں جاتے تو غسل فرمانے کے بعد آرام فرما ہوتے اور بعض اوقات صرف وضو کر لیتے جب تہجد کیلئے اٹھتے تو غسل فرماتے۔ اور اگر کسی وجہ سے غسل یا وضو نہ فرما سکتے تو اپنا ہاتھ دیوار پر مار کر تیمم کر لیتے اور آرام فرما ہو جاتے۔

موطا امام مالک میں سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواج کے پاس جاتے اور غسل کئے بغیر ہی آرام فرما ہو جاتے۔ آخری رات میں دوبارہ فارغ ہوتے اور پھر غسل کر لیتے۔ اور دونوں شرمگاہوں کے مل جانے پر غسل فرماتے۔ خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ اور ایک صاع پانی سے غسل فرماتے اور ایک "مد" پانی سے وضو فرماتے۔ آپ ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات ایک ہی برتن سے غسل کر لیتے تھے۔

باری کو آٹھ عورتوں پر تقسیم فرماتے تھے۔ کیونکہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا (اس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے) اور باری مقرر کرنے میں مساوات کا پوری طرح لحاظ رکھتے اور پھر فرماتے۔

"اللّٰهم هَذَا قَسمِى فِيمَا أَمْلِكُ وَلاَ تَلُمْنِى فِيمَا تَملِكُ وَلاَ أَمْلِكُ"

(اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میں کر سکتا تھا اور اس چیز پر میرا مواخذہ نہ فرمانا جو

1۔ ابن جوزی، امام، ابو الفرج عبد الرحمن: "الوفاء باحوال المصطفیٰ"، جلد 2، صفحہ 50-649، فیصل آباد، (دوم 1397ھ، 1977ء)

marfat.com

تیرے دائرہ اختیار میں ہے اور جس کا میں مالک نہیں) آپ کا اشارہ دلی میلان کی طرف ہوتا تھا۔

عصر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد تمام ازواج کے پاس باری باری تشریف لے جاتے ان کی خیریت دریافت فرماتے۔ ہر زوجہ محترمہ سے دل لگی فرماتے۔ پھر رات اس کے پاس گذارتے جس کی باری ہوتی۔ باری کے وقت میں کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دیتے تھے بعض اوقات دیگر تمام ازواج کی موجودگی میں بھی کسی ایک پر اپنا دست شفقت رکھتے اور دل لگی فرماتے۔ حیض کی حالت میں تہہ بند کے اوپر سے مباشرت فرمالیتے۔ ابوداؤد کی روایت میں بعض امہات المومنین سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ حائضہ کے پاس جانا چاہتے تو اس کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیتے۔ بخاری نے حضرت میمونہ سے روایت کیا ہے کہ جب ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس حیض کی حالت میں جانا چاہتے تو اسے کپڑا لپیٹنے کا حکم دیتے اور پھر مباشرت فرماتے۔

ازواج مطہرات میں سے کسی کو آشوب چشم کی شکایت ہو جاتی تو اس سے ازدواجی تعلقات استوار نہ فرماتے تاوقتیکہ اس کی آنکھیں درست ہو جاتیں۔

سرور عالم ﷺ کی مردانہ وجاہت

حضور سید کونین ﷺ کو اہل جنت میں سے چالیس مردوں کے برابر قوت ورجولت عطا کی گئی تھی اور اہل جنت کے ایک آدمی کو دنیا کے سو مردوں کے برابر قوت بخشی گئی ہے گویا اس طرح آپ ﷺ کو چار ہزار مردوں کے برابر قوت عطا فرمائی گئی تھی۔(1)

ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کو چالیس انبیاء کی قوت بخشی گئی تھی اور ہر نبی کی طاقت ومردانگی چالیس مردوں کے برابر ہے اس طرح گویا آپ ﷺ کو ایک ہزار چھ سو مردوں کی قوت دی گئی ہے۔ شدت ورع اور عظیم صبر میں آپ ﷺ کی کوئی مثال نہ تھی کیونکہ آپ ﷺ نے اس قدر طاقت کے باوجود صرف اتنی عورتوں پر اکتفا فرمالیا، اور کئی دن تک منہ میں کوئی چیز نہ جاتی۔ اور مسلسل روزہ رکھتے حتی کہ بعض اوقات پیٹ پر پتھر بندھے ہوتے۔

1۔ تفصیلی بحث کیلئے ملاحظہ فرمائیے۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 9، صفحہ 76-72)

marfat.com

رات کو طویل قیام فرماتے حتیٰ کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس طرح کے عظیم الشان خصائص و فضائل سے نوازا تھا۔ اور آپ ﷺ کو تمام مخلوقات سے افضل اور تمام مرسلین و انبیاء کا سردار بنایا۔

اولاد امجاد

حضرت قاسم: ان کی نسبت سے حضور ﷺ نے ابوالقاسم کنیت اختیار فرمائی جیسا کہ تمام سیرت نگاروں کا اس پر اتفاق ہے یہ آپ ﷺ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے۔ مسلم کی روایت میں ہے میں ابوالقاسم تمہارے درمیان تقسیم کر رہا ہوں۔

حضرت عبداللہ: ان کا لقب طیّب و طاہر تھا۔ بعض علماء کی رائے میں طیب اور طاہر حضرت عبداللہ کے علاوہ تھے۔ یہ دونوں جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ بعض سیرت نگاروں کے نزدیک جڑواں پیدا ہونے والے طاھِر اور مُطَھَّر تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق طیب اور مطیب بھی جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ یہ صاحبزادگان والا تبار تھے اور سیدہ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ دختران نیک اختر تھیں۔ صاحبزادگان والا تبار بچپن میں ہی مکہ میں اعلان نبوت سے قبل فوت ہو گئے تھے صاحبزادیوں نے زمانہ اسلام پایا تھا یہ سب حضرت خدیجہ کی اولاد تھی۔

۸ھ میں سیدہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور بوقت وفات ان کی عمر باختلاف روایات ستر راتیں، سات ماہ، اٹھارہ ماہ یا ایک سال دس ماہ اور چھ ایام تھی۔

حضرت فاطمہ کے سوا آپ ﷺ کی تمام اولاد آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی وفات پا چکی تھی۔ حضرت سیدہ فاطمہ کا انتقال صحیح ترین روایت کے مطابق حضور ﷺ کے ارتحال کے چھ ماہ بعد ہوا بعض دیگر روایات میں آٹھ یا تین ماہ، ستر یوم، سو ایام اور دو ماہ کی مدت کا ذکر بھی آیا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور ﷺ نے پہلے ہی خبر دی تھی کہ یہ سب سے پہلے مجھے ملیں گی۔ چنانچہ ۱۱ھ میں رمضان المبارک کی تین راتیں گذرنے کے بعد مغرب اور عشاء کے مابین ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور رات کو ہی ان کی تدفین ہوئی۔

سیدہ زینب: اپنے خالہ زاد ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں۔ ابوالعاص کی ماں کا نام ہالہ بنت خویلد تھا ان کے دو بچے تھے۔ ا۔ علی ان کا انتقال کم سنی

marfat.com

میں ہو گیا تھا۔ ۲۔ حضرت امامہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ کی وصیت کے مطابق ان سے نکاح کیا تھا۔ حضرت علی کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم نے ان سے نکاح کیا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ منورہ کے قاضی تھے ان سے حضرت یحییٰ پیدا ہوئے ان کی آگے اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت فاطمہ: یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے حضرت حسن، حسین اور محسن پیدا ہوئے محسن صغر سنی میں فوت ہو گئے اور رقیہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ رقیہ یہ سن بلوغ سے پہلے فوت ہو گئیں زینب سے عبداللہ بن جعفر نے نکاح کیا ان سے صاحبزادے علی تولد ہوئے اور ان کی وفات ہو گئی۔ حضرت ام کلثوم ان سے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔ ان سے حضرت زید پیدا ہوئے۔ (اور سات سال کی عمر میں فوت ہو گئے) حضرت عمر کے بعد بالترتیب عون بن جعفر، پھر ان کے بھائیوں محمد اور عبداللہ نے نکاح کیا۔

سیدہ رقیہ: سیدہ رقیہ بنت رسول ﷺ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے حضرت عبداللہ تولد ہوئے۔ مرغ نے ان کی آنکھ میں چونچ ماردی تھی۔ یہ سات سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ حضرت رقیہ کا انتقال رمضان ۲ھ میں اس روز ہوا جب حضرت زید بن حارثہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری لے کر پہنچے۔ (1)

اس کے بعد ان کی ہمشیرہ ام کلثوم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اسی سال نکاح ہوا۔ اسی کے سبب انہیں ذوالنورین کا لقب دیا گیا حضرت آدم سے لے کر آج تک ان کے سوا کسی آدمی کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں کبھی نہیں آئیں۔ شعبان ۹ھ میں ان کا بھی انتقال ہو گیا تھا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی اس سے پہلے یہ عتیبہ اور سیدہ رقیہ عتبہ بن ابو لہب کے

1۔ حضرت رقیہ حضرت عثمان سے قبل عتبہ بن ابو لہب کے نکاح میں تھیں لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ حضور ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا جب سورۂ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی اور رقیہ ایمان لے آئیں تو عتبہ کی ماں ام جمیل بنت حرب بن امیہ (حمالۃ الحطب) نے اپنے بیٹے کو انہیں طلاق دینے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ اس کے طلاق دینے کے بعد حضرت عثمان کا ان سے نکاح ہوا انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف بھی ہجرت کی تھی۔

marfat.com

نکاح میں تھیں۔ دخول سے پہلے ان دونوں نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ زینب، رقیہ اور ام کلثوم کی نسل آگے نہ چلی۔ صرف حضرت فاطمہ سے اولاد ہوئی اور نسل آگے چلی۔

نواسوں کی تعداد

آپ ﷺ کے نواسوں کی تعداد نو تھی۔ دو حضرت زینب، چھ حضرت فاطمہ اور ایک سیدہ رقیہ سے۔ حسنین کریمین کے علاوہ کسی اور کی نسل نہ چلی۔

حضور ﷺ کے چچا

حضور ﷺ کے چچاؤں کی تعداد گیارہ تھی۔ حارث، یہ حضرت عبدالمطلب کی سب بڑی اولاد تھے۔ انہی کے نام سے آپ نے کنیت اختیار کی تھی۔ قثم، زبیر، حمزہ، عباس، ابو طالب (ان کا نام عبدالمناف تھا)، ابولہب (اس کا نام عبدالعزیٰ تھا)، عبدالکعبہ، حجل (ان کا نام مغیرہ تھا)، ضرار، عیذاق (ان کا نام مصعب) یانوفل تھا اور عیذاق لقب تھا کیونکہ یہ بہت سخی تھے۔ بعض نے آپ ﷺ کے چچاؤں میں "عوام" کا بھی نام لیا ہے۔ اس طرح ان کی تعداد بارہ ہو جاتی ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد تیرہ ہے۔ حمزہ اور عباس ان میں سے اسلام لائے عباس یہ سب سے کم سن تھے۔ یہ حضور ﷺ سے دو سال بڑے تھے۔ ان کی ذہانت و فطانت اور حاضر جوابی کا یہ عالم تھا کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ بڑے ہیں یا نبی کریم ﷺ تو فرمایا۔ بڑے تو وہ ہیں لیکن میں ان سے پہلے پیدا ہوا تھا۔

آپ ﷺ کی پھوپھیاں

یہ چھ ہیں۔ صفیہ: یہ اسلام لائیں اور ہجرت کی یہ زبیر بن عوام کی والدہ تھیں ان کا انتقال خلافت فاروقی میں مدینہ میں ہوا۔ ۲ عاتکہ کہا جاتا ہے کہ یہ بھی مسلمان ہو گئی تھیں۔ ۳۔ اروی، ۴۔ امیمہ، ۵۔ برہ، ۶۔ ام حکیم (بیضاء) یہ سب حضرت عبداللہ کی سگی بہنیں تھیں۔ ان کی والدہ ایک تھی۔ سوائے حضرت صفیہ کے ان کی اور حضرت حمزہ کی والدہ ایک تھی۔

marfat.com

حضور ﷺ کے موالی

زید بن حارثہ:۔ انہیں آزاد فرمادیا۔ اسامہ بن زید، ثوبان بن بجدد، ابو کبشہ سلیم غزوۂ بدر میں شریک ہوئے حضور نے انہیں اہل دوس سے خرید کر آزاد فرمادیا تھا۔ حضرت عمر کی خلافت کے پہلے روز ان کا انتقال ہوا۔ "انبہ" انہیں بھی خرید کر آزاد فرمادیا تھا۔ شُقْر ان ان کا نام ابو صالح تھا۔

یہ حضور ﷺ کو اپنے باپ سے ورثہ میں ملے تھے۔ یہ بھی مروی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں عبدالرحمٰن بن عوف سے خریدا تھایا انہوں نے آپ ﷺ کو ہبہ فرمادیا تھا۔ یہ حبشی یافارسی تھے۔

انہوں نے ہی صحابہ کرام کی اجازت اور رضامندی کے بغیر آپ ﷺ کی قبر انور میں سرخ چادر بچھادی تھی اور فرمایا مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی دوسرا اسے زیب تن کرے۔

رباح نوبی: (نوبہ کے رہنے والے تھے) حضور نے انہیں خرید کر آزاد فرمادیا۔

یسار نوبی: انہیں بنو عرینہ نے (جنہوں نے حضور ﷺ کی اونٹنیوں پر حملہ کر دیا تھا)۔ پکڑ کر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور ان کی آنکھوں اور زبان میں کانٹے گاڑ دیئے حتیٰ کہ یہ شہید ہوگئے اور وہ لوگ اونٹوں کو لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ مردہ حالت میں مدینہ منورہ لائے گئے۔

ابو رافع: ان کا نام اسلم تھا۔ حضرت عباس نے انہیں حضور کو ہبہ کیا تھا جب انہوں نے حضرت عباس کے اسلام کی خوشخبری دی تو حضور ﷺ نے خوش ہو کر آزاد کر دیا۔ اور اپنی باندی سلمہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ ان سے عبیداللہ نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ یہ حضرت علی کے سیکرٹری تھے۔

ابو مویہبہ: حضور ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا تھا۔

فضالہ: یہ شام چلے گئے تھے وہیں ان کی وفات ہوئی تھی۔

رافع: یہ حضرت سعید بن عاص کے غلام تھے ماسوائے ایک حصہ کے۔ انہوں نے ان کو آزاد

marfat.com

کر دیا تو حضور ﷺ نے ان کا بقیہ حصہ خرید لیا اور ان کو مکمل آزاد فرمادیا۔

یہ بھی مروی ہے کہ یہ حضرت سعید بن عاص کے غلام تھے ان کی اولاد کو ورثہ میں ملے بعض نے اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ جب کہ بعض نے انہیں بدستور غلام رکھا یہ حضور ﷺ سے مدد کیلئے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار نے ان سے بات کی تو انہوں نے اپنا حصہ حضور کو ہبہ کر دیا تو حضور انور ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔

مِدْعَم: اسے حضور ﷺ کو رفاعہ الجزامی نے ہبہ کیا تھا۔ وادی القری میں تیر لگنے سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ سرکار نے انہی کے بارے میں فرمایا تھا کہ چادر جو اس نے مال غنیمت سے چرائی تھی اس پر آگ بھڑک رہی ہے۔

کرکرہ نوبی: ہوذہ بن علی نے بطور ہدیہ حضور کو پیش کیا اور سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا۔

زبید: یہ ہلال بن یساف کے دادا تھے۔

عبید، طہمان اور مابور قبطی: یہ مقوقس کی طرف سے تحفہ میں ملے۔

واقد، ابو واقدہ، ہشام اور ابو ضمیرہ: یہ مال فے میں آئے تھے حضور نے انہیں آزاد کر دیا۔

حنین، ابو عسیب (ان کا نام احمر تھا) ابو عبید، سفینہ یہ سیاہ فام تھے حضور ﷺ نے انہیں خرید کر آزاد فرمادیا۔

بعض روایات میں ہے کہ ام سلمہ نے انہیں خرید کر اس شرط پر آزاد کیا تھا کہ حضور ﷺ کی خدمت کریں گے وہ کہنے لگے اگر تم یہ شرط نہ لگاتیں تو بھی میں کبھی آپ ﷺ سے جدا نہ ہوتا ان کا نام رباح، مہران، یارومان اور کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی۔

ابو ہند: ان کو بھی حضور ﷺ نے آزاد فرمادیا۔

انجشہ: یہ حضور ﷺ کے حدی خوان تھے۔ ان کو حدیبیہ سے واپسی پر خرید ا اور آزاد فرمادیا۔ ان کو ہی سرکار نے فرمایا تھا

"یا انجشۃ رِفقاً بِالْقَوَارِیْرِ" (1)

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 255 (یہاں روایت کے الفاظ مختلف ہیں) مترجم

marfat.com

اے انجشہ نازک آبگینوں کو آہستہ لے کر چلو (کیونکہ یہ ازواج مطہرات کے اونٹوں کو تیز چلا رہے تھے)

ابولبابہ: بعض نے اس سے بھی زائد تعداد بیان کی ہے۔

باندیوں میں امیمہ، سلمٰی ام رافع، برکہ حبشیہ (ام ایمن) انہوں نے حضور کو گود میں لیا تھا یہ اپنے باپ سے آپ کو ورثہ میں ملی تھیں ان کا تذکرہ رضاعی ماؤں کے ضمن میں گذر چکا ہے۔

ماریہ اور ان کی دو بہنیں سیرین اور قیس یہ تینوں مقوقس کی طرف سے تحفہ میں ملی تھیں۔

ریحانہ: بنو قریظہ کے قیدیوں میں آئی تھیں۔ میمونہ بنت سعد، حضرہ، رضوی

ابن جوزی کا قول ہے کہ آپ کے موالی کی تعداد تتالیس اور لونڈیوں کی تعداد گیارہ تھی، بعض علماء کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے مرض الموت میں چالیس غلام آزاد کئے۔

خدام بارگاہ رسالت ﷺ

آزاد مردوں میں سے آپ ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک انصاری تھے یہ حضور کے خادم خاص تھے۔ جب سے آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے اس وقت سے لے کر یہ حضور کے انتقال تک آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ یہ دس سال کا عرصہ بنتا ہے۔

ہند اور اسماء یہ حارثہ کے دو بیٹے تھے اور ربیعہ بن کعب یہ تینوں بنو اسلم سے تھے عبداللہ بن مسعود ان کے پاس حضور ﷺ کے نعلین مبارک، تکیہ، لوٹا اور مسواک رہتا تھا۔ جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو یہ نعلین آپ کو پہنا دیتے۔ اور جب سرکار تشریف فرما ہوتے تو نعلین مبارک اپنے ہاتھوں میں رکھتے جب سرکار چلتے تو یہ عصا لے کر آپ ﷺ کے سامنے چلتے حتی کہ آپ ﷺ حجرہ میں تشریف لے جاتے۔

معیقیب رومی: ان کے پاس حضور ﷺ کی انگوٹھی رہتی تھی۔

اسلع بن شریک: ان کے پاس حضور ﷺ کی سواری کا پالان وغیرہ رہتا تھا۔ بوقت ضرورت اسے اونٹنی پر کس دیتے۔

عقبہ بن عامر جہنی: ان کے پاس حضور ﷺ کا خچر رہتا۔ سفر کے دوران اس کی لگام تھام کر چلتے۔

marfat.com

بلال مؤذن یہ حضور کے امور مالیات وغیرہ کے نگران تھے۔ سعد یہ ابو بکر صدیق کے مولیٰ تھے۔ ذو مخمر یہ نجاشی کے بھتیجے تھے۔ بکیر بن شداد لیثی، ابو ذر غفاری، مہاجر مولیٰ، ام سلمہ، ابوالسمح۔

عورتوں میں سے امۃ اللہ بنت رزینہ، خولہ، ماریہ ام رباب، ماریہ (یہ مثنیٰ بن صالح کی دادی تھیں)

پاسبانان دربار نبوی ﷺ

حضرت سعد بن معاذ غزوۂ بدر کے دن آپ ﷺ کے محافظ تھے ذکوان بن عبد قیس اور محمد بن مسلمہ غزوۂ احد کے دن اور حضرت زبیر غزوۂ خندق کے دن مغیرہ بن شعبہ صلح حدیبیہ کے دن، عبادہ بن بشر، سعد بن ابی وقاص اور ابو ایوب غزوۂ خیبر کے دن اور بلال وادی القریٰ میں، ابن ابی مرثد غنوی اس رات آپ ﷺ کے محافظ تھے جس کی صبح غزوۂ حنین پیش آیا۔

جب آیہ کریمہ۔ "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ"(1)

اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے پہریداروں کو ہٹا دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کا ذمہ اب خود لے لیا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ کچھ لوگ حضور ﷺ کے چوکیدار تھے جو پہرہ دیتے جب یہ آیت کریمہ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک خیمے سے نکالا اور فرمایا اے لوگو! چلے جاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے لوگوں سے محفوظ فرمادیا ہے۔

آپ ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر آدمی کیلئے اپنی جان حضور ﷺ پر قربان کردینا واجب ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد کے دن آپ ﷺ کی حفاظت کرتے رہے حتیٰ کہ ان کا ہاتھ شل ہوگیا۔ پھر وہ اپنے سر کو جھکا کر آپ ﷺ کی حفاظت کرتے رہے اسی طرح......

1۔ سورۂ مائدہ: آیت 67

marfat.com

شعراء اور مداحین

مردوں میں سے آپ ﷺ کے قصیدہ خوانوں اور ثناگستری کرنے والوں کی تعداد ایک سو ساٹھ بنتی ہے اور عورتوں میں سے بارہ ہے۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کیلئے مسجد میں منبر رکھا جاتا تھا اس پر کھڑے ہو کر وہ حضور ﷺ کی مدح سرائی فرماتے اور آپ کے مفاخر و محامد بیان فرماتے اور کفار کی ہرزہ سرائیوں کا دندان شکن جواب دیتے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ روح القدس حضرت حسان کے مددگار ہیں (یعنی جب وہ کفار کی ہجو کر رہے ہوں یا حضور ﷺ کی شان بیان فرما رہے ہوں)

شاہ خوباں ﷺ صرف وہی مدح قبول فرماتے تھے جس میں مبالغہ آرائی نہ ہو۔ (جیسا کہ پہلے شمائل نبویہ کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے)

marfat.com

مختلف بادشاہوں کی طرف قاصد و خطوط

حضور ﷺ نے عمر بن امیہ کو شاہ حبشہ نجاشی کی طرف اپنا مکتوب گرامی دے کر بھیجا اس کا نام اصحمہ (یا اصحبہ) تھا اس کا عربی میں معنی ہے "عطیہ" اس نے آپ ﷺ کے مکتوب گرامی کو اپنی آنکھوں سے لگایا اور تخت سے اتر آیا، زمین پر بیٹھ گیا ایمان لے آیا۔ اور کہنے لگا۔ حضرت موسیٰ نے گدھے کے سوار (حضرت عیسیٰ) کی بشارت دی تھی اسی طرح حضرت عیسیٰ نے اونٹ سوار (حضور ﷺ) کے بارے میں نوید سنائی تھی۔

اس کا انتقال حضور ﷺ کی زندگی میں ہی ۹ھ میں ہو گیا تھا۔ سرکار ﷺ نے مدینہ منورہ میں صحابہ سمیت اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

دحیہ بن خلیفہ کلبی کو شہنشاہ روم قیصر ہرقل کے پاس بھیجا۔ اس نے حضور ﷺ کے بارے میں دریافت کیا اسے آپ ﷺ کے نبی ہونے کا یقین ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ بھی کر لیا لیکن رومیوں نے اس کی مخالفت کی اپنی بادشاہت کے اندیشہ سے وہ باز رہا اس کا واقعہ بالتفصیل بخاری شریف کی ابتدا میں درج ہے۔

عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ شاہ ایران کی طرف بھیجا۔ اس نے حضور ﷺ کا گرامی نامہ چاک کر ڈالا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس شاہ اسکندریہ و مصر کی طرف بھیجا اس نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بہن سیرین نامی دو لونڈیاں تحفۃً بھیجیں۔ مؤخر الذکر حضور ﷺ نے حضرت حسان کو بخش دی اور سفید رنگ کا ایک خچر (دلدل) بھی ہدیۃً ارسال کیا۔ کہتے ہیں ساتھ ایک ہزار دینار اور بیس کپڑے بھی تھے۔ مروی ہے کہ یہ کپڑے حضور ﷺ کے وصال تک باقی رہے حتیٰ کہ ان میں سے ہی کسی کپڑے میں حضور ﷺ کو کفن دیا گیا۔

marfat.com

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو شاہاں عمان جیفر اور عبداللہ کی طرف بھیجا۔ وہ مسلمان ہو گئے اور حضرت عمرو کو صدقات جمع کرنے کا حکم دیا اور وہاں کی حکومت ان ہی کے پاس رہی۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کی وفات ہو گئی۔

سلیط بن عمرو عامری کو حاکم یمامہ یہودہ بن علی کی طرف بھیجا۔ اس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے گرامی نامہ کی تعظیم کی اور حضور ﷺ کی طرف لکھا کہ آپ کی دعوت بہت عمدہ ہے۔ میں اپنی قوم کا خطیب اور شاعر ہوں۔ مجھے بھی حکومت میں حصہ دار بنا لیجئے لیکن حضور ﷺ نے انکار فرما دیا۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول نہ کیا۔

شجاع بن وہب اسدی کو سلطنت شام میں "بلقاء" کے حاکم حارث بن ابو شمر غسانی کی طرف بھیجا اس نے حضور ﷺ کا گرامی نامہ پھینک دیا اور کہنے لگا میں خود آ کر ان کی خبر لوں گا۔ لیکن قیصر نے اسے روک دیا۔ اور مہاجر بن امیہ مخزومی کو حارث حمیری کی طرف یمن میں اور علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی عبدی شاہ بحرین کی طرف بھیجا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور ابو موسیٰ اشعری کو معاذ بن جبل کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا۔ تقریباً تمام اہل یمن مسلمان ہو گئے ان کے بادشاہوں نے بھی لڑائی کے بغیر اسلام قبول کر لیا۔

کاتبین وحی

ان کی تعداد تئیس، چھبیس یا بیالیس ہے۔ ان میں سے مشہور خلفاء اربعہ، حضرات زبیر، ابی بن کعب، عامر بن فہیرہ، عبداللہ بن ارقم، ثابت بن قیس بن شماس، خالد بن سعید، حنظلہ بن ربیع، زید بن ثابت، معاویہ بن ابوسفیان، ان کے بھائی زید، محمد بن سلمہ، ارقم بن ابی ارقم، عبداللہ بن زید، ابان بن سعید بن عبد ربہ بن العاص، ان کے بھائی خالد بن ولید، علاء بن عتبہ، مغیرہ بن شعبہ، السجل، شرجیل بن حسنہ، علاء بن حضرمی، عبداللہ بن رواحہ، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت زید بن ثابت اور معاویہ یہ دونوں سب سے زیادہ وحی لکھتے تھے۔ بلکہ یہ دونوں اسی کام پر مامور تھے۔ اس کے علاوہ ان کی اور کوئی ڈیوٹی نہ تھی۔

marfat.com

حضور ﷺ کے اُمنَاء (پرائیویٹ سیکرٹری)

ان میں حضرات عبدالرحمٰن بن عوف، ابو اسد بن اسید ساعدی ازواج مطہرات کے امور کے معاون تھے۔ حضرت بلال آپ ﷺ کی آمدن اور اخراجات کا حساب کتاب رکھتے "حضرت معیقیب" آپ ﷺ کی مہر شریف ان کے پاس رہتی تھی۔

رسالتمآب ﷺ کے وزراء کرام

حضور ﷺ کے چار وزراء تھے دو اہل آسمان میں سے جبریل و میکائیل اور دو اہل زمین میں سے یعنی ابو بکر و عمر۔ آپ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمان پر اور دو زمین پر ہوتے ہیں۔ اہل آسمان میں سے میرے وزراء جبریل اور میکائیل اور اہل زمین میں سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔

ان کے علاوہ حضرات علی، زبیر، محمد بن مسلمہ، عاصم بن ثابت بن ابی الافلح اور مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین بھی تھے۔

حضور رسالت پناہ ﷺ کے مؤذنین

آپ ﷺ کے چار مؤذن تھے بلال اور ابن ام مکتوم مدینہ میں۔ ابو محذورہ مکہ میں، سعد القرظ قباء میں اذان دیا کرتے تھے۔

سرور دو عالم ﷺ کے نجباء ورفقاء

صحابہ کرام میں سے آپ ﷺ کے چودہ رفقاء تھے۔ ابو بکر و عمر، علی، حسنین کریمین، حمزہ، جعفر، ابوذر، مقداد، سلمان، حذیفہ، ابن مسعود، عمار، بلال رضی اللہ عنہم اجمعین ترمذی کی روایت میں حذیفہ کی جگہ مصعب بن عمیر کا نام آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کی امت میں اس کے سات رفقاء ہوتے ہیں تمہارے نبی کے چودہ رفقاء ہیں۔

صحابہ کرام کی کل تعداد

حضور انور ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرام کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار تھی۔ ان

marfat.com

میں عشرہ مبشرہ بھی شامل تھے جنہیں اس دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دے دی گئی تھی۔ یہ خلفاء اربعہ، زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ، سعید بن زید اور ابو عبیدہ عامر بن جراح رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

آپ ﷺ کے چوپائے (دواب)

باختلاف روایات آپ ﷺ کے پاس نو گھوڑے تھے۔(1)

ا۔ اَلسَّکْبُ: یہ پہلا گھوڑا تھا جو آپ ﷺ کی ملکیت میں آیا اسی پر آپ ﷺ نے جنگ کی۔ حضور ﷺ نے یہ بنو فزارہ کے ایک اعرابی سے خریدا تھا۔ غزوۂ احد کے دن بھی آپ ﷺ اسی پر سوار تھے۔ یہ پنج کلیان تھا۔ جامع الصغیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس کا رنگ سیاہ تھا۔(2)

۲۔ مُرْتَجِزْ: یہ وہ گھوڑا تھا جو آپ ﷺ نے بنو مرہ کے ایک اعرابی سے خریدا تھا پھر اس نے سودے کا انکار کر دیا اور کہنے لگا۔ آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ تو اکیلے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے گواہی دی۔ اس کا رنگ سرخ تھا۔

۳۔ لِزَاز: یہ مقوقس شاہ مصر نے آپ ﷺ کو بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ کو بہت پسند تھا اور اکثر غزوات میں اس پر سواری فرماتے تھے۔

1۔ حضور ﷺ کو تمام جانوروں میں سے گھوڑوں سے بہت محبت تھی۔ ان کے بارے میں وصیت فرمائی۔ ان کی پیشانی اور دم کے بال کاٹنے سے منع فرمایا۔ رحمت عالم ﷺ کا ارشاد ہے گھوڑوں کی پیشانیوں میں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کیلئے خیر و برکت رکھ دی ہے (بروایت دیگر: باندھ دی گئی ہے)۔ جن خوش نصیب گھوڑوں کو حضور ﷺ کی ملکیت کا شرف حاصل ہوا ان کی کل تعداد چھبیس ہے۔ ان میں سے سات گھوڑے وہ ہیں جن میں کوئی شک نہیں کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کی ملکیت تھے۔ انیس گھوڑے وہ ہیں جن کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ (ضیاء النبی)

2۔ بعض روایات میں اس کا رنگ کمیت (تیلیا) اور مشکی بیان کیا گیا ہے۔ سکب کا معنی تیزی اور طغیانی ہے۔ تیز رفتاری کے سبب اسے یہ نام دیا گیا۔

پنج کلیان: وہ گھوڑا یا مویشی جس کے چاروں پاؤں اور ماتھا سفید ہو اسے مبارک خیال کیا جاتا ہے (فیروز اللغات) مترجم

marfat.com

۴۔ اللُحَیف: یہ ربیعہ بن ابی براء نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔

۵۔ اَلظَّرِف: یہ فروہ بن عمرو جذامی نے آپ ﷺ کو تحفۃً پیش کیا تھا۔

۶۔ الورد: یہ حضرت تمیم الداری نے پیش کیا تھا۔

۷۔ الضرس، ۸ ملادح۔ ۹، مَسْحَہ: یہ یمن کے تاجروں سے حضور ﷺ نے خریدا تھا یہ تین مرتبہ دوڑ میں سبقت لے گیا تو حضور نے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

"مَا أَنْتَ إِلاَّ بَحْرٌ"

تو تو سمندر ہے۔ یعنی بڑا سعادت مند ہے۔

آپ ﷺ کی زین تھی اسے "الداج" یا "الداج الموجز" کہتے تھے۔ حضور ﷺ کے نزدیک عورتوں کے بعد گھوڑوں سے پسندیدہ کوئی چیز نہ تھی۔ تین خچر تھے۔

۱۔ دُلدُل یہ سات ہجری میں مقوقس نے بھیجا تھا۔ سرکار مدینہ میں اور دوران سفر اسی پر سواری فرماتے یہ پہلا خچر ہے جس پر اسلام میں سواری کی گئی۔ حضور سرور دو عالم ﷺ غزوۂ حنین کے دن بھی اس پر سوار تھے۔ یہ آپ ﷺ کے بعد بھی زندہ رہا۔ اس کے دانت گر گئے تھے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک باقی رہا مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہبہ فرما دیا تھا۔

۲۔ فضہ: یہ فروہ بن نفاثہ نے پیش کیا تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکر نے ہدیۃً پیش فرمایا تھا۔

۳۔ یتۃ (دلدل) آپ ﷺ کی خدمت میں شاہ ایلہ نے پیش کیا تھا۔

ایک قول کے مطابق حضور ﷺ کے پاس چھ خچر تھے۔

آپ ﷺ کے پاس ایک گدھا بھی تھا۔ اس کا نام یعفور تھا۔

یہ غزوۂ خیبر میں آپ ﷺ کو ملا۔

حضور ﷺ ایک دن اس پر سوار تھے۔ تو وہ کہنے لگا۔ السلام علیک یارسول اللہ! (یارسول اللہ آپ پر سلام ہو) حضور ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے۔ وہ کہنے لگا عفیر بن یزید بن شہاب بن حشفہ اس نے بتایا کہ میری نسل میں ساٹھ گدھے ہوئے جن پر صرف انبیاء نے سواری

marfat.com

کی۔ میری نسل میں سے کوئی اب باقی نہیں رہا۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ آپ ﷺ ہی مجھ پر سواری فرمائیں گے کیونکہ آپ ﷺ بھی آخری نبی ہیں میں ایک یہودی کے پاس تھا وہ جب بھی مجھ پر سوار ہوتا میں عمداً لڑکھڑا جاتا تھا۔ وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا تھا، حضور ﷺ نے اس کا نام یعفور رکھا۔ جب آپ ﷺ صحابہ میں سے کسی کو بلانا چاہتے تو اسے بھیجتے وہ جا کر دروازے پر سر سے دستک دیتا اور بلاتا تھا۔ حضور ﷺ کے وصال کے تین دن بعد اس نے فرط غم سے اپنے آپ کو ابوالہیثم بن تیہان کے کنوئیں میں گرادیا۔ یہ کنواں ہی اس کیلئے قبر بن گیا۔(1)

رسالتمآب ﷺ کے مویشی

یہ مروی نہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی گائے رکھی ہو۔ تاہم آپ ﷺ کے پاس غابۃ (مدینہ کے قریب ایک جگہ) میں بیس اونٹنیاں تھیں۔ ہر شام ان کا دودھ دو بڑی مشکوں میں بھر کر لایا جاتا تھا۔

آپ ﷺ کے پاس مروہ نامی اونٹنی تھی۔ جو ضحاک بن سفیان نے پیش کی تھی یہ دو بڑی شیر دار اونٹنیوں کے برابر دودھ دیتی تھی۔ اور سعد بن عبادہ نے بنو عقیل کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پیش کی تھی۔

اور قصوٰاء نامی اونٹنی تھی جس پر آپ نے ہجرت فرمائی تھی۔ اس اونٹنی کے علاوہ نزول وحی کے دوران کوئی دوسرا جانور آپ کا بوجھ برداشت نہ کر سکتا تھا۔ بعض روایات میں اس کے اسماء عضباء، جدعاء، صلحاء، بھی آئے ہیں۔ بعض نے یہ لکھا ہے کہ یہ الگ الگ دو یا تین اونٹنیوں کے اسماء تھے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ جدعاء پر آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عضباء نامی ایک اونٹنی تھی۔ وہ ہر مرتبہ دوڑ میں جیت جاتی تھی ایک دفعہ ایک اعرابی کا اونٹ اس سے سبقت لے

1۔ اس حدیث کو ابن حبان نے روایت کیا ہے بعض علماء اسے ضعیف قرار دیتے ہیں ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے لیکن علامہ زرقانی نے ضعف کے باوجود اسے قبول کیا ہے۔ (مترجم)

marfat.com

گیا۔ تو یہ بات مسلمانوں کو ناگوار گزری یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی قدرت ہے کہ دنیا میں کوئی چیز جب بلند ہو جائے تو اسے نیچے گرا دے۔ سرکار دو عالم ﷺ غزوات میں اس پر سواری کرتے تھے۔

اس کا واقعہ بھی بہت عجیب ہے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک دفعہ نصف رات کے وقت گھر سے باہر تشریف لائے تو اونٹنی صحن میں بیٹھی تھی۔ جب آپ ﷺ اس کے پاس سے گذرے تو اس نے کہا اے اللہ کے نبی! اے قیامت کے دن کی زینت! اے تمام جہانوں کے رسول آپ ﷺ پر سلام ہو۔ سرکار رسالتمآب ﷺ نے اس کی طرف نگاہ التفات فرمائی اور ارشاد فرمایا تم پر بھی سلام ہو۔ (وعلیک السلام) پھر وہ کہنے لگی یارسول اللہ! میں ایک قریشی کے پاس تھی جس کا نام اغصب تھا میں اس سے بھاگ نکلی۔ اور جنگل میں چلی گئی جب رات ہوئی تو درندے میری حفاظت کرنے لگے۔ وہ آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے کہ اسے کچھ نہ کہو یہ تو محمد (ﷺ) کی سواری ہے۔ جب صبح ہوئی اور میں نے چرنا چاہا تو ہر درخت مجھے آواز دے کر کہنے لگا۔ اے محمد (ﷺ) کی سواری! مجھ سے کھاؤ۔ حتی کہ چلتے چلتے میں یہاں تک پہنچی۔ سرکار نے اس کے مالک کے نام کی مناسبت سے اس کا نام "عضباء" رکھا۔ پھر وہ اونٹنی کہنے لگی یارسول اللہ! میری آپ سے ایک درخواست ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا وہ کیا۔ تو وہ کہنے لگی کہ اپنے رب سے التماس کیجئے کہ دنیا کی طرح جنت میں بھی مجھے آپ ﷺ کی سواری بنا دے۔ اور اگر آپ ﷺ مجھ سے پہلے انتقال فرما جائیں تو آپ کے سوا میری پیٹھ پر کوئی سوار نہ ہو کیونکہ یہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ آپ ﷺ نے بوقت وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کا خیال رکھنے کی وصیت فرمائی۔ ایک رات حضرت فاطمہ باہر تشریف لائیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ اونٹنی بیٹھی ہوئی ہے جب آپ اس کے پاس سے گذرنے لگیں تو وہ کہنے لگی۔ اے بنت رسول! جب سے آپ ﷺ کا انتقال ہوا ہے مجھے چارہ اچھا نہیں لگتا اب میرا وقت قریب آگیا ہے اور میں تیرے باپ کے پاس جا رہی ہوں۔ اگر کوئی پیغام ہو تو بتا دو۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رونے لگیں اور اس کا سر گود میں لے لیا۔ اسی حال میں وہ مر گئی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت فاطمہ نے اسے کپڑے میں لپیٹا اور ایک گڑھا کھدوا کر دفن کر دیا۔

iqbalkalmati.blogspot.com

جب سات دن کے بعد گڑھا کھودا گیا تو چمڑا یا ہڈیاں وغیرہ کچھ نہ نکلا۔(1)

آپ ﷺ کے پاس سو بکریاں تھیں۔ اس عدد سے تجاوز آپ ﷺ کو پسند نہ تھا۔ جب زیادہ ہو جاتی تھیں تو آپ ﷺ ان کے عوض میں بعض کو ذبح فرما دیتے تھے۔

آپ ﷺ کے پاس سات شیر دار اونٹنیاں تھیں ان کے اسماء عجرہ، زمزم، سقیا، برکۃ، واسہ، اطلال اور اطواف تھے۔

انہیں ام ایمن چراتی تھیں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے بہترین صدقہ منیحہ (شیر دار اونٹنی ہے) اجر کے ساتھ جاتی ہے اور اجر کے ساتھ واپس آتی ہے۔ ایک بکری "غیثہ" تھی۔ اس کا دودھ حضور ﷺ کو پیش کیا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہماری ایک پالتو بکری تھی جب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوتے تو وہ ایک جگہ ٹھہری رہتی اور جب آپ اٹھ جاتے تو وہ بھی حرکت کرنے لگتی حضور ﷺ کا سفید مرغ تھا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس گھر میں سفید مرغ ہو شیطان یا جادوگر اس کے اور پڑوس والے گھروں کے قریب نہیں آتا۔ ایک اور روایت میں ہے دوسروں والی کلغی والا مرغ میرا اور جبریل کا دوست ہے یہ اپنے اور اردگرد کے سولہ گھروں کی حفاظت کرتا ہے۔ یعنی چاروں اطراف میں چار چار ایک اور روایت میں ہے کہ سفید مرغ میرا دوست ہے، میرے دوست کا دوست ہے اور میرے دشمن کا دشمن ہے۔ اپنے مالک کے گھر اور اردگرد نو گھروں کی حفاظت کرتا ہے۔(2)

مراکب نبویہ

سواری کیلئے آپ ﷺ کے پاس اونٹ، گھوڑا، خچر اور دراز گوش تھے۔ معراج کی رات حضور ﷺ نے براق پر سواری فرمائی۔ جب آپ ﷺ اس پر سوار ہونے لگے تو اس نے

1۔ ملا علی قاری شرح شفاء (۱/ ۶۳۷) میں لکھتے ہیں۔
ابن دلجی کا قول ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ اونٹنی والے واقعہ کا راوی کون ہے۔ حاشیہ شفاء ۱/ ۴۴ مطبوعہ بیروت تحقیق علی محمد البجاوی) فی الحقیقت معتبر سیرت نگاروں نے اپنی کتب میں یہ واقعہ بھی نقل فرمایا ہے۔ (مترجم)
2۔ اس حدیث کی صحت وضعف کے بارے میں علماء کی متعدد آراء ہیں تفصیل کیلئے دیکھئے، عجلونی، شیخ محمد اسماعیل: "کشف الخفاء ومزیل الالباس" بیروت، دار الکتب العلمیہ جلد ۱، صفحہ ۴۱۲

marfat.com

تھوڑی سی سرکشی کی تو جبریل نے فرمایا کیا حضور ﷺ کے ساتھ تم یہ حرکت کرتے ہو حالانکہ اللہ کے ہاں آپ ﷺ سے معزز ترین ہستی نے آج تک تم پر سواری نہیں فرمائی۔ یہ سن کر وہ پسینہ میں شرابور ہو گیا ایک روایت میں ہے کہ جبریل نے کہا سیدھے ہو جاؤ اللہ کی قسم آج تک اللہ کے نزدیک حضور ﷺ سے زیادہ معزز شخص تم پر سوار نہیں ہوا۔

یہ جنت سے لایا گیا جانور تھا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا حد نظر پر اپنا قدم رکھتا تھا۔ وہ جس چیز کے پاس سے گذرتا اس کی ہوا سے ہری ہو جاتی تھی جس چیز پر اس کا قدم پڑتا سرسبز و شاداب ہو جاتی۔ سامری نے اسی کے پاؤں کی مٹی لے کر بچھڑا بنا کر اس کے منہ میں خاک ڈالی تھی اور قوم موسیٰ کو آزمائش میں مبتلا کیا تھا۔

جب آپ ﷺ کسی جانور پر سواری فرماتے تو نہ وہ گوبر کرتا اور نہ ہی پیشاب کرتا حتیٰ کہ سرکار اس سے اتر نہ جاتے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اونٹ پر طواف فرمایا اور کسی دوسرے کیلئے یہ جائز نہیں۔ آپ ﷺ کی سواری آپ کی حیات مبارکہ میں کبھی بیمار نہیں ہوئی اور نہ ہی آپ سے لگام چھڑا کر کبھی بھاگی ہے۔

شہنشاہ کونین ﷺ کا اسلحہ

تلواریں

حضور ﷺ کے پاس نو یا بارہ تلواریں تھیں۔

ذُوالفِقار: یہ غزوۂ بدر کے مال غنیمت میں آئی۔ یہ منبہ بن حجاج سہمی کی ملکیت تھی غزوۂ بدر کے دن اس کے بیٹے عاص بن منبہ کے پاس تھی۔ حضرت علی اسے قتل کر کے تلوار آپ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے لئے منتخب فرمایا اور پھر حضرت علی کو بخش دی۔

ایک روایت کے مطابق یہ ابو جہل کے پاس تھی اس کو ذوالفقار نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی پشت (فقار) پر ریڑھ کی ہڈی کی طرح دندانہ تھا۔ اس کا قبضہ چاندی کا تھا مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ کی تلوار کند ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی تاویل یوں فرمائی کہ لڑائی میں شکست ہوگی جو ہزیمت احد میں مسلمانوں کو اٹھانا پڑی اس کی طرف

marfat.com

اشارہ ہے۔ آخر زمانہ میں یہ امام مہدی کے پاس ہو گی۔ تین تلواریں القلعی، البطار اور حتف: آپ ﷺ کو یہود بنو قینقاع سے غنیمت میں آئیں اور سرکار نے اپنے لئے منتخب فرما لیں۔

اس کے علاوہ المخذم اور رسوب تھی۔ ایک اور تلوار آپ ﷺ کو اپنے والد گرامی سے ورثہ میں ملی تھی۔ عضیب: یہ سعد بن عبادہ نے پیش کی تھی۔

القضیب: یہ پہلی تلوار ہے جسے یوم بدر کے دن سب سے پہلے اٹھایا گیا۔

بعض علماء کی رائے میں رسوب اور عضیب ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ایک قول کے مطابق ذوالفقار اور قضیب ایک ہی چیز ہیں۔ ایک تیسری رائے کے مطابق آپ ﷺ کو والد ماجد سے ملنے والی تلوار قضیب ہی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا نعل اور قبضہ چاندی کا اور اس کے مابین بھی چاندی کے حلقے تھے۔

نیزے

اور چار نیزے تھے۔

المثنی اور تین یہود بنو قینقاع کے اسلحہ سے ملے تھے۔ عنزہ اسے النمرہ بھی کہتے ہیں یہ عیدین وغیرہ کے ایام میں حضور ﷺ کے سامنے لے کر چلا کرتے تھے۔ عرب کے عظماء اور خطباء کا یہی دستور تھا۔ مجن اس کی لمبائی ایک ذراع یا اس سے کچھ زیادہ تھی۔ حضور ﷺ اسے لے کر چلا کرتے۔ اس کے ساتھ کوئی چیز پکڑتے اور اونٹ پر اپنے سامنے اسے رکھتے۔ اسے ذقن کہتے تھے۔ مخصرہ: یہ آپ ﷺ کا عصا تھا اسے عرجون بھی کہتے تھے۔ قضیب: اسے ہاتھ میں پکڑتے۔ آپ ﷺ کو "عراجین" ہاتھ میں رکھنا پسند تھا۔ عصا آپ کے سامنے چلتا اور نماز کیلئے بطور سترہ گاڑا جاتا۔

حجۃ الوداع کے دن آپ ﷺ کے دست مبارک میں ہاکی کی طرح کا ایک عصا تھا۔ جس سے استلام فرماتے تھے۔ ایک قول کے مطابق یہی نیزہ مجن تھا آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ عنزہ کے پیچھے عصا ہاتھ میں رکھتے عنزہ خادم آگے لے کر چلتا تھا۔

لیکن اس سے مراد وہ عصا نہیں جیسا کہ بوڑھے اور کمزور لوگ ٹیک کر چلتے ہیں۔ کہیں یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے یہ عصا کبھی پکڑا ہو۔

marfat.com

کمانیں، حربے، ترکش

آپ ﷺ کے پاس تین حربے (☆) (برچھیاں) تھے "النَّبعَۃ، البَیضاء، العَنزۃ" جنہیں صحابہ کرام عیدین وغیرہ میں اپنے کندھے پر اٹھا کر آپ ﷺ کے سامنے چلتے تھے چھ یا چار کمانیں تھیں دو درخت شوحط (☆☆) سے بنی ہوئی تھیں۔ ان کے نام "الروحاء" اور "بیضاء" تھے۔ اور ایک درخت "نبع" (☆☆☆) سے۔ اسے "صفراء" کہتے تھے۔

ایک اور کا نام "ذوالسداد" اور دوسری کا "کتوم" تھا۔ یہ غزوہ بدر کے دن ٹوٹ گئی تھی۔ ایک زوراء تھی۔ ایک قول میں زوراء اور کتوم ایک کمان کے دو نام ہیں۔ اس نام کی وجہ یہ تھی کہ جب ان سے تیر پھینکا جاتا تو آواز بالکل پست ہوتی تھی۔ ایک ترکش تھا جسے "ذوالجمع" اور دوسرے کو "مفصلہ" کہتے تھے۔

ڈھالیں

تین ڈھالیں "الزلوق"، فتق" اور "وفر" تھیں۔ معلوم نہیں کہ جس کا نام "ذقن" تھا یہ انہی میں سے تھی یا کوئی اور اسی طرح آپ ﷺ کو ایک ڈھال پیش کی گئی اس پر عقاب یا مینڈھے کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آپ کو یہ تصویر ناگوار گذری آپ ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا۔ وہ تصویر غائب ہو گئی۔ اس بات کی بھی وضاحت نہیں ملتی کہ یہ مذکورہ کمانوں میں سے ہی کوئی ایک تھی یا ان کے علاوہ تھی۔ (بروایت بیہقی)

زرہیں

آپ ﷺ کے پاس چھ زرہیں تھیں۔ "سُغدِیہ" اور "فِضّہ" یہ بنو قینقاع کے اسلحہ سے ملی تھیں۔ "ذَاتُ الوِشَاحِ"، "بِترَق"، "البَتراء" اور "ذَاتُ الفُضُولِ" اسے یہ نام اس کی

☆۔ حربہ: جنگی ہتھیار، چھوٹا نیزہ۔

☆☆۔ شوحط: ایک پہاڑی درخت جس سے کمانیں بنائی جاتی ہیں۔

☆☆☆ نبع: ایک درخت جس سے کمانیں بنتی ہیں۔ اور اس کی شاخوں سے تیر بنائے جاتے ہیں۔

marfat.com

طوالت کی وجہ سے دیا گیا تھا۔ اس پر پیتل جڑا ہوا تھا۔ حضرت سعد بن عبادہ نے یہ حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری پر پیش کی تھی۔ ایک قول کے مطابق انہوں نے یہ تحفہ غزوۂ بدر کے موقع پر پیش کیا تھا۔ یہ لوہے کی بنی ہوئی تھی کہتے ہیں کہ اس میں چاندی کے چار حلقے تھے دو سینے اور دو پشت کی جانب۔

یہی زرہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت ابو شحم یہودی کے پاس چند صاع جو کے بدلے رہن تھی۔ یہ ادھار ایک سال کی مہلت پر لیا تھا۔ حضور ﷺ نے اسے غزوۂ احد کے دن "فضہ" نامی زرہ کے ساتھ زیب تن فرمایا۔ اور غزوۂ حنین کے دن "سعدیہ" کے ساتھ مروی ہے کہ "ذات الفضول" یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ وہ اسے بطور برکت جنگوں میں پہنا کرتے۔ حتیٰ کہ جنگ جمل کے دن بھی یہ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر تھی۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس وہ زرہ بھی تھی جسے پہن کر حضرت داؤد علیہ و علی نبینا افضل الصلاۃ اجمل التسلیم نے جالوت کو قتل کیا تھا۔ اس کا نام "روحاء" تھا۔ اس طرح زرہوں کی کل تعداد سات ہو جائے گی۔

خود

حضور ﷺ کے پاس دو خود تھے۔ "موشح" اور "ذات السبوغ" اس کے علاوہ ایک اور خود تھا جو آپ ﷺ اس وقت پہنے ہوئے تھے جب آپ کے سر اقدس میں زخم آ گیا۔ چمڑے کا ایک کمر بند تھا۔ اس کے تین حلقے، بکسوا اور دوسرا سرا چاندی کا تھا۔

جھنڈے

آپ ﷺ کے جھنڈے کا رنگ سیاہ تھا۔ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اس کا رنگ سفید تھا۔ ترمذی نے حضرت براء سے نقل کیا ہے کہ یہ مربع شکل کا سوتی کپڑے کا بنا ہوا تھا اور اس کا رنگ سیاہ تھا۔ طبرانی کے مطابق اس پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔ اس کا نام عقاب تھا مختلف اوقات میں آپ ﷺ نے زرد، سفید اور سیاہ جھنڈے استعمال فرمائے ہیں۔ بعض اوقات آپ ﷺ ازواج مطہرات کے دوپٹے کو علم بنا لیتے۔

marfat.com

کپڑے اور گھریلو سامان

جس دن حضور ﷺ کا وصال ہوا۔ آپ ﷺ کے پاس حرہ کا بنا ہوا ایک کپڑا، ایک عمانی چادر، دو صحاری کپڑے، ایک صحاری اور ایک سحولی قمیص، ایک یمنی جبہ، ایک دوسرا جبہ، ایک پشمدار چادر، ایک سیاہ اور ایک سفید کمبل، ورس سے رنگا ہوا ایک لحاف، چھوٹی لاطی ٹوپیاں (تین یا چار) ایک تہ بند جس کا طول پانچ بالشت تھا۔

آپ ﷺ کا ایک صندوق تھا جس میں "مدلہ" نامی ایک شیشہ، جامع نامی ایک قینچی، ہاتھی دانت کی کنگھی، سرمہ دانی اور مسواک ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کی ایک چارپائی تھی جسے کھجور کے پتوں کے بان سے بنا گیا تھا۔ ایک بستر، کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ، بالوں کا کمبل اسے دو تہیں کر کے آپ ﷺ کے آرام کیلئے بچھایا جاتا تھا۔ یہ سیدہ حفصہ صغری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تھا۔ "کز" نامی ایک قالین۔ چاندی یا لوہے سے تین جگہ جڑاؤ کام کیا ہوا ایک لکڑی کا پیالہ تھا۔ اس کے ساتھ لٹکانے کیلئے چاندی کا ایک حلقہ تھا۔ اس کی مقدار نصف "مد" (☆) سے زائد اور ایک "مد" سے کم تھی۔ ایک اور پیالہ تھا اس کا نام "ریان" تھا اور دوسرے کا نام "مغیث" تھا ایک بڑا پیالہ (کاسہ) تھا جس کے چار حلقے تھے ٹرے کی شکل کا پتھر کا ایک برتن تھا اسے "مخضب" کہتے تھے۔ شاہ حبشہ نجاشی نے شیشے کا ایک پیالہ پیش کیا تھا اس میں حضور ﷺ پانی پیتے تھے۔ کھجور کی لکڑی سے بنا ہوا ایک پیالہ تھا جسے رات کو چارپائی کے نیچے رکھا جاتا تھا۔ اس میں آپ ﷺ پیشاب فرماتے تھے۔ ایک لگن جس میں مہندی اور وسمہ وغیرہ کیا جاتا تھا اور بخار یا سر درد کی صورت میں آپ ﷺ کے سر اقدس پر لگایا جاتا تھا۔ "غرّاء" نامی ایک بڑا پیالہ تھا اسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔ ایک صاع (☆☆) (جس سے صدقہ فطر) کا اندازہ کیا جاتا تھا ایک "مد" ایک چمڑے کا چھاگل جسے سادرو کہتے تھے پیتل کا ایک ٹب، اور ایک انگوٹھی جس کے نگینے پر نقش "محمد رسول اللہ" تحریر تھا۔

☆ ایک پیمانہ جس کی مقدار میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اہل عراق کے نزدیک یہ تقریباً دو رطل ہے۔ ایک رطل بارہ اوقیہ کا ہوتا ہے۔ ایک اوقیہ = ۱/۱۰ اونس تقریباً۔

☆☆ صاع: ایک قدیم پیمانہ جس کی مقدار اہل عراق کے نزدیک تقریباً آٹھ رطل بنتی ہے۔ مترجم

marfat.com

بعض روایات میں ہے کہ یہ لوہے کی تھی۔ اس پر چاندی کا ملمع تھا۔ مڑے ہوئے سرے والا ایک عصا (کھونڈا)، ایک کوڑا، ایک عام چھڑی، ترکش اور نجاشی کے ہبہ کردہ دو سادہ موزے تھے ان کا رنگ سیاہ تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں استعمال نہیں فرمایا۔ ایک عمامہ تھا جسے "سحاب" کہتے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا تھا جب وہ اسے سر پر رکھ کر آتے تو حضور ﷺ فرماتے۔ علی سحاب (بادل) میں تمہارے پاس آئے ہیں۔

دوسرے کپڑوں کے علاوہ آپ ﷺ کے پاس دو کپڑے تھے۔ جنہیں حضور نماز جمعہ کیلئے زیب تن فرماتے تھے۔ اور ایک رومال تھا جس کے ساتھ وضو کے بعد منہ پونچھتے تھے۔ بعض اوقات چادر کے پلو سے بھی منہ پونچھ لیتے تھے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک پیوند لگا کمبل اور موٹی چادر دکھائی اور انہوں نے فرمایا حضور ﷺ کا وصال ان دو میں ہی ہوا تھا۔ حضرت ثابت کا قول ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک دن ہمیں لکڑی کا پیالہ دکھایا۔ جس پر لوہے کا جوڑ لگا ہوا تھا۔ وہ فرمانے لگے یہ حضور ﷺ کا پیالہ تھا۔ جس میں میں نے آپ ﷺ کو پانی، نبیذ، شہد اور دودھ پلایا ہے۔

مروی ہے کہ حضور ﷺ کے بعض تبرکات حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ انہوں نے ان کو اپنے گھر میں محفوظ رکھا ہوا تھا روزانہ ان کی زیارت کرتے اور برکت حاصل کرتے۔ جب قریش کے معززین ملنے کیلئے آتے تو انہیں بھی اس کمرے میں لے جاتے اور فرماتے یہ اس عظیم المرتبت ہستی کی میراث ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو معزز و مکرم کیا اور اس کی وجہ سے تمہیں عزت و ناموری سے سرفراز کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس میں ایک چارپائی تھی، چمڑے کا ایک گدا تھا جس میں کھجور کے پتوں کی چھال بھری ہوئی تھی۔ دو موزے، ایک چادر تھی جس پر حضور ﷺ کا غبار لگا ہوا تھا اور چکی، آپ ﷺ کا ترکش تھا جس میں تیر تھے۔

آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنے اسلحہ، جانوروں اور سامان کا نام رکھتے تھے۔

marfat.com

معجزات

آپ علیہ السلام کے معجزات (1) بے شمار ہیں۔ان میں سے ایک قرآن کریم ہے۔

قرآن کریم:۔ یہ آپ علیہ السلام کا سب سے بڑا معجزہ ہے جس نے عرب کے فصحاء کی زبانیں گنگ کردیں۔اور بلغاء کو اس کی نظیر لانے کا چیلنج دیا لیکن وہ عاجز اور لاجواب ہو گئے۔اور اس جیسی ایک آیت بھی نہ لاسکے۔قرآن نے ان کی اس علمی درماندگی کا بھانڈا ان الفاظ سے پھوڑ دیا۔

"تو ہرگز نہیں لاسکیں گے اس کی مثل اگر چہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔"

(سورۂ اسراء:88)

قرآن کریم خود بہت سے معجزات پر مشتمل ہے۔ جن کی تعداد تقریباً ساٹھ ہزار بنتی ہے۔ قاضی ابوالفضل عیاض مالکی نے شفاء میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔

شق صدر:۔ اطباء اور حکماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دل کا آپریشن کرنا ممکن نہیں۔خود غور فرمائیے جب دل چیر دیا گیا ہو تو پھر آدمی زندہ کیسے رہ سکتا ہے۔

چاند کو دو ٹکڑے کرنا:۔ قریش مکہ نے حضور علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ (علیہ السلام) سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دیجئے۔ تو حضور علیہ السلام نے اسے دو پارہ کر دیا۔ایک ٹکڑا

1۔ معجزہ اس امر کو کہتے ہیں جو عادت کے خلاف وقوع پذیر ہو اور معجزہ دکھانے والا منکرین کو اس معجزہ کے ذریعہ چیلنج کرے کہ اگر تم مجھے اللہ کا سچا رسول نہیں سمجھتے تو میرے چیلنج کو قبول کرو۔(ضیاء النبی،5۔625)اس کو معجزہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انسان اس کے کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔

"جادو" یہ بھی امر عجیب ہے جو خلاف عادت نظر آتا ہے۔ساحر اپنے سحر کی مدد سے اشیاء کو اس طرح پیش کرتا ہے کہ وہ مسحور کو خلاف واقع نظر آتی ہیں جس طرح سراب کو دور سے دیکھنے والا پانی گمان کرتا ہے۔

"کرامت" سے مراد "وہ خارق عادت انعام واکرام جس کو اللہ اپنے اولیاء کی حفظ وحمایت کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔"معجزہ نبی سے خاص ہے اور کرامت ولی سے "معونت" (مدد) اور کرامت میں یہ فرق ہے کہ معونت حاصل کرنے والا گو مسلم ہوتا ہے لیکن اس پر کوئی دینی (حال) طاری نہیں ہوتا اور نہ اسے مذہبی تجربہ ہوتا ہے۔یہ ارھاص سے بھی علیحدہ ہے جو اس غیر معمولی واقع کو کہتے ہیں جو کسی نبی کی بعثت سے پہلے اس کیلئے میدان

marfat.com

پہاڑ پر رہا اور دوسرا ٹکڑا آپ ﷺ کے گریبان سے نکل کر مکہ سے دوسری طرف چلا گیا۔(1)

سورج کو غروب ہونے کے بعد واپس لوٹانا:۔ حضور ﷺ نے صہباء (خیبر کے نزدیک ایک مقام) کے مقام پر عصر کی نماز ادا فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کام کیلئے بھیجا۔ وہ واپس آئے تو حضور ﷺ عصر کی نماز ادا فرما چکے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔ حضرت علی نے آپ ﷺ کو نہ جگایا حتی کہ سورج غروب ہو گیا۔ سرکار عالمیاں ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ اے علی! کیا تم نے عصر کی نماز ادا کر لی ہے؟ آپ نے عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! تیرا بندہ علی تیرے نبی کی خدمت میں تھا۔ اس پر سورج واپس پلٹا دے۔ اور ایک روایت میں ہے۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) تیار کرنے کیلئے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ کرامت استدراج اور اہانت سے بھی مختلف ہے کیونکہ استدراج اور اہانہ کفار کی خاطر ظہور پذیر ہوتے ہیں تاکہ انہیں گمراہ اور شرمندہ کیا جائے۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ (مادہ: کرامۃ)۔ 140/17)

1۔ یہ معجزہ ہجرت سے پانچ سال قبل وقوع پذیر ہوا۔ قرآن کریم کی سورۃ القمر کی پہلی دو آیات میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس کے راوی جلیل القدر صحابہ ہیں۔ بلکہ علامہ آلوسی، امام تاج الدین سبکی اور شارح مواقف کی رائے میں یہ احادیث تواتر کے درجے کو پہنچی ہوئی ہیں۔ کتب حدیث میں بکثرت اس واقعہ کا ذکر آیا ہے۔ اس میں شک کی گنجائش نہیں۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب "خطبات مدراس" میں لکھا ہے کہ ابھی ابھی سنسکرت کی ایک پرانی کتاب ملی ہے جس میں لکھا ہے کہ مالا بار کے راجہ نے اپنی آنکھوں سے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا۔ علامہ ابن کثیر نے کچھ مسافروں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے ہندوستان میں کسی مندر پر کتبہ دیکھا ہے۔ جس پر لکھا ہے کہ اس مندر کی بنیاد اس دن رکھی گئی جس رات کو چاند شق (دو ٹکڑے) ہوا تھا۔ (ابن کثیر: "شمائل الرسول"، صفحہ 144، پیر محمد کرم شاہ، "ضیاء النبی"، جلد 5 (خلاصہ)، زینی دحلان، "السیرۃ النبویہ"، جلد 3، صفحہ 118، "مشکاۃ، صفحہ 524، "سبل الھدیٰ والرشاد" جلد 9، صفحہ 33-430، ابو نعیم: "دلائل النبوۃ"، جلد 1، صفحہ 95 بعد (بیروت)، "دلائل نبوۃ"، جلد 2، صفحہ 262۔

معجزۂ شق القمر کی احادیث کو اصحاب سنن یعنی بخاری، مسلم، امام احمد، بیہقی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور عظیم القدر مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ جو لوگ اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ قیامت کے وقت ظہور پذیر ہوگا۔ وہ عربی زبان سے نابلد ہیں۔ پھر معجزات کے منکر ہیں۔ محمد رضا مصری نے اپنی سیرت "محمد رسول اللہ ﷺ" میں لکھا ہے کہ چین میں ایک ایسی عمارت کا سراغ ملا ہے جس پر لکھا ہے کہ فلاں سال جس میں چاند کے ٹکڑے ہو جانے کا واقعہ پیش آیا تھا، اس عمارت کی بنیاد رکھی گئی۔ جب حساب لگایا گیا تو یہ وہی تاریخ نکلی تھی جب یہ عظیم الشان معجزہ پیش آیا۔ (دیکھئے کتاب مذکور صفحہ 388، طبع بیروت)

marfat.com

اے اللہ! یہ تمہاری اور تمہارے نبی کی اطاعت میں تھے ان پر سورج لوٹا دے۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا ہے اور غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہوا ہے (واپس آیا ہے) اور اس کی روشنی زمین اور پہاڑوں پر پڑ رہی ہے۔(1)

اسی طرح حضور ﷺ نے کارواں کی آمد سے قبل بھی سورج غروب ہونے سے روک دیا تھا۔ یہاں تک کہ قافلہ آگیا۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب حضور ﷺ معراج سے واپس آئے تھے اور قریش کو بتایا کہ ان کا فلاں قافلہ فلاں مقام پر ہے۔ اور اس میں یہ یہ لوگ شامل ہیں اور اس کے آگے خاکستری رنگ کا اونٹ ہے۔ انہوں نے پوچھا یہ قافلہ کب آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بدھ کے روز۔ جب وہ دن آیا تو قریش بڑی شدت سے انتظار کرنے لگے لیکن قافلہ نہ پہنچا حتیٰ کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔ تو حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ دن طویل ہو جائے یہاں تک کہ قافلہ آجائے۔ اس روز سورج کو کچھ دیر کیلئے روک دیا گیا۔ یہاں تک کہ قافلہ آگیا آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو زور سے جھٹکا دیا اسی وقت وہ مسلمان ہو گئے۔(2)

قریش نے آنحضرت ﷺ کو شہید کرنے کی ناپاک سازش کی۔ حضور ﷺ (ہجرت کی رات) جب باہر تشریف لائے۔ تو وہ غافل سو رہے تھے۔ سرکار ان کے سروں پر کھڑے ہوئے۔ مٹھی بھر مٹی لی۔ اور فرمایا (شاهت الوجوه) چہرے خاک آلود ہوئے۔ اور ان پر کنکریاں پھینکیں۔ جس شخص کو بھی یہ سنگریزہ لگا وہ غزوۂ بدر میں مقتول ہوا۔ غزوۂ حنین کے دن مٹھی بھر مٹی کفار کی طرف پھینکی۔ اور فرمایا چہرے آلودہ ہوئے اور محمد کے رب کی قسم! شکست کھا گئے۔ چنانچہ انہیں ہزیمت اٹھانا پڑی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے حضور ﷺ کے مشرکین کی طرف کنکریاں پھینکنے کی آواز سنی۔ گویا آسمان سے ایک بھرا ہوا طشت انڈیل دیا گیا ہے۔ عجیب بات یہ کہ دلدل آپ ﷺ کی کلام سمجھ رہا تھا۔ چنانچہ وہ نیچے ہو گیا۔ اور اپنا پیٹ

1۔ حضور انور ﷺ کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا اور آپ پر وحی اتر رہی تھی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 9، صفحہ 435 بعد؛ قاضی عیاض: "الشفاء"، جلد 1، صفحہ 400)

2۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 9، صفحہ 434 بیروت

marfat.com

زمین سے ملادیا۔ تاکہ سرکار ﷺ زمین میں سے مٹھی بھر مٹی لے سکیں۔

مکڑی نے غار کے سامنے جالا تن دیا اور دو کبوتر اس میں بیٹھ گئے۔ اور سامنے درخت اگ آیا۔ (یہ ہجرت کے وقت غار ثور کی طرف اشارہ ہے)۔ (مترجم)

اسی طرح سراقہ بن مالک کا واقعہ مشہور ہے کہ ہجرت کے موقع پر اس نے آپ ﷺ کا تعاقب کیا حتیٰ کہ اس کے گھوڑے کے پاؤں سنگلاخ زمین میں دھنس گئے۔

آپ ﷺ اپنی شہادت کی انگلی سے جس چیز کی طرف اشارہ فرماتے وہ آپ کی مطیع ہو جاتی۔ اور جس چٹان پر آپ کا پاؤں پڑتا اس پر قدم شریف کا نشان پڑ جاتا۔ ایک قول کے مطابق آپ کی شہادت کی انگلی طویل تھی۔

کسی جاہل بدو پر آپ ﷺ کی نگاہ مبارک پڑ جاتی وہ فوراً علم و حکمت کی باتیں کرنے لگتا۔ اگر آگ میں آپ ﷺ کا موئے مبارک پڑ جاتا تو آگ اس میں اثر نہ کرتی۔ آپ ﷺ کے موئے مبارک میں سے کچھ حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں موجود تھے وہ جس لڑائی میں شرکت فرماتے اس کی برکت سے دشمن پر فتح حاصل ہوتی۔

جب آپ ﷺ رات کے وقت مسکرا دیتے تو سارا گھر روشن ہو جاتا۔ آپ ﷺ کا کپڑا کبھی گندا نہیں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کے پسینہ کی خوشبو کستوری سے بھی عمدہ تھی آپ ﷺ کے کپڑوں میں کبھی جوئیں نہ پڑتی تھیں۔ یا ایک قول کے مطابق جوں کبھی آپ کو تکلیف نہ دیتی تھی۔ مچھر آپ ﷺ کو کبھی نہ کاٹتا۔ جو مکھی آپ ﷺ کے جسد اطہر پر پرواز کرتی، فوراً مر کر گر پڑتی۔ جب آپ ﷺ سوار ہوتے تو آپ کی سواری گوبر اور پیشاب نہ کرتی۔ اگر اپنا دست شفقت کسی بچے کے سر پر رکھتے تو وہ خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں سے ممتاز نظر آتا۔ دس محرم الحرام کو شیر خوار بچوں کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالتے تو وہ رات تک دودھ نہ پیتے۔ حسنین کریمین کے منہ میں اپنی زبان مبارک دی انہوں نے اسے چوسا تو فوراً خاموش ہو گئے حالانکہ اس سے پہلے پیاس کی شدت سے تڑپ رہے تھے۔

غزوۂ ذی قود میں ایک پانی پر آپ ﷺ کا گذر ہوا۔ اس جگہ کا نام دریافت فرمایا تو بتایا گیا اس کا نام بیسان (شام کے قریب) ہے اس کا پانی نمکین ہے آپ ﷺ نے اس کا نام بدل کر

marfat.com

نعمان رکھ دیا اور فرمایا اس کا پانی خوشگوار ہے تو وہ فوراً میٹھا ہو گیا۔ اسی طرح ایک قوم نے اپنے پانی کے نمکین اور کڑوا ہونے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام سمیت ان کے کنوئیں پر تشریف لائے۔ اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تو فوراً میٹھا پانی جاری ہو گیا اسی طرح ایک کنوئیں کا پانی ڈول بھر کر لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا اور کلی بھر کر اس ڈول میں پانی پھینک دیا۔ وہ ڈول جب اس کنوئیں میں ڈالا گیا تو پانی سے کستوری کی خوشبو آنا شروع ہو گئی۔

آب زمزم سے بھرا ہوا ڈول لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں کلی فرمائی تو وہ کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہو گیا۔ مدینہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک اس میں ڈالا تو وہ اتنا میٹھا ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے شیریں کنواں اور کوئی نہ تھا۔

دوران سفر آپ ﷺ نے ایک مرتبہ ایک خشک درخت کے نیچے پڑاؤ فرمایا اس درخت کے اردگرد تمام زمین پر فوراً سرسبز و شاداب گھاس اگ آئی۔ وہ درخت بھی حاضرین کے دیکھتے ہی دیکھتے ہرا بھرا ہو گیا۔ اس کی ٹہنیاں حضور ﷺ پر سایہ کرنے لگیں اور پکے ہوئے پھل لٹکنے لگے۔

پانی میں برکت

آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹنے اور آپ ﷺ کے دست اقدس کی برکت سے پانی کے زیادہ ہو جانے کے واقعات متعدد مرتبہ پیش آئے۔ ہم ان میں سے چند ایک واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ بازار "زوراء" میں تشریف فرما تھے کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ لوگوں کو وضو کیلئے پانی کی تلاش ہوئی لیکن پانی نہ مل سکا۔ اتنے میں حضور ﷺ کا وضو کے پانی والا برتن لایا گیا سرکار عالمیاں ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں رکھا اور لوگوں کو وضو کرنے کا حکم دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے چشمے کی طرح ابل رہا ہے۔ لوگ وضو کرتے رہے حتیٰ کہ سب وضو سے فارغ ہو گئے۔ ان کی تعداد تین سو کے قریب تھی۔ ایک دوسری روایت

marfat.com

میں ہے کہ برتن میں صرف اس قدر پانی تھا کہ بمشکل آپ ﷺ کی انگلیاں اس میں ڈوب سکتی تھیں۔

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ تھے ہمارے پاس پانی نہ تھا حضور ﷺ نے حکم فرمایا اگر کسی کے پاس تھوڑا بہت پانی ہو تو لے آؤ۔ چنانچہ پانی پیش کیا گیا۔ حضور ﷺ نے اسے ایک برتن میں ڈالا اس میں اپنا دست مبارک رکھا تو آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ "قباء" میں تشریف فرما تھے کہ شیشے کا ایک پیالہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالنا چاہا لیکن پیالہ چھوٹا تھا چنانچہ حضور ﷺ نے اس میں چار انگلیاں داخل فرمائیں اور لوگوں کو پینے کا حکم دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا ہے۔ لوگ پیتے رہے حتیٰ کہ سب سیراب ہو گئے مروی ہے کہ لوگوں کی تعداد اس روز ستر سے اسی کے مابین تھی۔

(۴) صلح حدیبیہ کے موقع پر لوگوں کو پیاس محسوس ہوئی حضور ﷺ کے پاس پانی کا ایک لوٹا تھا۔ آپ ﷺ اس سے وضو فرمانے لگے تو لوگوں نے آگے بڑھ کر عرض کی ہمارے پاس آپ ﷺ کے اس لوٹے کے سوا اور پانی نہیں تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اس لوٹے میں رکھا تو پانی ابلنا شروع ہو گیا جیسے چشمہ جاری ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اس روز ہم ایک لاکھ ہوتے تو ہمیں یہ پانی کافی تھا۔ لیکن اس روز ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

صحیح مسلم کی طویل حدیث میں غزوۂ بواط کا واقعہ اسی طرح مذکور ہے۔

(۵) کسی سفر میں حضور ﷺ کے پاس پانی کا برتن لایا گیا۔ اور عرض کی گئی یا رسول اللہ! اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی پانی نہیں۔ حضور ﷺ نے اسے ایک لوٹے میں ڈالا۔ اور اپنی انگلی مبارک اس میں ڈبو دی۔ لوگ آتے اور وضو کر کے چلے جاتے حتیٰ کہ سب فارغ ہو گئے۔

(۶) غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور ﷺ ایک جگہ پانی کے پاس پہنچے سب لوگ پیاس سے ہلکان ہو رہے تھے۔ لیکن پانی ان کیلئے کافی نہ تھا۔ لوگوں نے پیاس کی شکایت کی سرکار نے اپنے

marfat.com

ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور پانی میں گاڑ دیا پانی کا چشمہ ابلنا شروع ہو گیا۔ سب لوگوں نے سیر ہو کر پیا۔ ان کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔ امام مالک نے حضرت معاذ بن جبل سے قصہ تبوک میں روایت کیا ہے کہ ہم پانی کے ایک چشمے کے پاس پہنچے اس میں سے جوتے کے تسمے کے برابر قلیل سا پانی نکل رہا تھا۔ لوگوں نے اسے ایک برتن میں ڈال دیا حضور ﷺ نے اس میں اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور وہ پانی اس چشمے میں ڈال دیا۔ پانی تیزی سے باہر آنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اگر تیری عمر دراز ہوئی تو تو دیکھے گا کہ یہ جگہ باغات سے آباد ہے۔

زہری کی روایت میں واقعہ حدیبیہ کے سلسلے میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا۔ اسے ایک جو ... ں گہری جگہ گاڑ دیا جس میں پانی نہ تھا پانی نکلنے لگا۔ لوگ سیراب ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے اسے اونٹوں کی قیام گاہ بنا لیا۔

(۷) بیان کیا جاتا ہے کہ کسی سفر کے دوران شدید گرمی میں سب لوگ شدید پیاسے تھے۔ حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں عرض کی گئی۔ آپ ﷺ نے وضو کا برتن منگایا اسے اٹھا کر اپنے قریب فرمایا۔ اور کچھ پانی اس میں سے پی لیا۔ راوی کہتے ہیں معلوم نہیں آپ ﷺ نے اس میں پانی ڈالا یا نہیں لوگ پینے لگے۔ حتیٰ کہ سیراب ہو گئے سب نے اپنے برتن بھر لئے۔ اور اس برتن کا پانی پھر بھی کم نہ ہوا۔ ہماری تعداد اس وقت بہتر تھی۔

(۸) کسی سفر کے دوران حضور ﷺ کو پیاس لگی آپ ﷺ نے دو صحابیوں کو ایک طرف بھیجا۔ اور فرمایا فلاں مقام پر تمہیں ایک عورت ملے گی اس نے اونٹ پر دو مشکیزے لاد رکھے ہوں گے وہ گئے اور حضور ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ پر اس کو پایا وہ اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ حضور نے اس کے دونوں مشکیزوں میں سے پانی لے کر ایک برتن میں ڈالا اس پر کچھ پڑھ کر پھونکا۔ اور پانی دوبارہ دونوں مشکیزوں میں ڈال دیا۔ پھر مشکیزوں کا منہ کھول دیا گیا۔ تو پانی چشمے کی طرح بہنے لگا۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو اپنے برتن اور مشکیں بھر لینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ لوگوں نے اپنے تمام برتن بھر لئے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میرے خیال میں ان مشکیزوں کا پانی بجائے کم ہونے کے کچھ زیادہ ہی نظر آتا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا کہ اس عورت کو اپنے زاد راہ میں سے کچھ جمع کر کے دو۔

marfat.com

چنانچہ صحابہ نے زادِ راہ جمع کر کے اس عورت کا کپڑا بھر دیا۔ اور اس کے اونٹ پر لاد دیا حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ۔ ہم نے تمہارے پانی میں سے کچھ نہیں لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے سیراب فرمایا ہے۔

(۹) ایک دفعہ سفر کے دوران حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا کسی کے پاس وضو کا پانی ہے؟ ایک آدمی نے لوٹا پیش کیا جس میں بالکل تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور نے اسے ایک پیالے میں انڈیل دیا۔ لوگ وضو کرنے لگے سب فراخ دلی سے پانی استعمال کر رہے تھے۔ ان کی تعداد چودہ سو تھی۔

(۱۰) ذوالمجاز (جبل عرفات کے نزدیک ایک بازار) کے مقام پر حضور ﷺ سوار ہو کر جا رہے تھے۔ ابو طالب آپ کے پیارے چچا آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگے مجھے پیاس لگی ہے اور پانی موجود نہیں۔ حضور ﷺ نیچے اترے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے چچا جان! آیئے اپنی پیاس بجھایئے۔

(۱۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (1) کہ جیش عسرہ (غزوۂ تبوک) کے موقع پر پانی کی شدید قلت تھی حتیٰ کہ لوگ اونٹ ذبح کر کے اس کے پیٹ سے پانی نکالتے اور پی لیتے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی آپ ﷺ نے دست دعا دراز فرمائے۔ ابھی ہاتھ نیچے نہیں فرمائے تھے کہ آسمان پر بادل نمودار ہوا اور برسنا شروع ہو گیا۔ سب لوگوں نے اپنے برتن بھر لئے یہ بادل صرف لشکر کے پڑاؤ پر برسا۔

(۱۲) کسی غزوہ میں لوگوں کو پیاس لگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ عالی میں دعا کیلئے درخواست کی حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ ایک بادل آیا لوگوں کی ضرورت کے مطابق برسا اور پھر چھٹ گیا۔

1۔ الشفاء جلد ۱، صفحہ ۴۰۹۔ حضور ﷺ کے انگشت ہائے مبارک سے پانی کا جاری ہونا حضور ﷺ کے معجزات میں سے ایک ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ متعدد مرتبہ پیش آیا۔ اس کی روایت اتنی کثیر سندوں سے ہوئی ہے کہ اس سے علم قطعی ثابت ہوتا ہے۔ اجلہ محدثین نے اس روایت کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ جیسے شیخین (بخاری و مسلم)، امام احمد بن حنبل، ابن کثیر، واقدی، بیہقی وغیرہم۔ "سبل الہدیٰ والرشاد"، جلد 9، صفحہ 63-447، ابو نعیم: "دلائل النبوۃ"، صفحہ 47-143

marfat.com

(۱۴)اسی طرح حضور ﷺ نے بارش کی قلت کے بعد دعا فرمائی تو بارش برسنے لگی۔ پھر لوگوں نے بارش کی کثرت کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو بادل چھٹ گئے۔

کھانے میں برکت

حضور ﷺ کی دعائے مبارکہ سے کھانے کے زیادہ ہو جانے کے چند واقعات ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱)ایک آدمی آیااور حضور ﷺ سے اپنے گھر والوں کیلئے خوراک کا سوال کیا حضور انور ﷺ نے اسے نصف وسق جو عطا فرمائے وہ اور اس کی بیوی اس میں سے کھاتے رہے۔ اور مہمان نوازی بھی کرتے رہے لیکن اس میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ حتی کہ ایک دن اس شخص نے انہیں تولا تو وہ کم ہونا شروع ہو گئے وہ آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کی میں نے انہیں ماپ لیا ہے۔ تو حضور نے فرمایا اگر تم انہیں نہ ماپتے تو زندگی بھر کھاتے رہتے۔

(۲) حضرت ابو طلحہ والی مشہور و معروف روایت میں ہے۔ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی بغل میں جو کی کچھ روٹیاں دبا کر لے آئے۔ حضور ﷺ نے اس کے ٹکڑے کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اس پر کچھ پڑھ کر پھونکا اسی آدمی ان سے سیر ہو گئے۔

(۳)اسی طرح حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ غزوۂ خندق کے موقع پر حضور نے ہزار آدمی کو ایک صاع جو اور بکرے کا گوشت کھلایا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ لوگ کھا کر جب چلے گئے تو ہماری ہنڈیا اسی طرح بھری ہوئی جوش مار رہی تھی۔ اور ہمارے آٹے کی روٹیاں پک رہی تھیں۔ یہ سب حضور ﷺ کے اس لعاب دہن کی برکت تھی جو حضور ﷺ نے اس آٹے اور ہنڈیا میں ڈال دیا تھا۔

(۴) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو میں نے آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دعوت کی کھانا صرف اسی قدر تھا جو ان دونوں کے لئے کافی تھا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی تو حضور نے ارشاد فرمایا اشراف انصار میں سے تیس مردوں کو دعوت دو چنانچہ وہ آئے اور سیر ہو کر چلے گئے لیکن کھانا اسی طرح تھا۔ پھر فرمایا ساٹھ آدمیوں کو بلاؤ وہ بھی کھا کر

marfat.com

چلے گئے لیکن کھانا ابھی موجود تھا۔ جو آدمی بھی کھانا کھا کر نکلتا اسلام قبول کر لیتا اور جہاد پر بیعت کر لیتا۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روز میرے گھر سے ایک سو اسی آدمیوں نے کھانا کھایا۔

(۵) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گوشت کا ایک پیالہ لے کر حاضر ہوئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین گروہ در گروہ حاضر ہوتے رہے ایک جماعت کھا کر اٹھتی کہ دوسری آ جاتی حتیٰ کہ صبح سے رات ہو گئی۔

(۶) حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس آدمی تھے۔ حدیث میں ہے کہ انہوں نے ایک صاع خمیر سے روٹیاں تیار کیں اور ایک بکری ذبح کی۔ اس کا جگر (کلیجہ) بھون کر دو پیالوں میں ڈال دیا گیا۔ ہم سب نے مل کر کھایا۔ حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے لیکن پھر بھی کچھ بچ رہا تو میں نے اسے اونٹ پر لاد لیا۔

(۷) حضرت عبدالرحمٰن بن ابو عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی غزوہ کے دوران لوگوں کو شدید بھوک لگی۔ حضور نے بچی کھچی کھانے کی اشیاء جمع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ایک شخص حَیس لے کر حاضر ہوا۔ کسی نے کھجوریں پیش کیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے سب اشیاء کو ایک چمڑے پر جمع فرما دیا۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا اندازہ لگایا یہ سب کچھ اسی قدر جگہ گھیرے ہوئے تھا جتنی جگہ میں ایک بکری بیٹھتی ہے۔ پھر حضور ﷺ نے سب کو برتن لانے کا حکم دیا حتیٰ کہ لشکر کے سب برتن بھر گئے۔ اور وہ جمع شدہ زاد راہ اسی طرح پڑا تھا۔

(۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے اہل صفہ کو بلانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ میں نے سب کو جمع کیا کھانے کا برتن ہمارے سامنے رکھا گیا سب پیٹ بھر کر فارغ ہو گئے لیکن کھانا پہلے کی طرح ہی پڑا ہوا تھا۔ صرف انگلیوں کے نشانات اس پر نظر آرہے تھے۔

(۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دفعہ بنو عبدالمطلب کی دعوت کی ان کی تعداد چالیس تھی۔ کچھ لوگ ان میں سے پانچ سالہ اونٹ مکمل کھا جاتے اور

marfat.com

اس پر تین صاع دودھ پی لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کیلئے ایک "مد" کھانا تیار کیا۔ وہ کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر ایک لکڑی کا پیالہ منگوایا اس میں کچھ دودھ تھا جو تین یا چار آدمیوں کیلئے کافی تھا۔ وہ سب پی کر فارغ ہو گئے لیکن اس پیالے میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا تھا۔

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب حضرت زینب کو بیاہ کر گھر لائے تو مجھے ارشاد فرمایا کہ فلاں فلاں کو بلا کر لاؤ اس کے علاوہ تمہیں جو شخص بھی ملے اسے بھی بلا کر لے آؤ۔ جب سب آ گئے کمرہ اور حجرہ مبارکہ بھر گیا تو ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں کھجور کا حیس (حلوہ) تیار کیا گیا تھا۔

حضور ﷺ نے اسے سامنے رکھا اور اس میں اپنی تین انگلیاں ڈبوئیں لوگ آتے اور کھا کر چلے جاتے لیکن کھانا ذرا بھی کم نہ ہوا تھا۔

لوگوں کی تعداد اکہتر یا بہتر تھی ایک دوسری روایت میں اسی واقعہ یا اس جیسے دوسرے واقعہ کا ذکر ہے اس میں لوگوں کی تعداد تقریباً تین سو تھی۔ وہ سب کھا کر سیر ہو گئے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا دستر خوان اٹھا دو جب میں نے اٹھایا تو مجھے معلوم نہیں کہ کھانا اس وقت زیادہ تھا یا اس وقت جب میں نے دستر خوان لگایا۔

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہنڈیا پکائی اور نبی اکرم ﷺ کو بلانے کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ تاکہ آپ ﷺ تناول فرمائیں۔ حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ برتنوں میں ڈالو چنانچہ حضرت فاطمہ نے تمام ازواج مطہرات کیلئے ایک ایک پلیٹ ڈالی۔ پھر حضور ﷺ کیلئے اور حضرت علی کیلئے، پھر اپنے لئے جب انہوں نے ہنڈیا اٹھائی تو اس کے اطراف سے کھانا باہر ابل رہا تھا۔ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ جو اللہ نے چاہا ہم نے اس میں سے کھایا۔

(۱۲) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ بنو احمس کے چار سو سواروں کیلئے زاد راہ تیار کریں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صرف چند صاع کھانا موجود ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جاؤ۔ اور تیار کرو چنانچہ وہ گئے کھجوریں اتنی تھیں جتنی جگہ میں ایک اونٹ کا ٹوڈا بیٹھتا ہے۔ ان سب کو تقسیم کرنے کے بعد بھی وہ کھجوریں اسی طرح بچ گئیں۔ جیسے پہلے تھیں

marfat.com

(۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے بھوک لگی۔ حضور ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لیا۔ ایک دودھ کا پیالہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ حضور ﷺ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا اہل صفہ کو بلاؤ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا اس دودھ سے ان کا کیا بنے گا؟ اگر آپ ﷺ مجھے عنایت فرما دیتے تو میں اسے پی کر اپنی بھوک مٹا لیتا میں یہ سوچتا رہا اور انہیں بلا کر لے آیا۔ حضور ﷺ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا کہ سب کو پلاؤ چنانچہ میں ایک شخص کو دیتا وہ سیر ہو کر پی لیتا پھر دوسرا لے لیتا حتیٰ کہ سب سیراب ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے پیالہ ہاتھ میں پکڑا اور فرمایا اب صرف میں اور تم باقی رہ گئے ہیں بیٹھ جاؤ اور پیو۔ میں نے کچھ پی کر پیالہ رکھنا چاہا سرکار نے فرمایا مزید پیو۔ اور بار بار مجھے اسی طرح فرماتے رہے حتیٰ کہ میں نے عرض کی مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اب میرے پیٹ میں بالکل گنجائش نہیں رہی۔ تو حضور ﷺ نے وہ پیالہ پکڑا اور بسم اللہ پڑھ کر بقایا دودھ نوش فرما لیا۔

(۱۴) حضرت خالد بن عبدالعزیٰ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کیلئے بکری ذبح کی۔ خالد کثیر العیال شخص تھے۔ وہ اگر ایک بکری ذبح کرتے تو ان کے بال بچوں کے حصے ایک ایک ہڈی بھی نہیں آتی تھی۔ حضور ﷺ نے اس بکری کا گوشت تناول فرمایا اور بقایا خالد کے ڈول میں ڈال دیا۔ اور برکت کیلئے دعا فرمائی۔ جب خالد نے اس گوشت کو اپنے اہل خانہ پر تقسیم فرمایا تو سب نے پیٹ بھر کر کھا لیا لیکن پھر بھی کچھ بچ رہا۔

(۱۵) آجری والی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے جب حضرت علی کے ساتھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح فرمایا۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا وہ بڑا ڈونگا لے آؤ جس کی مقدار چار "مد" کے برابر تھی۔ اور ولیمہ کے لئے اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے سب چیزیں تیار کر کے حضور ﷺ کی خدمت مبارکہ میں پیش کیں۔ حضور نے اپنا دست مبارک اس میں رکھا۔ پھر لوگ باری باری گروپوں کی صورت میں آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے حتیٰ کہ سب فارغ ہو گئے لیکن پھر بھی کچھ بچ رہا حضور ﷺ نے اس پر دعا فرمائی اور ازواج مطہرات کے پاس لے جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور کہلا بھیجا کہ خود بھی کھاؤ اور پڑوسیوں کو بھی کھلاؤ۔

marfat.com

(۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ لوگ قحط میں مبتلا ہوگئے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ میں نے عرض کی توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں فرمایا اچھا جاؤ اور وہ کھجوریں میرے پاس لے آؤ سرکار نے اپنا دست مبارک اس میں ڈالا۔ مٹھی بھر کھجوریں نکالیں۔ انہیں پھیلا دیا اور برکت کیلئے دعا فرمائی اور حکم ارشاد فرمایا کہ دس دس کر کے سب کو بلاؤ۔ چنانچہ لوگ اسی طرح آتے رہے حتی کہ سارا لشکر کھا کر فارغ ہو گیا۔ اور مجھے حکم ارشاد فرمایا اپنی کھجوریں اٹھالو اور انہیں تولنا مت اللہ تمہیں ان میں برکت دے گا جب بھی ضرورت ہو ہاتھ ڈال کر اس میں سے نکال لیا کرو۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی حیاۃ مبارکہ میں اور اس کے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے عہد میں کھاتا رہا حتی کہ ایام فتنہ میں جب حضرت عثمان شہید ہوگئے تو وہ ختم ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس میں سے اتنے وسق کھجور اللہ تعالی کی راہ میں صدقہ کر دی۔ غزوۂ تبوک کے دوران بھی اسی طرح کا واقعہ ذکر کیا جاتا ہے۔ وہاں کھجوروں کی تعداد دس سے کچھ اوپر بیان کی گئی ہے۔

(۱۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد کی وفات کے وقت ان پر بہت سا قرض تھا۔ انہوں نے قرضخواہوں کو سارا باغ دینا چاہا لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔ اور باغ کے پھل سے دو سال میں بھی قرض کی ادائیگی ممکن نہ تھی۔ حضور ﷺ نے انہیں کھجوریں اتار کر درختوں کے نیچے ڈھیر لگانے کا حکم دیا اور خود قدم رنجہ فرمایا۔ اور برکت کیلئے دعا فرمائی چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے تمام قرض خواہوں کا قرض ادا کر دیا۔ اس کے بعد بھی اتنی کھجوریں بچ گئیں۔ جتنی وہ ہر سال اتارا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ اتنی کھجوریں بچ گئی جتنی قرضہ کی ادائیگی میں دی گئی تھیں۔ قرض خواہ یہودی تھے وہ اس بات پر بڑا تعجب کرتے تھے۔

(۱۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ کے پاس ایک گھی کا برتن (مشک یا کپی) تھی وہ اس میں گھی ڈال کر حضور ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کرتی تھیں۔ حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اسے مت نچوڑیں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس لائی گئی تو پہلے کی طرح گھی سے

بھری ہوئی تھی۔ان کے بیٹے جب بھی سالن کا سوال کرتے اور ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاتیں اس میں گھی موجود ہوتا وہ نکال کر بچوں کو دیتی تھیں حتی کہ ایک دن انہوں نے اسے نچوڑ دیا۔(1)

دعاہائے نبویہ ﷺ اور ان کی شان قبولیت

حضور ﷺ نے حضرت انس کیلئے درازی عمر، کثرت مال اور اولاد کی دعا فرمائی۔ چنانچہ ان کو یہ سب کچھ مل گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے عرض کی یارسول اللہ! اپنے خادم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے دعا فرمایئے تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی، اے اللہ! اس کے مال و اولاد کو زیادہ کر اور اس کی ہر چیز میں برکت دے۔ چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میرا مال کثیر ہے۔ میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے میری اولاد اور پوتوں کی تعداد سو سے زیادہ ہے۔ شاید ہی کوئی شخص میرے جیسا خوشحال ہو۔ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے اپنی اولاد میں سے سو کو دفن کیا ہے۔ان میں نہ تو کوئی حمل گرا تھا(یعنی ناقص الخلقت پیدا ہوا تھا) اور نہ ہی پوتے اس میں شامل ہیں۔

اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے رزق میں برکت کی دعا فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تو مجھے امید ہوتی کہ مجھے اس کے نیچے سونا ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوشحال بنادیا چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے پاس موجود سونے کی تقسیم کرنے کیلئے اسے کلہاڑوں سے کاٹا گیا۔ اس کام سے مزدوروں کے ہاتھوں پر آبلے پڑ گئے۔ اور ہر زوجہ کے حصے میں اسی ہزار آئے ان کی تعداد چار تھی ایک روایت میں ہے کہ ہر ایک کے حصے میں ایک لاکھ آئے۔ بلکہ ان کی ایک زوجہ سے اسی ہزار اور کچھ اوپر پر صلح کی گئی۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے مرض الموت میں طلاق دے دی تھی۔ اور ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دینار اللہ کی راہ میں دینے کی وصیت فرمائی اور اپنا باغ امہات المؤمنین کو دینے کی وصیت کی اسے چار لاکھ میں بیچا گیا۔ اور اہل بدر میں سے جو افراد بقید حیات تھے ان کیلئے وصیت فرمائی۔ ان کی تعداد ایک سو تھی۔ ہر ایک کے حصے میں چار لاکھ آئے۔ ان میں

1۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 9، صفحہ 94-465، ابو نعیم "دلائل نبوۃ"، صفحہ 53-147

marfat.com

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ علاوہ ازیں زندگی بھر انہوں نے جو صدقہ وخیرات کیا اس کا شمار نہیں۔ ایک ہی مجلس میں انہوں نے ایک دن تیس غلام آزاد فرما دیئے۔

ایک مرتبہ اونٹوں کا مال سے لدا ایک قافلہ پورے سامان بلکہ جھول اور پالان سمیت صدقہ فرما دیا اس میں شامل اونٹوں کی تعداد سات سو تھی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے اقتدار کی دعا فرمائی انہیں خلافت مل گئی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کیلئے مستجاب الدعوات ہونے کی دعا فرمائی وہ کسی کیلئے بھی دعا فرماتے ان کی دعا قبول ہوتی۔

حضرت ابو قتادہ کو فرمایا تیرا چہرہ فلاح پا گیا (تو کامیاب و کامران ہے)

اے اللہ! اس کے بالوں اور چہرے میں برکت دے وہ جب فوت ہوئے تو ان کی عمر ستر برس تھی لیکن وہ صرف پندرہ برس کے طاقتور، تروتازہ چہرے والے نوجوان نظر آتے تھے اور ان کا کوئی بال سفید نہ ہوا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی۔ اے اللہ! انہیں دین کی سمجھ عطا فرما اور تفسیر و تاویل کا علم عطا فرما۔ چنانچہ وہ حبر الامہ (عظیم دانشور) اور ترجمان القرآن کے القاب سے پکارے گئے۔

نابغہ جعدی کیلئے دعا فرمائی تیرے دانت سلامت رہیں۔

چنانچہ اس کا کوئی دانت نہ گرا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے دانت سب لوگوں سے زیادہ چمکدار تھے اگر ایک دانت گرتا اس کی جگہ دوسرا اگ آتا حالانکہ اس کی عمر ایک سو بیس، دو سو چالیس یا دو سو ۔ ی سال تھی۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کیلئے تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ وہ جو چیز بھی خریدتے اس میں ضرور نفع ہوتا۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کیلئے برکت کی دعا فرمائی ان کے پاس مال و دولت کی کئی بوریاں تھیں۔

اسی طرح عروہ بن ابی جعد کیلئے دعا فرمائی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب میں کناسہ (کوفہ کا ایک بازار) سے واپس لوٹتا تو چالیس ہزار نفع میری جیب میں ہوتا۔ بخاری کی روایت میں ان

marfat.com

کے بارے میں ہے کہ اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو انہیں اس میں نفع ہوتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نسیان کی شکایت کی حضور ﷺ نے انہیں اپنی چادر پھیلانے کا حکم دیا اور اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈالا گویا چلو بھر کر ڈال رہے ہیں۔ اور چادر سمیٹ کر سینے سے لگانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد انہیں کوئی چیز نہیں بھولی۔ اور ابوہریرہ کی ماں کی ہدایت کیلئے دعا فرمائی وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی کہ موسم گرما اور سرما کی شدت سے محفوظ رہیں چنانچہ وہ سردی میں موسم گرما کے کپڑے اور گرمی میں موسم سرما کے کپڑے زیب تن فرماتے تھے۔ لیکن گرمی یا سردی کا آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے اور کاندھے پر مارا۔ اس کے بعد انہیں سردی یا گرمی کا احساس نہیں ہوتا تھا۔

اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینہ اطہر پر اپنا دست مبارک پھیرا تو اس کے بعد انہیں بھوک کا احساس تک ختم ہو گیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد مجھے بھوک نہیں لگتی تھی۔

طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے واپسی پر اپنی قوم کیلئے نشانی طلب کی تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! ان کیلئے نور بنا دے۔ چنانچہ ان کی دونوں آنکھوں کے مابین نور چمکنے لگا۔ وہ عرض کرنے لگے مجھے خدشہ ہے کہ وہ اسے باعث عار (برص وغیرہ) خیال کریں گے۔

چنانچہ یہ ان کے کوڑے کے سرے میں منتقل ہو گیا۔ تاریک رات میں یہ چمکتا تھا۔ اس کی وجہ سے انہیں "ذوالنور" کہا جاتا تھا۔(1)

بنو مضر کیلئے بددعا فرمائی تو وہ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ حتیٰ کہ قریش نے التجا کی تو آپ ﷺ کی دعا سے ان پر بارش برسی۔

کسریٰ نے جب آپ ﷺ کا نامہ مبارک پھاڑ دیا تو اس کیلئے بددعا فرمائی اے اللہ! اس کے ملک کے ٹکڑے کر دے اس کا نشان تک باقی نہ رہا اور روئے زمین پر اہل فارس کی بادشاہت ہی ختم ہو گئی۔

1۔ ابو نعیم: "دلائل النبوۃ"، جلد 2، صفحہ 159-168 پر انہی معجزات کا بیان ہے۔

marfat.com

ایک بچے نے نماز میں خلل ڈالا تو اس کیلئے بد دعا فرمائی اے اللہ! اس کے نشان کو مٹا دے چنانچہ وہ فوراً اپاہج ہو گیا۔

ایک آدمی کو بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے دیکھا تو فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ وہ کہنے لگا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی ہو گا چنانچہ اس کا ہاتھ شل ہو گیا اور کبھی اسے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا۔

عتیبہ بن ابو لہب کیلئے بد دعا فرمائی اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما دے۔ چنانچہ اسے شیر نے کھا لیا ایک عورت کو فرمایا تمہیں شیر ہلاک کرے گا۔ چنانچہ شیر اسے کھا گیا۔

قریش کے رؤسا نے گوبر اور غلاظت سے بھری ہوئی اوجھ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر رکھ دی جب آپ ﷺ حرم کعبہ میں سجدہ ریز تھے تو آپ ﷺ نے نام لے کر ان کیلئے بد دعا فرمائی وہ سب غزوۂ بدر میں مارے گئے۔

حکم بن عاص کیلئے بد دعا فرمائی کیونکہ وہ حقارت آمیز انداز میں حضور ﷺ کی طرف چہرے اور آنکھوں سے اشارے کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی ہو جا چنانچہ وہ موت تک اسی عیب میں مبتلا رہا۔

محلم بن جثامہ کیلئے بد دعا فرمائی وہ سات روز کے بعد مر گیا قبر اسے باہر پھینک دیتی تھی متعدد مرتبہ دفن کے باوجود یہی ہوا تو مجبوراً انہوں نے اسے پہاڑ کی وادی میں رکھ کر اوپر سے پتھر ڈال دیئے۔

وہ اعرابی جس نے آپ ﷺ کو گھوڑا بیچنے کا انکار کر دیا تھا اور خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس پر گواہی دی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے گھوڑا واپس فرما دیا اور یوں بد دعا فرمائی اے اللہ اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے اس میں برکت نہ دینا چنانچہ اس کی ٹانگ مفلوج ہو گئی۔

اور وہ آدمی مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا جب اس کی موت کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین اسے قبول نہیں کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

غزوۂ احد میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک تیر دیا جس کا پیکان نہ تھا اور فرمایا مارو وہ اسے مارتے جسے وہ تیر جا لگتا فوراً مقتول ہو جاتا۔

marfat.com

دست مبارک سے امراض کا کافور ہونا

بیماروں کا شفایاب ہونا

(دم اور لعاب دہن مبارک کی برکات)

اسی غزوہ میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا ڈھیلا باہر آکر رخسار پر لٹکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے درست فرمادیا۔ ان کی یہ آنکھ درست ہوگئی بلکہ اس کی بینائی دوسری کی نسبت تیز تھی۔(1)

غزوۂ ذی قرد میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے مبارک پر تیر جالگا حضور ﷺ نے اس پر لعاب مبارک لگایا کہتے ہیں اس کے بعد نہ تو مجھے اس زخم میں تکلیف ہوئی اور نہ پیپ نکلی۔(2)

غزوۂ خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ سرکار رسالتمآب ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک لگایا۔ آنکھیں فی الفور ٹھیک ہوگئیں اور اس کے بعد کبھی آشوب چشم کی بیماری نہ ہوئی۔(3)

غزوۂ خیبر کے دوران ہی حضرت سلمہ بن اکوع کی ٹانگ پر تلوار سے زخم آگیا۔ حضور ﷺ نے اس پر دم فرمایا تو وہ فوراً ٹھیک ہوگیا۔

کعب بن اشرف کے قتل کے وقت زید بن معاذ کی ٹانگ پر ٹخنے کے قریب زخم لگا آپ ﷺ کے دم کرنے سے ان کو شفا ہوگئی۔(4)

غزوۂ خندق میں علی بن حکم کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تو حضور ﷺ کے دم فرمانے سے

1۔ الشفاء، جلد 1، صفحہ 451۔ (بیروت، دار الکتاب العربی)، تحقیق البجاوی)

2۔ مصدر مذکور، جلد 1، صفحہ 452

3۔ نفس مرجع، جلد 1، صفحہ 453

4۔ کتاب مذکور، جلد 1، صفحہ 453

marfat.com

فوراً ٹھیک ہو گئی اور وہ گھوڑے پر سوار بدستور لڑتے رہے۔

ابو رافع کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ حضور ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا تو ان کی تکلیف فوراً رفع ہو گئی۔ گویا انہیں کچھ ہوا ہی نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی تکلیف تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دعا فرمانے لگے جب ان کے کانوں میں آواز پڑی تو آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ اے اللہ! اسے شفاو عافیت عطا فرما۔ پھر اپنے قدم مبارک سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ضرب لگائی اس کے بعد انہیں یہ تکلیف کبھی نہیں ہوئی۔(1)

عکرمہ بن ابو جہل نے غزوۂ بدر کے دن معاذ بن عمرو بن جموح کا ہاتھ کاٹ ڈالا وہ اپنا ہاتھ اٹھا کر لے آئے۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک لگا کر ہاتھ جوڑ دیا۔ وہ ہاتھ اسی طرح ہو گیا جیسے پہلے تھا۔

کلثوم بن حصین کے حلق میں غزوۂ احد کے دن تیر لگا۔ حضور سرور عالم ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک اس پر لگایا۔ وہ زخم ٹھیک ہو گیا حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے سر میں زخم تھا حضور ﷺ نے اس پر تھوکا وہ زخم وہیں ختم ہو گیا (یعنی آگے نہیں بڑھا)

حضرت خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ کے شانے پر غزوۂ بدر میں تلوار کا کاری وار لگا۔ ہڈی اپنی جگہ سے ہٹ گئی۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک اس پر لگا کر اسے اپنی جگہ لگا دیا۔ اور وہ شفایاب ہو گئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب ہجرت کے دوران حضور ﷺ کے ساتھ غار ثور میں داخل ہوئے۔ حضور نے اپنا سر مبارک ابو بکر کی گود میں رکھا اور آرام فرما گئے۔ سوراخ سے کسی چیز نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا۔ سرکار کے لعاب دہن لگانے کی دیر تھی کہ درد کا اثر فوراً ختم ہو گیا۔

بنو خثعم کی ایک عورت بچے کو لائی جو کسی بلاء کے سبب بول نہیں سکتا تھا۔ آپ ﷺ نے پانی لانے کا حکم دیا۔ جب پانی پیش کیا گیا تو حضور ﷺ نے اس میں کلی کی اور ہاتھ دھوئے۔ پھر اس عورت کو وہ پانی دیا کہ بچے کو پلائے اور اس کے جسم پر مل دے جب اس

marfat.com

عورت نے ایسا کیا وہ بچہ نہ صرف ٹھیک ہو گیا۔ بلکہ ایسی ایسی باتیں کرنے لگا کہ عقل مند لوگ بھی انگشت بدنداں رہ جاتے۔

ایک عورت آئی اس کے بچے کو پاگل پن کی شکایت تھی۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے سینہ پر پھیرا تو اس نے قے کی۔ اس کے سینہ سے کتے کے بچے کے برابر سیاہ رنگ کی کوئی چیز نکلی وہ بچہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

اسی طرح ایک عورت آئی اس کے بچے کو گنجے پن کی بیماری تھی۔ سرکار ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا فوراً اس کے بال آگ آئے اور بیماری جاتی رہی اہل یمامہ نے جب یہ سنا تو ایک عورت نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب کے پاس بچے کو لائی اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ فوراً گنجا ہو گیا اور گنجا پن اس کی نسل میں بھی باقی رہا۔

بچپن میں محمد بن حاطب کے بازو پر ہنڈیا الٹ گئی تھی حضور ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا اور لعاب دہن مبارک لگایا وہ فوراً ٹھیک ہو گیا۔

حضرت شرجیل جعفی کے ہاتھ میں گوشت بڑھا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ تلوار یا گھوڑے کی لگام نہ پکڑ سکتے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں شکایت کی آپ ﷺ پوری قوت سے چکی کی طرح اپنی ہتھیلی مبارک اس پر چلاتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے اسے اکھاڑ دیا اور اس کا نشان بھی ختم ہو گیا۔

آپ ﷺ ایک مرتبہ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ایک لونڈی نے کھانے کا سوال کیا۔ آپ نے اسے اپنے سامنے سے کچھ اٹھا کر دیا۔ وہ بڑی بیباک تھی وہ عرض کرنے لگی مجھے وہ کھانا درکار ہے جو آپ ﷺ کے منہ میں ہے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنا چبایا ہوا کھانا نکال کر دے دیا کیونکہ آپ ﷺ سے جو سوال بھی کیا جاتا آپ اسے رد نہیں فرماتے تھے۔ وہ کھانا جب اس کے پیٹ میں پہنچا تو اس پر اس قدر حیا کی کیفیت طاری ہو گئی کہ مدینہ میں اس سے باحیا لڑکی کوئی نہ تھی۔ نیزہ باز (عامر بن مالک) کو استقاء کا مرض ہو گیا۔ انہوں نے کسی کو حضور ﷺ کی خدمت میں دعا کیلئے بھیجا۔ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک میں تھوڑی سی مٹی لی اس میں تھوکا اور اس آدمی کے ہاتھ بھیج دی۔ وہ آدمی حیران تھا اس نے مٹی لے لی اور

marfat.com

یہ گمان کر رہا تھا کہ ان سے مذاق کیا گیا ہے وہ مٹی لے کر ان کے پاس آیا وہ قریب المرگ ہو چکے تھے اس کے استعمال کرنے سے انہیں شفا ہو گئی۔(1)

حضرت فدیک رضی اللہ عنہ کی آنکھیں سفید ہو گئیں۔ انہیں کچھ نظر نہ آتا تھا۔ حضور سرورِ دو عالم ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا۔ ان کی بینائی لوٹ آئی وہ بآسانی سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے حالانکہ ان کی عمر اسی برس تھی۔

آپ ﷺ نے عمیر بن سعد کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور برکت کیلئے دعا فرمائی۔ بوقت وفات ان کی عمر اسی برس تھی لیکن کوئی بال سفید نہ تھا۔ اور حضرت مدلوک رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ جہاں جہاں آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک لگا وہ بال سیاہ ہو گئے حالانکہ ان کا سارا سر سفید ہو چکا تھا۔

حضور ﷺ نے عائذ بن عمرو کے چہرے سے خون پونچھا وہ غزوۂ حنین میں زخمی ہو گئے تھے اور آپ ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی۔ ان کی پیشانی پر نور چمکنے لگا جیسے گھوڑے کی پیشانی میں واضح نشان ہوتا ہے۔

قیس بن زید جذامی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کیلئے دعا فرمائی۔ وہ سو سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے جب ان کی وفات ہوئی۔ ان کا سر سفید ہو چکا تھا ماسوائے حضور ﷺ کی مبارک ہتھیلی کی جگہ کے اور اس جگہ کے جہاں آپ ﷺ کا ہاتھ لگا تھا۔ انہیں چمکتی پیشانی والا کہا جاتا تھا۔ (اَلْاَغَرُّ: روشن جبیں)

عمرو بن ثعلبہ جہنی کے بارے میں بھی یہی مروی ہے اسی طرح حضور ﷺ نے ایک آدمی کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ آخر وقت تک اس کے چہرے پر نور باقی رہا۔

اسی طرح حضور ﷺ نے قتادہ بن ملحان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا ان کے چہرے پر ایسی چمک آ گئی کہ آئینے کی طرح اس میں دیکھا جا سکتا تھا۔ اور عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کی پشت اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ ان سے ایسی خوشبو آتی تھی جو ان کی عورتوں کی خوشبو پر غالب تھی۔

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر کلی کا پانی پھینکا ان کے چہرے پر

1۔ الشفاء، جلد 1، صفحہ 452-453، دار الکتاب العربی

marfat.com

وہ خوبصورتی آگئی جو کسی عورت میں نہ تھی۔ اور بوڑھی ہونے کے باوجود ان کی خوبصورتی برقرار تھی۔

ایک آدمی آیا اسے ہرنیا کی بیماری تھی۔ حضور ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اس چشمے کے پانی سے چھڑکاؤ کرے جس میں آپ ﷺ نے کلی فرمائی تھی۔ ایسے کرنے سے اس کی تکلیف رفع ہو گئی۔ جو آدمی بھی جنون میں مبتلا ہوتا اور آپ ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا آپ ﷺ اس کے سینے پر دست مبارک لگاتے تو اس کا جنون ختم ہو جاتا۔

اسی طرح آپ ﷺ نے جریر بن عبداللہ کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی کیونکہ عرض کی گئی تھی کہ وہ گھوڑے سے گر جاتے ہیں آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ بہترین شہسوار بن گئے۔

عبدالرحمٰن بن زید کم سن اور بدہیئت تھے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کیلئے دعا فرمائی وہ سب لوگوں سے طویل القامت ہو گئے ایک بچہ بُز پر ہاتھ پھیرا اس کا دودھ اتر آیا۔ حالانکہ اسے کسی نر نے ابھی چھوا تک نہیں تھا۔ اسی طرح ام معبد، انس، ابن مسعود اور مقداد رضی اللہ عنہم کی بکریوں کا واقعہ بھی ہے۔

اپنے صحابہ کرام کو روانہ کرتے وقت ایک مشک دی اس میں پانی تھا۔ اس کا منہ بند کرنے کے بعد دعا فرمائی۔ راستے میں جب نماز کا وقت آیا اور وضو کرنے کیلئے انہوں نے مشک کا منہ کھولا تو اس میں تازہ دودھ موجود تھا اور مشک کے منہ پر مکھن جما ہوا تھا۔

چیزوں کی ماہیت کا بدل جانا

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار غزوۂ بدر میں ٹوٹ گئی۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک لکڑی دی اور فرمایا جاؤ اس سے لڑو وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں طویل چمکدار تلوار بن گئی۔ وہ اس سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے اس کے بعد بھی وہ تلوار ان کے پاس تھی حتی کہ مرتدین کے خلاف لڑائی میں آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اس تلوار کا نام "عون" تھا۔

غزوۂ احد کے دن عبدالرحمٰن بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ضائع ہو گئی تو آپ ﷺ نے انہیں کھجور کی ٹہنی عطا فرمائی وہ ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔

marfat.com

آپ ﷺ فتح مکہ کے دن بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ کعبہ کے اردگرد بت نصب تھے۔ آپ ﷺ اپنی چھڑی مبارک سے اشارہ فرماتے جارہے تھے اور زباں سے یہ ارشاد فرمارہے تھے۔

"جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ"

حق آگیا اور باطل چلا گیا۔

سب بت ایک ایک کر کے گرتے جارہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے کسی بت کے چہرے کی طرف اشارہ نہیں فرمایا مگر وہ گدی کے بل گر پڑا اور جس بت کی گردن کی طرف اشارہ فرمایا وہ اوندھا گر پڑا۔ حتیٰ کہ سارا کعبہ بتوں سے پاک ہو گیا۔(1)

فتح مکہ کے دن کبوتروں نے آپ ﷺ کو دھوپ سے بچانے کی خاطر آپ ﷺ پر سایہ کیا۔ حضور سرور دو عالم ﷺ نے خوش ہو کر ان کیلئے دعا فرمائی چنانچہ یہ کبوتر اب تک حرم شریف میں موجود ہیں۔

بچوں کا گفتگو کرنا

ایک نوزائیدہ بچے کو آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا میں کون ہوں؟ وہ ایک دن کا بچہ کہنے لگا۔ آپ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں اس کے بعد اس بچے نے کوئی بات نہ کی حتیٰ کہ بات کرنے کی عمر کو پہنچ گیا اور باتیں کرنا شروع کیں۔ حضور ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا۔

"صَدَقْتَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ"

تو نے سچ کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔

حضور ﷺ کی دعا کے سبب اسے "مبارک الیمامہ" کہا جاتا تھا۔(2)

مردوں کو زندہ کرنا

ایک آدمی آیا اس کے بارے میں عرض کی گئی کہ اس نے اپنی بیٹی کو فلاں وادی میں زندہ

1۔ الشفاء، جلد 1، صفحہ 433، دار الکتاب العربی۔ بیروت، سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 9، صفحہ 507

2۔ الشفاء، جلد ا، صفحہ ۴۴۹

marfat.com

در گور کر دیا تھا۔ آپ ﷺ اس وادی میں اس آدمی کے ہمراہ تشریف لے گئے اور اس بچی کا نام لے کر پکارا۔ اے فلاں کی بیٹی! اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ وہ زندہ ہو گئی اور آپ ﷺ کے سامنے پیش ہو کر کہہ رہی تھی۔

"لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ"

یا رسول اللہ! حضور کی یہ خادمہ حاضر ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو چکے ہیں اگر تو چاہے تو تمہیں ان کے پاس لوٹا دوں۔ وہ کہنے لگی مجھے اس کی حاجت نہیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس مجھے میسر ہے وہ ان دونوں سے بہتر ہے۔(1)

گوہ (سوسمار) کا ایمان لانا

آپ ﷺ ایک دفعہ صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک بادیہ نشین آیا۔ اس نے گوہ کا شکار کیا تھا(2)۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں۔ بتایا گیا اللہ کے رسول ہیں۔ وہ کہنے لگا مجھے لات وعزیٰ کی قسم! اس وقت تک تم پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ جب تک یہ گوہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لائے اور یہ کہہ کر گوہ کو حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے اس گوہ کو مخاطب کیا تو اس نے بآواز بلند واضح عربی زبان میں جواب دیا۔ سب لوگ سن رہے تھے وہ کہنے لگی:

"لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یَا زَیْنَ مَنْ وَافَی الْقِیَامَۃِ"

1۔ ایضاً

2۔ بیہقی، طبرانی، الشفاء جلد ا، صفحہ ۴۳۵، حاکم، دار قطنی، ضیاء النبی، جلد 5، صفحہ 825، ابن جوزی، "الوفاء"، صفحہ 336 بعد

گوہ (سوسمار): یہ خشکی میں رہنے والا جانور ہے۔ یہ چھپکلی کے مشابہ ہوتا ہے۔ ابن خالویہ کی تحقیق کے مطابق یہ پانی نہیں پیتا۔ اس کی عمر سات سو سال سے زائد ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ چالیس دن کے بعد صرف ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے۔ اس کا کوئی دانت نہیں گرتا۔ اس کے دانت علیحدہ علیحدہ نہیں بلکہ ایک ہی ٹکڑا ہوتا ہے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اور بعض نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ موضوع ہے۔ لیکن یہ دونوں باتیں مردود ہیں۔ کیونکہ اس کے راوی حفاظ حدیث ہیں۔ علامہ زینی دحلان لکھتے ہیں کیونکہ یہ کثیر طرق سے مروی ہے ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی سند ضعیف ہو لیکن یہ کثیر طرق ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

marfat.com

اے قیامت کے قریب آنے والوں کو زینت دینے والے میں حاضر ہوں۔

آپ ﷺ نے استفسار فرمایا تو کس کی عبادت کرتی ہے۔ اس نے جواب دیا۔

"اَلَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُه وَ فِی الْاَرْضِ سُلْطَانُهٗ وَ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ وَ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ وَ فِی النَّارِ عِقَابُهٗ"

میں اس کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان پر ہے جس کی حکمرانی زمین پر جس کا اقتدار سمندروں میں جس کی رحمت جنت میں اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے۔

آپ ﷺ نے دوبارہ دریافت فرمایا میں کون ہوں؟ وہ کہنے لگی۔

"رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ خَاتَمُ النَّبِیّیْنَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ وَخَابَ مَنْ كَذَّبَكَ"

(آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، آخری نبی ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کی تکذیب کی خائب وخاسر ہوا)

یہ سن کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ (دیکھیے: زینی دحلان، "السیرۃ النبویہ"، جلد 3، صفحہ 128)

بھیڑیئے کا گفتگو کرنا

ایک بدو بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے بکریوں پر حملہ کر دیا چرواہے نے بکری چھڑا لی (1)۔ وہ بھیڑیا بیٹھ گیا اور چرواہے سے کہنے لگا تمہیں اللہ کا خوف نہیں آتا۔ میرے اور میرے رزق کے مابین کیوں حائل ہو گئے ہو۔ چرواہا کہنے لگا تعجب ہے بھیڑیا انسانوں کی زبان میں باتیں کرتا ہے۔ وہ بھیڑیا کہنے لگا تعجب تو تم پر ہے تم یہاں بکریاں چرا رہے ہو اور اس نبی کی زیارت کو نہیں جاتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس جیسا عظیم انسان مبعوث نہیں فرمایا۔ جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اہل جنت اس کے ساتھیوں کی لڑائی کو بڑے تعجب سے

1۔ احمد، بزار، بیہقی، طبقات ابن سعد جلد ۱، صفحہ ۱۱۴، الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۴۳۶
اسی طرح کا ایک واقعہ امام احمد نے اسناد جید کے ساتھ، امام ترمذی اور حاکم نے اسناد صحیح کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 9، صفحہ 517)

maarifat.com

دیکھ رہے ہیں۔ تیرے اور اس نبی کے مابین صرف پہاڑ کی یہ گھاٹی ہے اسے عبور کرنے کے بعد تم اس کے لشکر میں شامل ہو جاؤ گے۔ وہ چرواہا کہنے لگا لیکن میری بکریوں کی حفاظت کون کرے گا؟ وہ بھیڑیا کہنے لگا تمہاری واپسی تک میں انہیں چراتا ہوں۔ چنانچہ وہ چرواہا بکریاں بھیڑیئے کے حوالے کر کے چلا گیا۔ اور حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا۔ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اپنی بکریوں کے پاس چلے جاؤ انہیں اسی طرح پاؤ گے وہ چرواہا واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ بکریاں پوری تعداد میں موجود ہیں اور بھیڑیا پاس بیٹھا ہوا ہے اس نے خوش ہو کر بھیڑیئے کیلئے ایک بکری ذبح کی۔

اسی طرح کا واقعہ ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ کے ساتھ بھی ان کے اسلام قبول کرنے سے قبل پیش آیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا ہرن کا تعاقب کر رہا ہے جب وہ ہرن حدود حرم میں داخل ہو گیا تو وہ بھیڑیا واپس ہو گیا وہ دونوں اس بات سے بڑے متعجب ہوئے وہ بھیڑیا کہنے لگا اس سے بھی عجیب بات تو یہ ہے کہ (رسول اکرم ﷺ) محمد بن عبداللہ ﷺ تو مدینہ میں تمہیں جنت کی دعوت دیتے ہیں اور تم انہیں آگ کی طرف بلاتے ہو ابوسفیان نے صفوان سے کہا اگر تم نے مکہ جا کر یہ واقعہ ظاہر کیا تو مجھے لات و عزیٰ کی قسم سارا شہر خالی ہو جائے گا۔ (یعنی لوگ قبول اسلام کیلئے مدینہ ہجرت کر جائیں گے)(1)

اونٹ اور بکریوں کا سجدہ کرنا

حضور ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ سیدنا ابوبکر و عمر اور انصار میں ایک صحابی (رضی اللہ عنہم) ہمراہ تھے (2)۔ باغ میں بکریاں تھیں انہوں نے حضور ﷺ کو سجدہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ان بکریوں کی نسبت ہمارا زیادہ حق ہے کہ ہم آپ ﷺ کو سجدہ کریں تو حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کسی کیلئے یہ جائز نہیں کہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ باغ میں تشریف فرما تھے کہ ایک

1۔ الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۳۸۴ دار الکتاب العربی، ضیاء النبی، جلد 5، صفحہ 824

2۔ احمد، بزار، الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۳۳۹

marfat.com

اونٹ آیا۔ اس نے حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابو بکر و عمر وغیرہ نے عرض کی یہ بے عقل جانور آپ ﷺ کو سجدہ کر رہا ہے ہم تو باشعور اور عقل مند ہیں ہم اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ کسی بشر کیلئے کسی بشر کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ اگر سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

اونٹ کے بارے میں اسی طرح کا واقعہ حضرت ثعلبہ بن مالک اور بعض دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی مروی ہے (1)۔ وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بھی باغ میں داخل ہوتا تو یہ اونٹ اس پر حملہ کر دیتا۔ حضور ﷺ باغ میں تشریف لے آئے۔ اس اونٹ کو بلایا وہ آیا اپنا ہونٹ زمین پر رکھا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اسے نکیل ڈال دی اور فرمایا۔ زمین و آسمان کی ہر چیز یہ جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں ماسوائے نافرمان جنوں اور انسانوں کے۔

ایک اونٹ نے یہ شکایت کی کہ اس کا مالک اس سے زیادہ کام لیتا ہے اور چارہ کم ڈالتا ہے۔

ہرنی کا گفتگو کرنا

ایک ہرنی نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ اسے اعرابی سے چھڑا دیں وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر آجائے گی۔ آپ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا اس نے شہادتین (توحید و رسالت) کا اقرار کیا۔ (2)

وہ بکری جو یہودی عورت نے دعوت میں خیبر کے مقام پر پیش کی تھی اس کے گوشت نے آپ ﷺ کو بتایا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی موجودگی میں اونٹنی نے گواہی دی کہ اس کے مالک نے چوری نہیں کی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو تکریم کے ساتھ بھیجا ہے اس نے مجھے چرایا نہیں اور اس کے سوا کوئی دوسرا شخص میرا مالک نہیں رہا۔

1۔ ابو نعیم، احمد، دارمی، بزار، بیہقی، حاکم، مسلم، ابو داؤد، الشفاء جلد ا، صفحہ ۳۴۹، سبل الہدیٰ والرشاد، 510/9

2۔ ابو نعیم، بیہقی، ابن حجر؛ زینی دحلان: "السیرۃ النبویہ"، جلد 3، صفحہ 239، "حجۃ اللہ علی العالمین"، 28-29/2

marfat.com

پانچ، چھ یا سات اونٹ حضور ﷺ کی خدمت میں عید کے دن ذبح کرنے کی غرض سے پیش کیے گئے۔ ان سب نے حضور ﷺ کے سامنے سر جھکا دیا کہ جسے آپ چاہیں پہلے ذبح فرمائیں۔(1)

اور ''عضباء'' نامی حضور ﷺ کی اونٹنی کا واقعہ پہلے گذر چکا ہے۔ جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے حضور اکرم ﷺ سے بات چیت کی اور اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ گھاس وغیرہ اس کی طرف بڑھتی تھی، درندے اسے کوئی نقصان نہ پہنچاتے۔ اور اسے بتاتے کہ تو محمد ﷺ کی سواری ہے۔ آقائے دوجہاں ﷺ کی وفات کے بعد اس اونٹنی نے نہ تو کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا مر گئی۔(2)

اور حضور ﷺ کے گدھے یعفور کا آپ ﷺ سے بات چیت کرنا اور آپ کا اسے صحابہ کرام کے گھروں کی طرف بھیجنا (یہ واقعہ بھی پہلے گذر چکا ہے) وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گھروں کے دروازوں پر اپنا سر مارتا تھا اور انہیں بلا کر لاتا تھا۔ حضور ﷺ کے سانحہ ارتحال کے وقت اس نے اپنے آپ کو فرط غم کی وجہ سے کنوئیں میں گرا دیا(3)۔ اس واقعہ کا ذکر حضور ﷺ کے جانوروں کے سلسلے میں گذر چکا ہے۔

جانوروں کی صفات ذمیمہ کا بدل جانا

آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کو لکڑی وغیرہ کے آنکس سے ہانکا۔ وہ لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو چکا تھا۔ وہ اتنا پھرتیلا ہو گیا کہ اس کی نکیل قابو میں رکھنا ممکن نہ رہا۔ اسی طرح جعیل اشجعی کی گھوڑی کے ساتھ بھی یہی کیا کہ آپ ﷺ نے اپنے درے کے ساتھ اسے ایک ضرب لگائی۔ اور برکت کیلئے دعا فرمائی اس کی لگام کو کنٹرول کرنا ممکن نہ رہا۔ انہوں نے اس کے پیٹ سے بارہ ہزار کے بچے فروخت کیے۔

حضور ﷺ ایک دفعہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ست رو گدھے پر سوار ہوئے

1۔ سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 9، صفحہ 525

2۔ الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۴۰۰

3۔ الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۳۴۳، دار الکتاب العربی، ضیاء النبی، جلد 5، صفحہ 890

marfat.com

جب آپ ﷺ نے اسے واپس کیا تو وہ راہوار بن چکا تھا۔ اور ریس (Race) میں سب سے سبقت لے جاتا تھا۔

ایک دفعہ اہل مدینہ رات کے وقت کسی وجہ سے خوف میں مبتلا ہو گئے۔ حضور ﷺ ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ یہ گھوڑا عیب دار تھا یعنی تیز نہیں دوڑ سکتا تھا جب آپ ﷺ واپس آئے تو فرمایا ہم نے تمہارے گھوڑے کو سمندر کی طرح پایا ہے۔ اس کے بعد کوئی گھوڑا اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ (1)

نباتات کی اطاعت

اور درخت نے بھی آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی جیسا کہ اعرابی والی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اسے اسلام کی طرف دعوت دی وہ کہنے لگا کیا آپ ﷺ کے اپنے سچے ہونے کا کوئی گواہ بھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! یہ درخت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس درخت سے گواہی طلب کی تو اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے اسے اپنی جگہ چلے جانے کا حکم ارشاد فرمایا تو وہ چلا گیا۔

اسی طرح آپ ﷺ نے دو درختوں کو باہم پیوست ہو جانے کا حکم ارشاد فرمایا تو وہ مل گئے پھر انہیں علیحدہ ہونے کا حکم دیا تو وہ علیحدہ ہو گئے اس واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حضور رسالتمآب علیہ الصلاۃ والتسلیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ ان کھجور کے درختوں کی طرف جاؤ اور انہیں کہو کہ رسول اکرم ﷺ تمہیں حکم فرما رہے ہیں کہ آپس میں مل جاؤ۔ وہ درخت آپس میں جڑ گئے اور ایک دیوار بن گئے۔ حضور ﷺ نے ان کی اوٹ میں قضائے حاجت فرمائی۔ اور دوبارہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ انہیں جا کر کہو کہ اپنی اپنی جگہ واپس لوٹ جائیں تو وہ اپنی اپنی جگہ واپس آ گئے۔

آپ ﷺ ایک جگہ آرام فرما رہے تھے کہ ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو ماجرا عرض کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس درخت نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے اجازت طلب کی تھی کہ مجھ پر سلام عرض

1۔ مشکاۃ، باب اخلاق و شمائل، فصل اول، صفحہ 518، "صحیح مسلم"، جلد 2، صفحہ 252

marfat.com

کرے۔ اللہ رب العزت نے اس کی درخواست کو منظور فرمالیا۔

جنات آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ کون اس بات کا گواہ ہے کہ آپ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ درخت ساتھ ہی ایک کانٹے دار بڑے درخت کی طرف اشارہ فرمایا۔ پھر حضور ﷺ نے اس درخت کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو۔ وہ اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا حاضر ہوا اس کے چلنے کی آواز چکی کی آواز کی طرح بھاری تھی۔ (1)

غزوۂ طائف کے موقع پر آپ ﷺ رات کے وقت چل رہے تھے۔ آپ ﷺ پر اونگھ طاری تھی۔ چلتے چلتے سامنے ایک بیری کا درخت آگیا۔ آپ ﷺ کو سامنے پاکر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور آج تک اسی طرح ہے۔ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ دعا فرمائی اے اللہ! مجھے ایسی نشانی دکھادے کہ اس کے بعد مجھے اپنے جھٹلانے والوں کی کوئی پرواہ نہ رہے پھر آپ ﷺ نے ایک درخت کو بلایا وہ چلتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اسے اپنی جگہ واپس چلے جانے کا حکم دیا تو وہ چلا گیا۔

اسی طرح حضور ﷺ نے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایسی ہی نشانی دکھلائی آپ ﷺ نے ایک درخت کو بلایا تو وہ سامنے پیش ہو گیا۔ پھر اسے اپنی جگہ چلے جانے کا حکم دیا تو وہ اپنی جگہ چلا گیا۔

آقائے دو عالم ﷺ نے ایک اُعرابی سے فرمایا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اس کھجور کی شاخ کو بلاؤں تو کیا وہ میرے پاس آکر میری رسالت کی گواہی دے گی۔ اس نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے اس شاخ کو بلایا تو وہ اچھلنے لگی حتیٰ کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی۔

جب حضور ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو شجر و حجر نے آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ میں مکہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے قبل مجھ کو سلام کیا کرتا

1۔ الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۳۲۰

marfat.com

تھا۔ ابتداء بعثت میں آپ ﷺ جس پتھر یا درخت کے پاس سے گذرتے وہ آپ ﷺ کو سلام کیا کرتا تھا۔(1)

حنین الجذع

کھجور کا وہ مُڈھ (ستون) جس کا سہارا لے کر حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کیلئے منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ اس پر جلوہ افروز ہوئے تو اس ستون نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ اس کی آواز دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی طرح تھی اس کی آواز سے مسجد لرزنے لگی۔ اسے دیکھ کر لوگ بھی زار و قطار رونے لگے۔ تا آنکہ آقائے نامدار ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ذکر و موعظت سے محروم ہونے کی وجہ سے رونے لگا تھا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میں اس سے معانقہ نہ کرتا تو قیامت تک یہ روتا رہتا۔ پھر حضور ﷺ کے حکم کے مطابق اسے منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 9، صفحہ 494)

پھلوں اور کنکریوں کا تسبیح کہنا

کنکریوں نے آپ ﷺ کی مٹھی مبارک میں تسبیح پڑھی۔ اسی طرح حضور ﷺ بیمار تھے جبریل نے ایک پلیٹ میں کھانا اور انار پیش کئے۔ ان اشیاء نے آپ ﷺ کے سامنے تسبیح کہی۔(2)

حضور ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں انہیں کسی کتاب یا دفتر میں مدون کرنا ممکن نہیں۔ میں نے اس بحر بیکراں سے ایک قطرہ نقل کیا ہے۔ امید ہے یہ عام مومنین کیلئے باعث ایقان ہو گا۔

1۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 9، صفحہ 501

2۔ زینی دحلان، "السیرۃ النبویہ"، جلد 3، صفحہ 128، حضرت پیر محمد کرم شاہ، "ضیاء النبی"، جلد 5، صفحہ 816، "سبل الہدیٰ والرشاد"، جلد 9، صفحہ 503

marfat.com

وفات حسرت آیات

آنحضرت ﷺ کے وصال پرملال کے وقت باختلاف روایات آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال، ساٹھ سال، پینسٹھ سال، ایک قول کے مطابق باسٹھ سال گیارہ ماہ بائیس دن تھی۔ اور پیر کے دن چاشت، زوال یادن کے آخری حصے میں بتاریخ دو یابارہ ربیع الاول کو آپ ﷺ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔(1)

آپ ﷺ بارہ، چودہ یا اٹھارہ دن بیمار رہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو تین مرتبہ عیادت کیلئے بھیجا۔ انہوں نے عرض کی اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ کو سلام کہہ رہے ہیں اور ان کا علم سب اشیاء کو محیط ہونے کے باوجود آپ (ﷺ) سے دریافت فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی طبیعت کیسی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے آپ کو غمگین تکلیف...... میں پاتا ہوں۔

وہ بیماری جس کے سبب آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ اس کی ابتداء بخار سے ہوئی ساتھ ہی اس زہر کے سبب درد شروع ہو گیا جو خیبر کے مقام پر آپ ﷺ کو زہر آلود بکری کی صورت میں دیا گیا تھا۔ اللہ رب العزت نے اس کی تاثیر آج کے وقت تک کیلئے محفوظ رکھی تھی تاکہ آپ ﷺ کو رتبہ شہادت پر فائز کیا جائے۔

ایام مرض میں آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا خیبر میں جو کھانا میں نے کھایا تھا اس کی تاثیر آج بھی محسوس کر رہا ہوں۔ ایسے لگتا ہے زہر کی وجہ سے میری رگ دل(2) کٹ رہی ہے۔ اس بیماری کے دوران آپ ﷺ نے چالیس غلام آزاد فرمائے آپ

1۔ آپ ﷺ کا وصال پرملال سوموار کے دن ہوا اور تدفین بدھ کی رات عمل میں لائی گئی۔ متاخرین و محققین علماء کرام نے اسی قول کی تائید فرمائی ہے۔ (ابن کثیر: "السیرۃ النبویہ"، جلد 4، صفحہ 539) یہ سات جون 632ء بمطابق 12، ربیع الاول 11ھ کی تاریخ تھی ہے۔

2۔ رگ دل یعنی AQRTA۔

marfat.com

ﷺ کے پاس سات دینار تھے۔ وفات سے قبل انہیں بھی اللہ کی راہ میں خرچ فرمادیا تھا۔ بیماری کے باوجود آپ ﷺ امامت فرماتے رہے۔ ضعف کی وجہ سے تین دن تک امامت نہ کروا سکے۔ بعض روایات میں سترہ نمازوں کا ذکر ہے۔ اس دوران آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

مروی ہے کہ آپ ﷺ کی بیماری کا آغاز سورہ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ کے بعد ہوا گویا یہ سورت آپ ﷺ کی وفات کا اعلان تھا۔ آپ ﷺ جمعرات کے دن باہر تشریف لائے آپ ﷺ نے سر اقدس پر سیاہ عمامہ کے نیچے سیاہ رنگ کی پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کردو کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت سننے کیلئے جمع ہوں۔ یہ میری آخری وصیت ہے حضرت بلال نے منادی کردی چھوٹے بڑے سب جمع ہوگئے۔ انہوں نے گھروں کے دروازے کھلے چھوڑ دیئے۔ بازار اسی طرح کھلے تھے حتی کہ پردہ نشین عورتیں بھی آپ ﷺ کی وصیت کو سننے کیلئے گھروں سے باہر نکلیں۔ مسجد نبوی لوگوں سے پر ہوگئی اور حضور ﷺ لوگوں سے فرمارہے تھے اپنے پیچھے آنے والوں کو جگہ دو۔ پھر آپ ﷺ اٹھے ایک طویل اور فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

اے مسلمانوں کے گروہ! تم اللہ کی رحمت اور حفاظت میں ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر میرا خلیفہ ہے۔ اللہ کا تقویٰ اور طاعت اختیار کرو۔ میں عنقریب اس دنیا کو چھوڑنے والا ہوں۔ یہ فرمایا اور پھر آپ ﷺ اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ بیماری کی شدت میں اضافہ ہو گیا اس کے بعد آپ ﷺ خطبہ کیلئے پھر کبھی تشریف نہیں لائے۔

بوقت انتقال آپ ﷺ حضرت عائشہ کے سینہ سے سہارا لئے ہوئے تھے آپ ﷺ کے پاس پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا۔ اپنا دست مبارک بار بار اس میں ڈالتے اور پانی کے ساتھ چہرے کو تر فرماتے اور فرماتے اے اللہ! سکرات الموت میں میری مدد فرما۔ آپ ﷺ نے ایک طشت منگوایا تا کہ اس میں رفع حاجت فرماسکیں قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے مسواک فرمائی۔

marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے لَآاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک موت کی سختیاں ہیں)

پھر اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور فرمانے لگے۔

"فِى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى" (1)

اے اللہ مجھے اپنی مرافقت میں فرمالے۔

حتی کہ اسی حالت میں آپ ﷺ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور آپ ﷺ کا ہاتھ نیچے ہو گیا۔

جب آپ ﷺ کی وفات شریف کے بارے میں لوگوں کو شبہ ہوا تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے مابین رکھا اور کہنے لگیں کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ مہر نبوت آپ ﷺ کے شانوں سے اٹھالی گئی ہے اس علامت سے لوگوں نے آپ ﷺ کی وفات کو پہچانا۔ اس دن آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تھے اور انہی کی باری تھی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات حسرت آیات کے بعد گھر میں داخل ہوئے۔ اپنا منہ آپ ﷺ کی پیشانی پر اور ہاتھ آپ ﷺ کی کلائیوں پر رکھے۔ اور کہا

"وَانبِيَّاهُ! وَاصَفِيَّاهُ! وَاخَلِيْلاَهُ"

اے جلیل القدر نبی! اے اللہ کے برگزیدہ محبوب! اے دوست!

اور فرمایا: "اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ" (2)

آپ (ﷺ) بھی اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں اور وہ بھی۔

اس دن مدینہ میں ہر چیز سیاہ ہو گئی۔ جس طرح آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن

1۔ الرفیق الاعلی: یعنی ملائکہ کے ساتھ، یا ان انبیاء کے ساتھ جن پر تیرا انعام ہوا الآیہ، یا وہ جگہ جہاں ان کی معیت حاصل ہو سکے اور وہ جنت یا آسمان ہے۔ ابن حجر کا قول ہے کہ تیسرا قول زیادہ زیادہ قابل اعتماد ہے اور اکثر شارحین کی بھی یہی رائے ہے۔ ایک قول ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات والا شان ہے کیونکہ یہ اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ (شرح جامع صغیر)

2۔ سورہ زمر: آیت 30

marfat.com

ہر چیز روشن ہو گئی تھی۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک پر آخری کلمات یہ تھے۔

"اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ اِتقُوا اللّٰہَ فِیمَا مَلَکَتْ اَیمَانُکُمْ"

نماز کی حفاظت کرو اور غلاموں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔

یہ کلمات بڑی مشکل سے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہو رہے تھے۔ حاکم نے مستدرک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک پر آخری کلمات یہ تھے۔

"جَلَالُ رَبِّیَ الرَّفِیعِ"

پھر آپ ﷺ کی روح مبارک پرواز کر گئی۔

مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کی دروازے پر ملک الموت اجازت کا خواہاں ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ سے پہلے اس نے کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اجازت دے دو۔ وہ داخل ہوا اور عرض کی اے محمد (ﷺ) میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ ﷺ اجازت فرمائیں تو آپ ﷺ کی روح قبض کر لوں اور اگر منع فرمادیں تو واپس چلا جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت! میری روح قبض کر لو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ! آپ (ﷺ) پر سلام ہو یہ زمین پر میری آخری بار آمد تھی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو سلام فرماتا ہے اور دریافت فرمارہا ہے کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو آپ ﷺ کو صحت عطا کر دوں۔ اور آپ ﷺ کیلئے کافی ہو جاؤں اور اگر آپ ﷺ پسند فرمائیں تو آپ ﷺ کو اپنے پاس بلا لوں اور بخش دوں آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے رب کا فیصلہ جو چاہے اختیار فرمالے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی روح قبض کرنے کے بعد دوبارہ لوٹائی گئی اور دنیا میں باقی رہنے اور اپنے رب کے پاس جانے کا اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے اپنے رب کے پاس حاضری کو منتخب فرمالیا۔

marfat.com

حیرہ کی بنی ہوئی چادر سے آپ ﷺ کو ڈھانپ دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ فرشتوں نے آپ ﷺ کو ڈھانپ دیا۔ ملک الموت کو آپ ﷺ پر بایں الفاظ روتے سنا گیا۔ وَاُمُحَمَّدَاہ!

تمام صحابہ کرام اس دن شدید اضطراب کی حالت میں تھے۔ بعض نے تو دہشت کی حالت میں آپ ﷺ کی وفات کی خبر کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی منقول ہے حضرت عثمان کی زبان گنگ ہو گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرط غم سے بیٹھ رہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا سب کی حالت غیر تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر منبر رضی اللہ عنہ پر تشریف لائے اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا"

اور نہیں محمد (مصطفیٰ) مگر (اللہ کے) رسول گذر چکے ہیں آپ ﷺ سے پہلے کئی رسول تو کیا وہ اگر انتقال فرمائیں یا شہید کر دیے جائیں پھر جاؤ گے تم الٹے پاؤں (دین اسلام سے) اور جو پھرتا ہے الٹے پاؤں تو نہیں بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ بھی۔(1)

اور فرمایا خبردار جو محمد (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا۔ بے شک محمد (ﷺ) کی وفات ہو گئی اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ بے شک وہ زندہ ہے اسے موت کبھی نہیں آئے گی۔ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے۔

بے شک آپ (ﷺ) نے بھی دنیا سے انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔(2)

حضرت خضر علیہ السلام کی تعزیت

پھر لوگوں نے دروازے کے پیچھے سے آواز سنی انہیں غسل نہ دو یہ تو طاہر مطہر ہیں۔ پھر سنا انہیں غسل دو یہ ابلیس ہے اور میں خضر (علیہ السلام) ہوں۔ پھر انہوں نے صحابہ کرام سے تعزیت کی۔ پھر فرمایا۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں ہر مصیبت پر تسلی ہے

1۔ آل عمران:144

2۔ سورہ زمر،30

marfat.com

اور ہر گم ہونے والی چیز کا عوض اور ہر وفات پانے والے کا خلیفہ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی توجہ کرو۔ اسی کی طرف رغبت کرو وہ ہر آزمائش میں تمہیں دیکھ رہا ہے۔ تم بھی اسی کی طرف دھیان رکھو۔ مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو گیا۔(1)

غسل مبارک

جب آپ ﷺ کو غسل دینے کا وقت آیا۔ صحابہ کرام سوچ رہے تھے کہ آپ ﷺ کے کپڑے اتارے جائیں یا کپڑوں سمیت آپ ﷺ کو غسل دیا جائے۔ وہ اسی گومگو کی کیفیت میں تھے کہ ان پر نیند طاری ہو گئی۔ اس دوران گھر کے ایک کونے میں ہاتف (☆) غیبی آواز دے رہا تھا انہیں عریاں مت کرو۔ کپڑوں سمیت غسل دو۔ وہ بیدار ہوئے اور آپ ﷺ کو قمیص سمیت غسل دیا۔ وہ قمیص پر پانی ڈالتے اور قمیص کو ہی ملتے تھے۔(2)

آپ ﷺ کو غسل دینے والوں میں حضرات علی، عباس، ان کے دونوں صاحبزادے فضل اور قثم، اسامہ بن زید اور آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام شقران شامل تھے اوس بن خولی ان کی مدد کیلئے حاضر تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنی گود میں بٹھایا۔ اور پہلو کو حرکت دی لیکن کچھ نہ نکلا۔ بے اختیار ان کی زبان سے نکلا اللہ آپ ﷺ پر درود شریف بھیجے آپ ﷺ زندگی میں بھی اور زندگی کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ حضرت عباس، فضل اور قثم رضی اللہ عنہم پہلو بدلنے میں آپ رضی اللہ عنہ کی مدد کر رہے تھے اسامہ اور حضرت شقران پانی ڈال رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جسم کے نچلے حصے اور فضل نے اوپر والے حصے کو دھویا اور حضرت عباس پانی ڈال رہے تھے۔ حضرت فضل کہہ رہے تھے ذرا آہستہ تم نے تو مجھے تھکا دیا ہے۔(3)

غسل کے دوران انہوں نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ تاکہ آپ ﷺ کے

1۔ مدارج النبوۃ، جلد 2، صفحہ 432

2۔ ابن کثیر، "السیرۃ النبویہ"، جلد 4، صفحہ 495، بیہقی: "دلائل النبوۃ"۔

☆ ہاتف غیبی: سروش غیب، آواز غیب، آسمانی آواز، نوائے سروش

3۔ ابن کثیر، "السیرۃ النبویہ"، جلد 4، صفحہ 521، "البدایۃ والنہایۃ"، جلد 7، صفحہ 245

marfat.com

جسم پر نگاہ نہ پڑے کیونکہ یہ خلاف ادب ہے۔ نیز حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ میری شرمگاہ کو کسی نے نہیں دیکھا مگر اس کی بینائی جاتی رہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پٹی نہیں باندھی کیونکہ انہیں اجازت تھی۔

قباء کے قریب غرس نامی کنوئیں کی سات مشکوں کے ساتھ غسل دیا گیا۔(1) آپ ﷺ اسی کا پانی پیتے تھے۔ تین مرتبہ بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دیا گیا یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ پہلی مرتبہ خالص پانی سے دوسری مرتبہ بیری کے پتوں والے پانی اور تیسری مرتبہ کستوری اور کافور کے ساتھ۔

کفن مبارک

تین سوتی کپڑوں میں آپ ﷺ کو کفن دیا گیا۔ یہ تینوں لفافے (چادریں) تھیں۔ ان میں قمیص اور عمامہ شامل نہ تھا۔ یہ ان سلی چادریں تھیں۔ یہ یمن کے سحول نامی شہر کی بنی ہوئی تھیں۔ اسی نسبت سے انہیں "سحولیہ" کہا جاتا تھا۔ تکفین کے وقت پہلی قمیص اتار لی گئی جس میں غسل دیا گیا تھا۔

تدفین کا بیان

اس کے بعد صحابہ کرام میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپ ﷺ کی تدفین کس جگہ ہو؟ بعض نے کہا آپ ﷺ کو مکہ میں دفن کیا جائے۔ بعض کی رائے تھی مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں کچھ صحابہ کی رائے تھی کہ آپ ﷺ کو بیت المقدس میں دفن کیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا۔ اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح وہیں قبض فرماتا ہے جہاں وہ دفن ہونا چاہتا ہے۔ حضور کو آپ کے بستر کی جگہ ہی دفن کرو۔

ایک دوسری روایت کے الفاظ میں کوئی نبی دفن نہیں کیا گیا مگر اسی جگہ جہاں اس کی وفات ہوئی۔ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے بستر کی جگہ ہی دفن کرو۔ منگل کے دن آپ ﷺ

1۔ یہ کنواں سعد بن خیثمہ کی ملکیت تھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "غرس کا کنواں بہترین کنواں ہے۔ یہ جنت کے چشموں میں سے بہترین چشمہ ہے۔ اس کا پانی نہایت پاکیزہ ہے۔" (البدایہ والنہایہ، ضیاء النبی)

marfat.com

کی تجہیز و تکفین ہوئی۔ آپ ﷺ کو گھر میں ہی چارپائی پر رکھا گیا۔

نماز جنازہ کی کیفیت

عرش بریں سے رب العزت، فرشتوں اور عام لوگوں نے علیحدہ علیحدہ نماز ادا کی کوئی شخص امامت کروانے والا نہیں تھا۔(1) اور جنازہ کی معروف دعا بھی نہیں پڑھی گئی بلکہ لوگ اس بات کی گواہی دے رہے تھے۔

"إِنَّا نَشْهَدُ أَنَّكَ بَلَّغْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ"

آپ ﷺ نے امانت کو پہنچا دیا اور امت کو نصیحت فرمائی۔ ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کے جنازے کو مسجد کے دروازے پر لایا گیا اور نماز ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کئی مرتبہ ادا کی گئی پہلے آزاد مردوں پھر آزاد عورتوں، پھر بچوں، پھر غلاموں اور پھر لونڈیوں نے نماز ادا کی۔ ابن ماجشون کے قول کے مطابق بہتر مرتبہ نماز ادا کی گئی۔ قبر میں آپ ﷺ کے نیچے سرخ یا سفید رنگ کا کمبل رکھا گیا۔ حضور ﷺ اسے اوڑھتے تھے۔ یا سوتے وقت اس کا بستر بنا لیتے۔ دوران سفر اسے سواری کے پالان پر رکھتے تھے۔ مروی ہے کہ مٹی ڈالنے سے قبل اسے نکال لیا گیا تھا۔

قبر مبارک

آپ ﷺ کی قبر مبارک لحد (بغلی قبر) کی صورت میں کھودی گئی۔ اس بارے میں بھی صحابہ کرام متردد تھے کہ لحد (بغلی قبر) بنائے جائے یا شق (صندوقی قبر) مدینہ میں دو گورکن

1۔ اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ تمام لوگوں نے امام کے بغیر نماز جنازہ ادا کی اور بغیر امام کے نماز جنازہ پڑھنے کی متعدد حکمتیں لکھی ہیں:۔

(ا) سرکار دو عالم ﷺ خود امام الاولین والاخرین تھے۔ حضور زندہ تھے۔ اور امام الاولین والآخرین کی موجودگی میں اور کون امام بن سکتا ہے؟

(ب) نیز اس کا مقصد یہ بھی تھا کہ ہر مسلمان علیحدہ علیحدہ اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ صلاۃ و سلام عرض کرے اور اس شرف سے سرفراز کیا جائے۔

دیکھئے (جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری: "ضیاء النبی"، جلد 4، صفحہ 840

marfat.com

تھے ایک لحد بناتے تھے یہ ابو طلحہ تھے اور دوسرے ابو عبیدہ یہ صندوقی قبر بناتے تھے۔ اس پر اتفاق کیا گیا کہ جو سب سے پہلے آجائیں اس کے مطابق قبر کھودی جائے چنانچہ سب سے پہلے لحد (سامی) والے آئے اور انہوں نے لحد ہی تیار کی۔(1)

آپ ﷺ کی قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا یہ چھڑکاؤ کرنے والے حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے مشک لے کر سر کی طرف سے شروع کر کے پاؤں کی طرف ختم کیا۔ سر کی طرف سے آپ ﷺ کو قبر انور میں رکھا گیا اور قبلہ رو دائیں پہلو لٹا دیا گیا۔ قبر میں اترنے والے حضرت علی، فضل، قثم اور شقران تھے۔ خولی ان کے ساتھ اترے۔ ایک انصاری نے لحد کو برابر کیا یہ وہی شخص تھا جس نے غزوۂ بدر کے دن انصار کی قبروں کو بند کیا تھا۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ تدفین میں چار حضرات علی، عباس، فضل اور ابو صالح رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ شعبی کی روایت میں ہے کہ جن لوگوں نے آپ ﷺ کو قبر میں داخل کیا یہ چار حضرات تھے، علی، عباس، اسامہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم

قبر مبارک زمین سے ایک بالشت اونچی رکھی گئی اور اس پر کنکریاں ڈال دی گئیں اور مربع شکل بنائی گئی۔ جب ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں اس پر دیوار گر گئی تو اس کی اصلاح کر کے کوہان کی شکل بنائی گئی۔ آپ ﷺ کی وفات کے دن زمین تاریک ہو گئی۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں بدھ یا منگل کی رات یا بدھ یا منگل کے دن زوال آفتاب کے وقت آپ ﷺ کو دفن کیا گیا۔ اہل بیتؑ اور صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی وفات پر مرثیے کہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرثیہ کے چند اشعار یہ ہیں۔

مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ احمد　　　اَنْ لاَ يَشُمَّ مَدَى الزَّمانِ غَوَالِيَا
صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ أنها　　　صُبَّتْ عَلَى الأَيَّامِ عُدْنَ لَيَا لِيَا (2)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہیں دفن کیے گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے۔

1۔ ابن کثیر: "السیرۃ النبویہ"، جلد 4، صفحہ 519

2۔ وفاء الوفاء، جلد 4، صفحہ 1352، طبع بیروت

marfat.com

ہر روز ستر ہزار فرشتے آپ ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری دیتے ہیں۔ استغفار اور صلاۃ و سلام پیش کرتے ہیں۔ شام کے وقت واپس چلے جاتے ہیں۔ اس طرح ہر رات ستر ہزار فرشتے حاضری دیتے ہیں حتیٰ کہ صبح کو واپس چلے جاتے ہیں پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔

اس خطہ مقدسہ کی طرف ہر سال چھ لاکھ لوگ زمین کے اطراف واکناف سے حاضری دیتے ہیں اگر انسانوں کی تعداد کم ہو تو فرشتوں سے یہ کمی پوری کر دی جاتی ہے۔

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبیّ بعدہ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم

تمت بالخیر

marfat.com

قرآن کتاب ہدایت ہے۔
مکمل ضابطہ حیات ہے۔

قرآن ہماری دنیوی اور اخروی کامیابی کا ضامن ہے۔

قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری کی معرکہ آرا تفسیر

خوبصورت ترجمہ • بہترین تفسیر

ضیاء القرآن

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ ہے

ترجمہ: جس کے ہر لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے

تفسیر: اہل دل کے لیے درد و سوز کا ارمغان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

marfat.com

صاحبانِ ذوق و محبّت اور اربابِ فکر و نظر

مژدۂ جانفزا

سیرت النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامّت پیر محمّد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے

بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار
درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف

ضیاء النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ○ لاہور

martat.com

صاحبانِ ذوق و محبّت اور اربابِ فکر و نظر

مژدۂ جانفزا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامّت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے

بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ○ لاہور